ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ۔ اور بہت ہی اچھے طریق سے ان سے مناظرہ کرو

فتاوی جلیه

عن المناهج الدعويه

حصہ اول

تالیف:

شیخ احمد بن یحیی النجمی

جمع وتعلیق:

حسن بن منصور الدغریری

مترجم:

د/ اجمل منظور المدنی

عرض مترجم

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ،

حمد وثناء کے بعد:

آپ کا پورا نام احمد بن یحی بن محمد شبیر النجمی ہے، نجامیہ بستی میں ۱۳۴۶ھ کے سال آخر میں پیدائش ہوئی ہے، جو کہ جازان صوبے کے شہر صامطہ میں پڑتا ہے، آپ نے مکتب کے اندر قرآن پاک کو تین بار پڑھا ہے، اسکے بعد شیخ عبداللہ بن محمد القرعاوی آئے اور آپ نے صامطہ شہر کے اندر ۱۳۵۹ھ میں ایک سلفی مدرسہ قائم کیا، آپ نے اس مدرسے میں داخلہ لیا۔ اسکے بعد آپ نے شیخ کے مدرسے میں تعلیم جاری رکھی، ۱۳۶۵ھ میں شیخ کی طرف سے مدرسہ نجامیہ کے اندر اور اسی طرح محلے کی مسجد میں آپ کو بطور مدرس کے مقرر کر دیا گیا، ۱۳۶۷ھ کے اندر سرکاری طور پر اسی مدرسے کے اندر بطور مدرس کے تقری ہوگئی، ۱۳۷۲ھ کے اندر شہر عارضہ کی طرف مسجد ابی سبیلہ میں بطور امام اور معلم کے مقرر کر دیا گیا۔ پھر اسکے بعد جب صامط کے اندر ۱۳۷۴ھ میں المعہد العلمی کھولا گیا تو وہاں شیخ حافظ حکمی، ناصر خلوفہ اور ایک گروپ کے ساتھ بطور مدرس کے مقرر کر دیا گیا، اس معہد میں آپ نے دس سال تک تدریسی خدمت انجام دیا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد بھی شیخ نے مساجد کے اندر حلقات کی شکل میں اس سلسلے کو جاری رکھا۔

شیخ احمد بن یحی النجمی موجودہ دور کے ایک نمایاں قلمکار اور مملکت سعودی عرب کے اندر ایک غیور سلفی تھے، کتاب وسنت کے پابند اور منہج کے شیدائی تھے، آپ نے کتاب وسنت کا دفاع، دین اسلام کی نشر واشاعت اور خوارج وقت کا جس طرح رد کیا ہے، وہ قابل تعریف ہے۔

یہ کتاب سوالات وجوابات پر مشتمل ہے جس کے اندر مختلف مواقع پر کئے گئے فتاوؤں کو جمع کر دیا گیا ہے، ساتھ ہی اسکے اندر چند چھوٹے چھوٹے رسالے بھی شامل کر دیئے گئے ہیں جنہیں مختلف شخصیات پر رد کیا گیا ہے، جنہیں شیخ حسن بن محمد بن منصور الدغریری نے بحسن وخوبی اکٹھا کیا ہے، اور پھر شیخ سے

اجازت لینے کے بعد شائع کروایا ہے، جس پر شیخ نے مقدمہ بھی لکھ دیا ہے جس سے کتاب کی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے۔

شیخ نے اس کتاب کے اندر جہاں دین اسلام کے حقیقی چہرے کو دکھایا ہے، صحیح اسلامی عقیدے اور سلفی منہج کو واضح کیا ہے وہیں دوسری طرف منحرف اور باطل افکار کی حامل تنظیموں کی بھی قلعی اتاری ہے، بطور خاص دین کے نام پر تجارت کرنے والی خارجی اخوانی تنظیم کہ جس پر مختلف سوالات کی روشنی میں بہترین جوابات کے ذریعے انکے باطل افکار اور فاسد عزائم کو کھول کر رکھ دیا ہے۔

قارئین کرام! اس کتاب کو خالی الذہن ہو کر انصاف کے ساتھ پڑھیں، اور خاص طور سے وہ دھوکے میں پڑے ہوئے لوگ جو مملکت سعودی عرب میں رہتے ہیں اور جن کی تربیت توحید پر ہوئی ہے، کہ وہ اس کتاب کو حق وانصاف کی نگاہ سے پڑھیں۔

دعاء کرتا ہوں کہ اللہ رب العالمین اس عمدہ کتاب کو نفع بخش بنائے، اور اس مقصد کو پورا کرے جس کے لئے ہر مصلح اور مخلص مصنف کوشاں رہتا ہے، انہیں میں سے اس کتاب کے مصنف بھی ہیں، ساتھ ہی یہ بھی دعاء ہے کہ اللہ تعالی عالم اسلام کے اندر حالیہ بحران کے پیچھے نادیدہ سازشوں اور موجودہ خلفشار کے حقیقی سرپرستوں کو سمجھنے میں اس کتاب کو کارآمد بنائے، اور تمام مسلمانوں کو ہر شر وفتن سے محفوظ رکھے۔ آمین

کتبہ

د/ اجمل منظور المدنی

تمہید

الحمدللہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین، نبینا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

امابعد:

یہ چند فتاوے ہیں جنہیں میں نے جمع کیا ہے جن کا جواب ہمارے فاضل شیخ احمد بن یحی بن محمد النجمی نے دیا ہے، وہ جوابات یا تو آپ نے اپنے ہاتھ سے خود لکھا ہے یا انہیں املاء کرایا ہے یا پھر کیسٹ میں ریکارڈ کروایا ہے؛ کچھ خاص ملاقاتوں میں جو یا تو گھر میں ہوئی ہیں یا مسجد میں یا پھر وہ فتاوے آپ کے لیکچرز اورعام پروگراموں سے لئے گئے ہیں، اللہ تعالی ہم تمام مسلمانوں کو ہدایت اور سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق دے، اور میں انہیں اکٹھا کر کے قلمبند کر دیا تا کہ اسکا فائدہ عام ہو جائے اور دنیا وآخرت ہر جگہ کیلئے کامیابی کا ذریعہ بن جائے۔

میں ان مختصر صفحات کے اندر قارئین کرام کے سامنے کچھ خاص فتاوے نقل کروں گا جن کا تعلق معاصر جدید جزبیات اوران تخریبی افکار سے ہے جنہیں بیرون ملک سے درآمد کیا گیا ہے، جن کا مقابلہ ہمارے اس مبارک ملک کے علمائے کرام نے خوب کیا ہے، ان کے شبہات کی تردید کی اور حق کو باطل سے واضح کر دیا تا کہ گمراہوں کی گمراہی سے اور باطل داعیوں کے باطل تاویل سے اس دین عظیم کی حفاظت ہو، اور تا کہ امت محمدیہ کے بھولے نوجوان اس گمراہی کے پھندے میں نہ گرنے پائیں، اللہ تعالی ان تمام لوگوں کو ہم مسلمانوں کی طرف سے اجر عظیم عطا فرمائے۔

جن علمائے کرام نے ان گمراہیوں کا مقابلہ کیا اور لوگوں کو دھوکہ میں پڑنے اوران گمراہیوں سے آگاہ کیا انہیں میں شیخ احمد بن یحی النجمی حفظہ اللہ بھی ہیں، اللہ آپ کی عمر میں برکت دے، تا کہ آپ جیسے علمائے دین کے ذریعے اللہ کا کلمہ سربلند ہو اور باطل پرستوں کا توڑ ہوتا رہے، اللہ ایسے علمائے کرام کی مدد فرمائے اورسنتوں کے احیاء اور جہالت وضلالت اور بدعات وخرافات کے مٹانے پر انہیں توفیق سے

نوازے۔

قارئین کرام! اب آپ کی خدمت میں وہ فتاوے پیش ہیں جن کا جواب ہمارے فاضل شیخ نے دیا ہے، یہ فتاوے ہراس شخص کیلئے بہت ہی مفید ہیں جو دین اسلام کے اندر فقہ وسمجھ حاصل کرنا چاہتا ہے اوراپنے رب کے عقاب وحساب سے ڈرتا ہے۔

آپ نے بعض جگہوں پر کلام کو قدرے طول دے دیا ہے اور بعض مقام پر ایجاز سے کام لیا ہے ممکن ہے سوال کی مناسبت سے ایسا کیا ہو کہ جو سوال تفصیل طلب ہو وہاں پر قدرے تفصیل سے جواب دیا ہے اور جو سوال اختصار کا طالب ہو وہاں آپ نے اختصار سے کام لیا، اور کتاب اللہ نیز سنت رسول ﷺ سے واضح دلائل کی روشنی اس مسئلے کی بھرپور وضاحت کی، ساتھ ہی جواب دینے میں علم وعمل اور دیگر ابواب کے اندر صحابہ کرام اور تابعین عظام کا منہج بھی اپنایا ہے۔

وہی ہمارے لئے قدوہ اور نمونہ ہیں، ان کے منہج اور طریقے سے ہم بالکل سرموئے انحراف نہیں کرسکتے، کیونکہ دین کے اعتبار سے وہ امت میں سب سے بہتر، علم میں سب سے گہرے اور تکلفات میں سب سے کم تھے، رضوان اللہ علیہم اجمعین، وجمعنا اللہ فی دارالنجاۃ والنعیم، چنانچہ آپ کے یہ فتاوے پوری طرح اصل مقصد کو پورا کررہے ہیں۔

اس مبارک کتاب کے اندر قرآنی آیتوں اور احادیث نبویہ کی تخریج راقم الحروف استاذ حسن بن محمد بن منصور الدغیری نے کی ہے، شیخ احمد بن یحیی النجمی حفظہ اللہ کی اجازت کے بعد ہی میں نے یہ کام کمپیوٹر کی مدد سے انجام دیا ہے۔

بعض ایسی جگہوں پر تعلیق بھی چڑھادی ہے جہاں تعلیق کی ضرورت تھی، اور وہ جگہیں بہت ہی کم ہیں، حسب استطاعت میں نے پوری کوشش کی ہے، اگر مجھے اس میں توفیق مل گئی تو یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر غلطی ہوئی ہو تو یہ شیطان کی طرف سے اور میری طرف سے ہے، اللہ اور اسکے رسول دونوں

بری ہیں ان امور میں جن کے اندر مجھ سے غلطی سرزد ہوئی ہے، اور ہم اللہ سے استغفار کرتے ہیں، وہ بہت ہی معاف کرنے اور رحم کرنے والا ہے، ساتھ ہی ہم نصیحت قبول کرنے اور غلطی سے رجوع کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار ہیں، اللہ ہم سب کو ہر اس چیز کی توفیق دے جس سے وہ راضی اور خوش ہو۔

اس مناسبت یہ بھی بتلا دوں کہ شیخ احمد نجمی حفظہ اللہ کی بعض کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور بعض اب تک شائع نہیں ہوسکی ہیں۔

اسی موضوع پر شائع ہونے والی کتابوں میں [المورد العذب الزلال فیما انتقد علی بعض المناھج الدعویۃ من العقائد والأعمال] بھی ہے۔

آپ نے ایک چھوٹا سا رسالہ لکھا ہے جو اب تک شائع نہیں ہوا ہے، اس کے اندر آپ نے ان لوگوں پر رد کیا ہے جن کا خیال ہے کہ مذکورہ کتاب شائع نہ کیا جائے، اور اس رسالے کا نام شیخ نے [رد الجواب علی من طلب منی عدم طبع الکتاب] رکھا ہے۔

اسی موضوع پر ایک کتاب جو اب تک شائع نہ ہوسکی وہ [الرد الشرعی المعقول علی المتصل المجھول] بھی ہے۔

ان کے علاوہ شیخ کی اور بھی دیگر مطبوعہ کتابیں ہیں، انہیں میں سے [تأسیس الأحکام علی ما صح عن خیر الأنام بشرح أحادیث عمدۃ الأحکام] کی پہلی جلد بھی ہے، ان شاء اللہ اس کتاب کی دوسری جلد کی اشاعت کے وقت پہلی جلد کو دوبارہ شائع کیا جائے گا، اور اسکے باقی اجزاء کی شرح ابھی مکمل نہیں ہوئی ہے۔

آپ کی مطبوعہ کتابوں میں سے درج ذیل دیگر کتابیں بھی ہیں:

* [أوضح الإشارة فی الرد علی من أجاز الممنوع من الزیارۃ]۔
* [تنزیہ الشریعۃ عن إباحۃ الأغانی الخلیعۃ]۔

* [رسالۃ الارشاد إلی بیان الحق فی حکم الجھاد]۔
* [فتح الرب الودود فی الفتاوی والرسائل والردود]۔

اسکے علاوہ بھی شیخ کے دیگر فتاوے ہیں جو عنقریب شائع ہوں گے، اسی طرح شیخ نے بعض کتابوں اوران کی شروحات کا مفید خلاصہ بھی کیا ہے، جنہیں ہم نے بہت پہلے املاء کر کے رکھا ہے، بلکہ آپ نے مجھ سے بھی پہلے اپنے شاگردوں پر املاء کرایا ہے، آپ نے بعض کتابوں کی شرح مکمل کر دی ہے، اور بعض کی شرح مکمل نہیں کی ہے، جن کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

* فتح الباری بشرح أحادیث صحیح البخاری۔
* شرح صحیح مسلم للنووی۔
* نیل الاوطار بشرح منتقی الأخبار من أحادیث سید الاخیا۔
* عون المعبود بشرح أحادیث سنن أبي داود۔
* تحفۃ الأحوذی بشرح أحادیث جامع الترمذی۔
* الروضۃ الندیۃ شرح الدرر البھیۃ۔
* سبل السلام بشرح أحادیث بلوغ المرام۔
* شرح السنۃ للإمام أحمد۔
* شرح السنۃ للامام البربھاری۔

مذکورہ کتابوں میں اکثر آپ کی مسجد میں اور علاقے کی دیگر مساجد کے اندر پڑھائی جارہی ہیں، اور یہ ساری کتابیں اس لائق ہیں کہ اہل فضل واہل احسان انکی طرف توجہ دیں اور علم وایمان کے چاہنے والے ان کا خیال رکھیں اور تعاون کا ہاتھ آگے بڑھانے سے پیچھے نہ ہٹیں، تاکہ یہ کتابیں لوگوں کے اندر زیادہ سے زیادہ مشہور ہوں، کیونکہ یہ کتابیں اسی وقت لوگوں تک پہونچیں گی جب انہیں اہل خیر حضرات

شائع کروا کر تقسیم کریں گے، اللہ رب العالمین ہر اس شخص کو بہتر بدلہ دے جو اس کار خیر میں حصہ لے، اللہ تعالی ہمارے شیخ فاضل کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے طلبہ کیلئے ڈھیر سارا مفید اور مبارک علم پیش کیاہے، آپ اپنا تمام وقت لکھنے، تعلیم دینے، درس دینے، تفسیر کرنے، سکھانے اور نصیحت کرنے میں گزارتے ہیں، ساتھ ہی فتوی بھی دیتے ہیں اور بلا کسی حرج کے خوشی خوشی اللہ کی رضا کی خاطر لوگوں کا استقبال بھی کرتے ہیں۔

اللہ رب العالمین شیخ کی عمر میں برکت دے اور ساتھ ہی ہر جگہ کے اہل سنت کے تمام مشائخ کی عمر میں برکت عطا فرمائے، نیز ان تمام لوگوں کی عمر میں برکت عطا فرمائے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سلف صالحین کے منہج اور طریقے پر علم وعمل کے تمام شعبوں میں چلتے ہیں، اللہ تعالی شیخ کے علم وعمل میں برکت دے، نیز آپ کے علم سے تمام مسلمانوں کو نفع پہونچائے۔

هدانا اللّٰه وإياه، وسائر المسلمين؛ لكل ما يحبه اللّٰه ويرضاه من الاقوال والاعمال الظاهرة والباطنة، إنه ولى ذلك، والقادر عليه، وصلى اللّٰه وسلم على نبينا محمد، وعلى آله وصحبه وسلم تسليماً كثيراً۔

۞۞۞

مقدمہ

الحمدلله رب العالمين، والصلاة والسلام على اشرف الانبياء والمرسلين،نبينا محمدوعلى آله واصحابه اجمعين۔

امابعد:

میں ان سوالات وجوابات سے مطلع ہوا جو درآمد شدہ دعوتی مناہج سے متعلق ہے؛ جنہوں نے حق کو باطل کے ساتھ اور سنت کو بدعت کے ساتھ خلط ملط کر دیا ہے، اور بہت سارے نوجوانوں پر معاملات کو مشتبہ کر دیا ہے اور انہیں ایسے فتنوں میں مبتلا کر دیا ہے جن سے وہ بے نیاز تھے۔

بعض نوجوانوں نے ان کے اس تلبیس ومکر کو واضح کرنے کی کوشش کی اور سوالات کے ذریعے ان کی وضاحت طلب کی جن میں سے بعض کی طرف شیخ حسن بن محمد بن منصور الدغریری نے تمہید کے اندر اشارہ کیا ہے تاکہ وہ سب ایک ساتھ جمع ہو کر کتاب کی شکل میں شائع ہو جائیں تاکہ ان کا فائدہ عام ہو جائے۔

اس جانب پہل کرنے سے قبل شیخ حسن نے مجھ سے اجازت لی تو میں آپ کو انہیں جمع کرنے اور آیات واحادیث کی تخریج کی اجازت دے دی، انہوں نے بعض مناسب جگہوں پر تعلیق بھی چڑھائی ہے، اس امید میں کہ وہ لوگوں کیلئے مفید ہوگا، شبہات کے ختم ہونے میں مدد ملے گی اور لوگ زیادہ سے زیادہ اس کتاب سے فائدہ اٹھائیں گے۔

میں اس کے ذریعے کسی کمال کا تو دعویدار نہیں ہوں، کیونکہ کمال تو صرف اللہ کیلئے ہے، اسی طرح عصمت صرف انبیاء کو حاصل ہے، اور کمی وعیب انسانوں کا خاصہ ہے۔

قارئین کرام سے دعاؤں کی درخواست ہے میرے لئے، اس کتاب کی ترتیب دینے والے اور تحریر کرنے والے کیلئے۔

وصلى الله وسلم على نبينا محمد، وعلى آله وصحبه وسلم تسليماً كثيراً.

كتبه
فضيلة الشيخ
احمد بن يحي النجمي
مورخه: ۱۳/۹/۱۴۱۹ھ

سوال نمبر ۱:

امید ہے کہ آپ اپنا تعارف کرائیں گے؟

جواب:

الحمدللہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، وعلی آلہ وصحبہ وسلم تسلیماً کثیراً۔

امابعد:

آپ کے بھائی کا پورا نام احمد بن یحی بن محمد شبیر النجمی ہے، نجامیہ بستی میں پیدائش ہوئی ہے، جوکہ جازان صوبے کے شہر صامطہ میں پڑتا ہے، میری پیدائش ۱۳۴۶ھ کے سال آخر میں ہوئی ہے، میں نے مکتب کے اندر قرآن پاک کو تین بار پڑھا ہے، اسکے بعد شیخ عبداللہ بن محمد القرعاوی آئے اور آپ نے صامطہ شہر کے اندر ۱۳۵۹ھ میں ایک سلفی مدرسہ قائم کیا، میں نے اس مدرسے میں داخلہ لیا اور وہاں تعلیم پورا نہیں کرسکا، اس سلفی مدرسے کے اندر میں نے ۱۳۶۰ھ کے ماہ صفر میں داخلہ لیا تھا، شیخ نے اس مدرسے کو قائم کرکے جازان علاقے شرک سے توحید اور جہالت سے علم نیز فسق وفجور اور بدعات سے نکال کر ایمان واخلاق کی طرف لے آئے، اللہ تعالی نے شیخ مکرم کے ذریعے اس علاقے پر بہت بڑا کرم فرمایا۔

اسکے بعد الحمدللہ میں شیخ کے مدرسے میں تعلیم جاری رکھی، ۱۳۶۵ھ میں شیخ کی طرف سے مدرسہ نجامیہ کے اندر اور اسی طرح میرے محلے کی مسجد میں مجھے بطور مدرس کے مقرر کردیا گیا، چنانچہ میں وہاں پڑھایا کرتا تھا، اور ساتھ میں سلفیہ مدرسے میں پڑھتا بھی تھا، ۱۳۶۷ھ کے اندر سرکاری طور پر اسی مدرسے کے اندر بطور مدرس کے میری تقرری ہوگئی، ۱۳۷۲ھ کے اندر شہر عارضہ کی طرف مسجد ابی سبیلہ میں بطور امام اور معلم کے مقرر کردیا گیا۔

میں وہاں دوسالوں تک باقی رہا، پھر اسکے بعد جب صامط کے اندر ۱۳۷۴ھ میں المعہد العلمی

کھولا گیا تو وہاں شیخ حافظ حکمی، ناصر خلوفہ اور ایک گروپ کے ساتھ بطور مدرس کے مقرر کر دیا گیا، اس معہد میں دس سال تک تدریسی خدمت انجام دیا۔

وہاں سے میں نے ۱۱/ ۳/ ۱۳۸۴ھ میں استعفی دے دیا، میں جامعہ اسلامیہ کے اندر بطور مدرس کے جانا چاہتا تھا، اس لئے کہ اس وقت وہاں پر اس وقت معروف محدث شیخ محمد ناصر الدین البانی اور اس وقت کے صدر جامعہ شیخ عبدالعزیز بن باز تھے، میں دونوں مشائخ سے رابطے میں رہتا اور خوب علمی استفادہ کرتا، مگر میری جو خواہش تھی پوری نہ ہوسکی۔

ایک بار پھر میں نے جامعہ اسلامیہ سے جڑنے کی کوشش کی مگر اس بار بھی مقدر نہیں تھا، بہر حال صامطہ، موسم، مسارحہ اور ابوعریش کے علاقے میں مرکز الدعوہ میں مقرر کر دیا گیا، وہاں میں تین سال رہ کر دعوت و تبلیغ کرتا رہا، مگر کثرت سفر کی وجہ سے میں پریشان ہوگیا۔

اس لئے میں نے دوبارہ مدارس میں تدریسی خدمت انجام دینے کیلئے درخواست دی، اور مجھے الحمدللہ دوبارہ بطور مدرس کے مقرر کر دیا گیا، پہلے مجھے معہد جازان میں مقرر کیا گیا، وہاں میں ایک سال رہا پھر ۱۳۸۷/ ۱۳۸۸ھ کے تعلیمی سال کے بعد صامطہ کے علمی معہد میں میری تقرری کر دی گئی۔

وہاں میں ریٹائرمنٹ تک یعنی ۱۴۱۰ھ تک تدریسی خدمت انجام دیتا رہا، پھر اسکے بعد بھی میں نے تدریسی کاز کو ختم نہیں کیا، بلکہ مساجد کے اندر حلقات کی شکل میں اس سلسلے کو جاری رکھا، دعاء ہے کہ اللہ تعالی ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔

۞ ۞ ۞

سوال نمبر ۲:

لفظ منہج سے کیا مقصود ہے؟

جواب:

منہج اس طریقے کو کہتے ہیں جس پر چل کر ایک طالب علم اور داعی دعوت کے میدان میں دعوت وتبلیغ کا کام انجام دیتا ہے، یہی منہج سے مقصود ہے۔

❁❁❁

سوال نمبر ۳:

سلفیت کیا ہے اور اسکا امام کون ہے؟

جواب:

سلفیت سلف کی طرف منسوب ہے۔

اور سلف سے مراد قرون مفضلہ کے صحابہ کرام، تابعین عظام وغیرہ ہیں، اور یہی سلفیت ہے۔

اور اسکی طرف نسبت کرنے کا مطلب یہ ہیکہ آپ اسی منہج اور طریقے پر چل کر دین پر عمل کریں جس طریقے اور منہج پر صحابہ کرام تھے، اور بعد میں جس طریقے پر اہل حدیث تھے، اور اہل حدیث ہی سلفی منہج پر چلنے والے ہیں۔

یہ سلفیت اللہ کے اسماء وصفات میں ایک عقیدہ ہے، تقدیر کے باب میں ایک عقیدہ ہے، صحابہ کے باب میں ایک عقیدے کا نام ہے، چنانچہ سلف اللہ کے ان تمام اسمائے حسنیٰ اور اسکے صفات علیا پر ایمان لاتے تھے جن سے اللہ نے خود کو متصف کیا ہے اور جن سے اللہ کے رسول نے اسے متصف کیا ہے، سلف ان پر اسی طرح ایمان لاتے ہیں جس طرح اللہ کے جلال وکمال کے لائق ہے بغیر کسی تحریف وتمثیل کے اور بغیر کسی تشبیہ وتعطیل اور تاویل کے، وہ تقدیر کے اچھے برے پر ایمان لاتے ہیں، کیونکہ کسی بندے کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوگا جب وہ اس تقدیر پر ایمان نہ لے آئے جسے اللہ نے اپنے بندوں کیلئے مقدر کر دیا ہے، چنانچہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ} ترجمہ: بے شک ہم نے جو بھی چیز ہے، ہم نے اسے ایک اندازے کے ساتھ پیدا کیا ہے۔

اور جہاں تک صحابہ کے تعلق سے ایمان کا مسئلہ ہے تو اس کا مفہوم یہ ہیکہ اس بات پر ایمان لایا جائے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے راضی ہونا اور ان کی عدالت کا اعتقاد رکھنا واجب ہے، اور یہ کہ وہ خیر الامم اور خیر القرون ہیں، اور اس بات کا اعتقاد رکھنا کہ وہ سب کے سب عادل ہیں برخلاف شیعہ اور خوارج کے جو کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں، اور وہ ان کے حقوق کا کوئی خیال نہیں کرتے ہیں۔

اور سلفیت کا رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی امام نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ ہی سلفیت کے امام اور صحابہ کرام اسکے قدوہ اور نمونہ ہیں۔

اور اس میں اصل اور بنیاد نبی اکرم ﷺ کا یہ قول ہے: (افترقت اليهود إحدى وسبعين فرقة وافترقت النصارى عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً، قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي)

ترجمہ: یہود اکہتر فرقوں میں بٹ گئے اور نصاری بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، اور ایک فرقہ کو چھوڑ کر باقی سبھی جہنم میں جائیں گے، صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ کون سی جماعت ہوگی؟ آپ نے فرمایا: "یہ وہ لوگ ہوں گے جو میرے اور میرے صحابہ کے نقش قدم پر ہوں گے۔

اور جس طرح کہ عرباض بن ساریہ رضی اللہ کی حدیث میں وارد ہوا ہے:

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَأَنَّ هَذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ، فَمَاذَا تَعْهَدُ

إِلَيْنَا؛ فَقَالَ: أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ".

ترجمہ: سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی، پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمیں دل موہ لینے والی نصیحت کی جس سے آنکھیں اشک بار ہوگئیں، اور دل کانپ گئے، پھر ایک شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ تو کسی رخصت کرنے والے کی سی نصیحت ہے، تو آپ ہمیں کیا وصیت فرما رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہیں اللہ سے ڈرنے، امیر کی بات سننے اور اس کی اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں، خواہ وہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، اس لیے کہ جو میرے بعد تم میں سے زندہ رہے گا عنقریب وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا، تو تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طریقہ کار کو لازم پکڑنا، تم اس سے چمٹ جانا، اور اسے دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا، اور دین میں نکالی گئی نئی باتوں سے بچتے رہنا، اس لیے کہ ہر نئی بات بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے"۔

۞ ۞ ۞

سوال نمبر ۴:

کیا سلفیت قدیم اور جدید بھی ہے یا صرف ایک ہی سلفیت ہے؟

جواب:

سلفیت ایک ہی ہے، اگر کوئی اسے قدیم اور جدید میں تقسیم کرتا ہے تو وہ جھوٹا ہے، چنانچہ جب ہم عقیدہ سلف پر غور کرتے ہیں تو صحابہ کے زمانے سے لیکر آج اسے ایک ہی پاتے ہیں؛ اس میں کسی کا کوئی

اختلاف نہیں ہے، ہاں ان کے یہاں فرعی احکامات میں اختلافات پائے جاتے ہیں مگر ان کا تعلق اصول وعقائد سے نہیں ہے، اوراس اختلاف کی وجہ سے کوئی کسی پر نقد بھی نہیں کرتا، اور یہی صحابہ کا بھی طریقہ رہا ہے، مگر جہاں تک عقیدے کا تعلق ہے اوراس کے اندر صحابہ کے زمانے سے لیکر آج تک سلف کاایک ہی منہج رہا ہے۔

۞ ۞ ۞

سوال نمبر ۵:

کیا نصیحت کے وقت اچھائیوں اور برائیوں کے درمیان موازنہ کرنا سلف کا منہج رہا ہے؟ یا وہ ایسا نہیں کرتے تھے؟

جواب:

یہ سلف کے منہج میں نہیں ہے، یہ پہلے کبھی کسی نے نہیں کہا ہے، اسی دور میں یہ طریقہ اخوانیوں اورانکے پیروکاروں کاایجاد کردہ ہے؛ یہ کہتے ہیں کہ اچھائیوں اور برائیوں میں موازنہ کرناضروری ہے۔

جبکہ یہ باطل ہے، اسکی کوئی بنیاد نہیں ہے، نہ ہی کتاب اللہ سے اور نہ ہی سنت رسول سے، اور نہ ہی اس پر صحابہ کرام میں سے کسی نے عمل کیااور نہ ہی بعد میں سلف صالحین میں سے کسی نے اس پر عمل کیا۔

جبکہ ہمیں اسکے برخلاف ثبوت ملتا ہے، چنانچہ جیسا کہ معروف ہے کہ جب سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے سیدنا معاویہ اور سیدنا ابوجہم رضی اللہ عنہما کے تعلق سے مشورہ لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: (أَمَّا مُعَاوِيَةُ، فَرَجُلٌ تَرِبٌ لَا مَالَ لَهُ، وَأَمَّا أَبُو جَهْمٍ، فَرَجُلٌ ضَرَّابٌ لِلنِّسَاءِ، وَلَكِنْ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ) ترجمہ: معاویہ تو مفلس ہے کہ اس کے پاس مال نہیں اور ابوجہم عورتوں کو بہت مارنے والا ہے مگر اسامہ۔

یہاں آپ دیکھیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کی کمیوں کو بیان کرتے وقت انکی اچھائیوں کو بیان نہیں

کیا، اگر ہم اس پر دلائل اکٹھا کرنے لگ جائیں تو ایک کتاب تیار ہو جائے گی، اور اس پر فضیلۃ الشیخ ربیع بن ھادی المدخلی حفظہ اللہ نے ایک کتاب لکھی ہے اور جو اس منہج کے قائل ہیں ان پر رد کیا ہے۔

(اس کے لئے شیخ ربیع کی کتاب: (منہج أھل السنۃ والجماعۃ فی نقد الرجال والکتب والطوائف) کا مطالعہ کریں، اسی طرح آپ ہی کی ایک کتاب (النصر العزیز علی الرد الوجیز) کا صفحہ نمبر ۳ کا مطالعہ کریں جہاں پر کئی اہل علم کے فتاوے نقل کئے ہیں۔ مترجم)۔

۞ ۞ ۞

سوال نمبر ٦:

ان لوگوں کو کیا جواب دیں جو یہ کہتے ہیں کہ اس وقت علماء کیلئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ ایک دوسرے پر رد و قدح کریں؛ کیونکہ اس سے دشمنوں کی طاقت میں اضافہ ہوگا اور آپس میں اختلاف پیدا ہوگا؟

جواب:

یہ باطل قول ہے، اور ایک مبغوض دعوی ہے؛ اس سے ان کا مقصد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے کو معطل کرنا ہے، بلکہ حق گوئی کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اس تعلق سے ان کے یہاں اصل وہی ہے جسے حسن بنا نے کہا ہے، چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ سارے تمام مسلمان ایک ہیں، ان کا قبلہ ایک ہے، ان کا قرآن ایک ہے، انکا نبی ایک ہے؛ اسلئے ان کے اندر آپس میں کوئی تفریق نہیں ہے۔

اسی لئے وہ سلفی اور صوفی اور شیعہ اور معتزلی سب کو ایک ساتھ جمع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ سب مسلمان ہیں۔ یہی ان کا اصول ہے۔

اور یہ اپنے اس قاعدے کی بنیاد پر کہتے ہیں جسے انہوں نے بھیڑ اکٹھا کرنے کیلئے بنا رکھا ہے:

''ہم متفقہ امور میں ایک دوسرے کا تعاون کریں گے اور اختلافی امور میں ایک دوسرے کو

معذور سمجھیں گے“۔

اور یہ باطل قاعدہ ہے؛ علماء نے اس پر رد لکھا ہے اور اسکے اندر پائے جانے والے خلل اور کمی کو واضح کیا ہے۔

۞ ۞ ۞

سوال نمبر ۷:

کیا کتاب وسنت کے اندر حکام پر منبروں سے علی الاعلان نکیر کرنا وارد ہوا ہے؟

جواب:

حقیقت یہ ہیکہ حکام پر علی الاعلان نکیر کرنا یہ نیا امر یعنی آج کی ایجاد کردہ ہے، یہ اہل سنت کے اصولوں میں سے نہیں رہا ہے، جیسا کہ اس حدیث میں وارد ہوا ہے:

(أَلَا مَنْ وَلِيَ عَلَيْهِ، وَالٍ فَرَآهُ يَأْتِي شَيْئًا مِنْ مَعْصِيَةِ اللَّهِ، فَلْيَكْرَهْ مَا يَأْتِي مِنْ مَعْصِيَةِ اللَّهِ، وَلَا يَنْزِعَنَّ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ) ترجمہ: سنو! جب کوئی کسی حاکم کو گناہ کی بات کرتے دیکھے تو اس کو برا جانے اور اس کی اطاعت سے باہر نہ ہو۔

اسی طرح سے نبی رحمت ﷺ کا فرمان ہے: اسلئے منبروں پر علانیہ نکیر جائز نہیں ہے: اسلئے کہ اس کے جو نقصانات اور نتائج مرتب ہوں گے وہ اسکے فوائد سے کہیں زیادہ ہوں گے، نبی اکرم ﷺ نے ہم سب کو نصیحت کا حکم دیا ہے خواہ وہ عام مسلمانوں کیلئے ہو یا خواص کیلئے، چنانچہ ہمیں اسی پر عمل کرنا چاہئے جیسا کہ اس حدیث میں وارد ہے:

عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " الدِّينُ النَّصِيحَةُ، قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: لِلَّهِ، وَلِكِتَابِهِ، وَلِرَسُولِهِ، وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ، وَعَامَّتِهِمْ ".

ترجمہ: سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دین

خلوص اور خیر خواہی کا نام ہے۔" ہم نے کہا: کس کی خیر خواہی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کی اور اس کی کتاب کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور مسلمانوں کے حاکموں کی اور سب مسلمانوں کی۔"

حکام کی خیر خواہی اور ان کی نصیحت کے تعلق سے جو شرعی طریقہ ہے اس کے یہ مخالف بھی ہے، چنانچہ حدیثوں میں ہدایت آئی ہے کہ حکام کو خاموشی اور چپکے سے نصیحت کی جائے جیسے کہ یہ حدیث:

(مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْصَحَ لِسُلْطَانٍ بِأَمْرٍ فَلَا يُبْدِ لَهُ عَلَانِيَةً وَلَكِنْ لِيَأْخُذْ بِيَدِهِ فَيَخْلُوَ بِهِ فَإِنْ قَبِلَ مِنْهُ فَذَاكَ وَإِلَّا كَانَ قَدْ أَدَّى الَّذِي عَلَيْهِ لَهُ)۔

ترجمہ: جو شخص کسی معاملے میں بادشاہ کی نصیحت کرنا چاہے تو سب کے سامنے نہ کرے بلکہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے خلوت میں لے جائے اگر بادشاہ اس کی نصیحت کو قبول کرلے تو بہت اچھا ورنہ اس کی ذمہ داری پوری ہوگئی۔

چنانچہ حکام کو نصیحت چپکے سے تنہائی میں کی جائے گی، تاکہ وہ حاکم کیلئے قابل قبول اور مفید ہو، یہی اس باب میں اصل ہے۔

اسی لئے جب اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ عثمان رضی اللہ سے بات کیوں نہیں کرتے؟ تو آپ نے فرمایا: "کیا تم یہی سمجھتے ہو کہ میں ان سے بات نہیں کرتا ہوں؟ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں ان سے بات تم کو سنا کر کروں؟"۔

یعنی آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے بات تنہائی میں کرتا ہوں۔

اسلئے سنت سے یہی ثابت ہے، اور اگر کوئی اسکے برخلاف منبر پر جا کر کہتا ہے کہ فلاں بادشاہ ایسا ہے، فلاں وزیر ویسا ہے، تو یہ خطا کار ہوگا؛ بلکہ اس پر واجب یہ ہیکہ اگر وہ کسی کی طرف سے کسی منکر کا صدور دیکھتا ہے تو وہ اسکے پاس ناصحانہ خطوط بھیجے۔

اگر اس کی بات قبول کرلی گئی تو اس پر اللہ کا شکریہ ادا کرے اور اگر قبول نہیں کی گئی تو وہ یہ جان

لے کہ وہ اپنی ذمیداری سے بری ہوگیا اب اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

سوال نمبر ۸:

کچھ طلبہ بعض ان داعیوں پر نقد کرتے ہیں جو منہج میں غلطی کرتے ہیں، کیا اسے ہم غیبت کہہ سکتے ہیں یا اسے غیبت نہیں کہیں گے؟

جواب:

دراصل دعوت دین اسی طریقے پر ہونا چاہیئے جو طریقہ اللہ تعالی نے اپنے نبیوں کے لئے متعین کردیا ہے، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ} ترجمہ: اور بلاشبہ یقینا ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔

اسی طرح سے وہ طریقہ جسے اللہ تعالی نے اپنے آخری پیغمبر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے متعین کردیا ہے، چنانچہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ} ترجمہ: آپ کہہ دیجئے میری راہ یہی ہے۔ میں اور میرے متبعین اللہ کی طرف بلا رہے ہیں، پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ۔ اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں نہیں۔

چنانچہ اب جو بھی کوئی ایسا منہج لائے گا جو منہج رسول کے مخالف ہوگا، یا کوئی ایسا طریقہ لائے گا جو رسول کے طریقے کے مخالف ہوگا، ایسی صورت میں علماء پر واجب ہوگا کہ وہ ان مخالفات کو واضح کریں، ان کی غلطیوں کو بیان کریں، ان پر ملاحظہ لگائیں، اگر کوئی جاننے کے باوجود بھی انہیں نہ بتلائے تو وہ گنہگار ہوگا؛ الا یہ کہ اس کے بارے میں کچھ لوگوں نے بتلا دیا ہو، تو پھر کوئی گرفت نہیں ہوگی کیونکہ یہ فرض کفایہ ہے، اگر

کسی نے اسے ادا کر دیا تو باقی سے وجوب ساقط ہو جائے گا۔

اور اگر کوئی میدان دعوت میں منہج سلف کے طریقے پر قائم ہو اور اسے مدد کی ضرورت ہو تو ایسی صورت میں اسکی ہر پہلو مدد کرنا واجب ہوگا، اور جو یہ گمان رکھے کہ ایسے لوگوں کے بارے میں کلام کرنا جائز نہیں ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہج اور آپ کے طریقے کے خلاف دعوت کا کام کرتے ہیں تو ایسا شخص باطل پرست ہے، گویا وہ چاہتا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ باطل ہو جائے، حق بیانی اور نیکی وتقوی پر مدد کرنے کا جذبہ مٹ جائے، اور اگر وہ اسکا ارادہ نہ رکھتا ہو تو ایسی صورت میں یہ مانا جائے گا کہ وہ جس کے بارے میں ایسا کہہ رہا ہے اسکا وہ مقلد ہے یا اسکے دھوکے میں پڑا ہوا ہے، اب اس پر واجب ہے کہ وہ حق کی طرف رجوع کرے اور اپنا یہ نظریہ ترک کر دے کہ شرعی منہج کے خلاف دعوت کا کام کرنے والوں کی غلطیاں واضح کرنا ناجائز ہے۔

۞ ۞ ۞

سوال نمبر ۹:

جو لوگ شیخ ابوعبداللہ بن ابراہیم سلطان عدنانی کی کتاب [القطبية هي الفتنة]، شیخ عبدالمالک بن احمد بن المبارک الرمضانی الجزائری کی کتاب [مدارك النظر في السياسة بين التطبيقات الشرعية والانفعالات الحماسية] اور شیخ زید بن محمد بن ھادی المدخلی کی کتاب [الارهاب وآثاره على الأفراد والأمم] کے بارے میں کہتے ہیں یہ کتابیں فتنہ پھیلاتی ہیں اور ان کے اندر علماء ودعاۃ پر طعن وتشنیع کیا گیا ہے ایسے لوگوں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب:

جو ایسا کہتے ہیں ان کا قول باطل ہے؛ کیونکہ ان کتابوں کے اندر شرعی غلطیوں کو واضح کیا گیا ہے، اور موجودہ دور میں ایسی غلطیوں سے واقف ہونا اور ان سے بچنا ہر ایک کیلئے ضروری ہے، اور ہم سماج

کے پائی جانے والی ایسی غلطیوں سے اسی وقت آگاہ کرسکتے ہیں جب ہم ان کتابوں کا مطالعہ کریں گے جو ایسی غلطیوں پر رد کرتی ہیں، خواہ وہ یہ مذکورہ کتابیں ہوں یا کوئی دوسری، چنانچہ ایسی باتیں جو بھی کہتے ہیں ان کا قول باطل ہے نیز وہ اپنے گمان میں بھی باطل پر ہیں۔

سوال نمبر ۱۰:

اگر کوئی ان مذکورہ کتابوں (القطبیہ، مدارک النظر اور الارھاب) کو اپنے سابق گمان کی بنیاد پر جلا دیتا ہے تو اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب:

وہ کتابیں جو حق کو واضح کرتی ہوں، اسکے اتباع پر ابھارتی ہوں اور باطل پر رد کرتی ہوں نیز باطل سے دور رہنے کا حکم دیتی ہوں ایسی کتابوں کو اگر کوئی جلاتا ہے تو وہ ان لوگوں کے حکم میں شامل ہوگا جو اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے ہیں، اس گھناونے عمل کے بارے میں اللہ اس سے ضرور سوال کرے گا جب وہ کل قیامت کے دن اس کے سامنے اپنے اعمال کے ساتھ پیش ہوگا۔

یہ عمل باطل پرستوں کا ہے، گمراہوں کا ہے، کیا ان لوگوں نے ان کتابوں کو شمس المعارف اور دیگر جادو وشعبدہ بازی پر مشتمل کتابوں جیسا سمجھ رکھا ہے؟!! اگر ایسا سمجھ رکھا ہے تو یقیناً یہ باطل پر ہیں، ان کا دعوی باطل ہے، اگر کوئی ایسا دعوی کرتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ توبہ کرے اور اپنے رب سے ڈرے، اور یہ جان لے کہ وہ ایسا کرکے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روک رہا ہے، یقیناً اسے اللہ کی زمین میں فساد پھیلانے والا شمار کیا جائے گا، اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: ﴿وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ﴾ ترجمہ: اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد مت پھیلاؤ اور اسے خوف اور طمع سے پکارو، بے شک اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں

کے قریب ہے۔

مزید اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: ﴿وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ﴾ ترجمہ: اور زمین میں فساد مت ڈھونڈ، بے شک اللہ فساد کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔

❁ ❁ ❁

سوال نمبر ۱۱:

بعض نوجوان سلمان عودہ اور سفر حوالی کے خلاف لگائے گئے الزامات کو غلط بتاتے ہیں اور ان کی صحت پر یقین نہیں رکھتے اور کہتے ہیں کہ کبار علماء کمیٹی کی طرف اسے حکومت نے منسوب کر دیا گیا جب یہ صحیح نہیں ہے، تو کیا یہ ان کا گمان صحیح ہے یا یہ لوگ غلط کہہ رہے ہیں؟

جواب:

یہ ان حزبیوں کے مفروضہ مزاعم ہیں، کیا یہ لوگ شیخ عبد العزیز بن باز کے پاس جا کر اسکی وضاحت نہیں کر سکتے، بالکل وہ آپ سے استفسار کر سکتے ہیں، اور کبار علماء کمیٹی سے سوال کر کے اپنا شبہ ختم کر سکتے ہیں، وہ سارے علماء آج بھی موجود ہیں، مگر وہ ایسا نہیں کریں گے کیونکہ ان کا مقصد حکومت پر طعن کرنا ہے، اسے لوگوں میں غیر معتبر بنانا ہے، اور یہ مشہور کرنا ہے کہ حکومت بغیر کسی غلطی کے علماء کو قید خانے میں ڈال رہی ہے، چنانچہ ان کا یہ دعوی جھوٹا ہے، الحمد للہ یہ حکومت انصاف پسند ہے، یہ حزبی جیسی باتیں مشہور کر رہے ہیں ان باتوں کی بنیاد پر انہیں حکومت نے گرفتار نہیں کیا ہے۔

بلکہ معاملہ یہ ہیکہ ان لوگوں کو گرفتار کر کے پہلے کبار علماء کمیٹی پر پیش کیا گیا ہے، کبار علماء نے ان سے مناظرہ اور علمی مناقشہ کیا ہے، انہوں نے ان سے اپنے باطل اعمال اور افکار سے رجوع کا مطالبہ کیا ہے، مگر ان اخوانی علماء نے اپنے باطل افکار سے رجوع کرنے سے انکار کر دیا، اس وقت کبار علماء کی کمیٹی

نے یہ فیصلہ لیا کہ انہیں جیل میں باقی رکھا جائے، اور انہیں عوام میں گفتگو کرنے سے روک دیا جائے تا کہ ان کے غلط افکار سے سماج متاثر نہ ہو، یہ کبار علماء کمیٹی کی حقیقت ہے۔

مگر جو لوگ اس حقیقت کے خلاف باتیں پھیلا رہے ہیں ان کا قول باطل ہے، یہ حکومت پر دراصل طعن وتشنیع کرنا چاہتے ہیں، اسی طرح یہ کبار علماء کمیٹی پر طعن وتشنیع کرنا چاہتے ہیں، ایسا کرنا ان کیلئے بالکل جائز نہیں ہے، حکومت اور علماء کے خلاف یہ جھوٹا پروپیگنڈہ بالکل حرام ہے۔

ان کے کہنے کے مطابق اگر یہ گواہی کبار علماء کمیٹی پر مسلط کیا گیا ہوتا ان کے مشورہ کے بغیر تو یہ علماء کبھی خاموش نہیں رہ سکتے تھے، شیخ عبدالعزیز بن باز ان میں شامل تھے بلکہ وہ اس کمیٹی کے صدر تھے، آپ کا اس پر دستخط ہے اور وزیر داخلہ کا اس پر مہر ہے۔

۞ ۞ ۞

سوال نمبر ۱۲:

اگر کوئی کہتا ہے کہ میں اس مذکورہ وضاحت (کبار علماء کمیٹی کی گواہی) کو نہیں مانتا تو اسکے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب:

اگر کوئی ایسی بات کہتا ہے کہ میں اس گواہی کو نہیں تسلیم کرتا تو گویا وہ موجودہ حکومت کو بھی نہیں تسلیم کر رہا ہے، اور نہ ہی اسے یہاں کے کبار علماء پر بھروسہ ہے، ایسے شخص کیلئے ضروری ہے کہ اسے تعزیری سزا دی جائے؛ کیونکہ یہ گمراہی پھیلا رہا ہے۔

۞ ۞ ۞

سوال نمبر ۱۳:

کچھ نوجوان ایسے ہیں جو شیخ ربیع بن ہادی مدخلی اور شیخ صالح بن سعد سحیمی کے شاگران کے بارے

میں کہتے ہیں کہ وہ سلفی نہیں بلکہ زلفی ہیں، ایسے لوگوں کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

جواب:

سلفیوں کے بارے میں ایسی بات کہنا ان لوگوں کی خباثت پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ یہ ان سلفی نوجوانوں سے نفرت کرتے ہیں اسی لئے ان پر طعن و تشنیع کرتے ہیں، اور آپ دیکھیں گے کہ ان کی ساری سازشیں ان ہیں موحد سلفیوں کے خلاف ہوتی ہیں، جبکہ یہ دوسرے تمام فرقوں اور مسالک حتی کہ شیعہ روافض سے بھی دوستی اور محبت کرتے ہیں۔

چنانچہ سلفیوں کے خلاف ان کی یہ حرکت شنیعہ باطل ہے، سلفیوں کو ایسا کہنا بالکل جائز نہیں ہے، زلفی کہہ کر دراصل یہ تزلف مراد لیتے ہیں یعنی چاپلوس، جبکہ حقیقت یہ ہیکہ یہ چیز ان حزبیوں کے اندر پائی جاتی ہے، یہ اپنے کبار علماء اور مرشدوں نیز حکومت کے مقلد اور چاپلوس ہوتے ہیں، اس لئے ان کے اس خبیث سوچ پر ہم صرف انا اللہ وانا الیہ راجعون ہی پڑھ سکتے ہیں۔

❁ ❁ ❁

سوال نمبر ۱۴:

بعض نوجوان خود کو سلفی کہتے ہوئے حرج محسوس کرتے ہیں، ان کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب:

آخر وہ کیوں حرج محسوس کرتا ہے؟!! کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ سلفیت کی طرف نسبت کرنا کوئی عیب ہے؟!! کیا یہ نسبت رسول اللہ ﷺ کے صحابہ، تابعین، فقہاء، محدثین اور ان مفسرین کی طرف نہیں ہے جو ہر جگہ اور ہر زمانے میں صحیح عقیدے پر قائم تھے، جو کتاب اللہ اور سنت رسول سے فہم سلف صالح کے مطابق حق پر قائم تھے!! کیا ان بزرگوں کی طرف نسبت کرنا عیب ہے؟ آخر اس میں حرج کس بات کی ہے؟!! انا

للہ وانا الیہ راجعون۔

اس لئے میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی منہج سلف کی پیروی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ان شاء اللہ سلفی ہوں، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے میں اس کیلئے خیر کی امید کرتا ہوں، لیکن اگر وہ اس میں کوئی حرج محسوس کرتا ہے تو ممکن ہے وہ گناہ میں پڑ جائے۔

❁ ❁ ❁

سوال نمبر ۱۵:

کیا اخوان المسلمون کی جماعت میں رافضہ، صوفیہ اور معتزلہ وغیرہ شامل ہیں یا یہ خالص اہل سنت والجماعت ہے؟

جواب:

یہ خود اس کا اعتراف کرتے ہیں، اور جو اس جماعت سے نکل کر آئے ہیں وہ اس بات کی تفصیل بتاتے ہیں کہ اس جماعت میں کیسے کیسے لوگ شامل ہوتے ہیں، حتی کہ محمد سرور جو اس جماعت میں دس سالوں تک رہے۔

وہ خود اس جماعت پر نقد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ایسی جماعت ہے جس کے اندر سلفی، صوفی اور معتزلی سب شامل ہیں، اس لئے ایسی جماعت سے کسی کامیابی اور خیر کی امید نہیں کی جا سکتی۔

اور یہ چیز ان کے یہاں مشہور ہے ان کے بڑے بڑے لیڈران اور مرشدین و مفکرین اس کا اعتراف کرتے ہیں، اور سب کو ایک جیسا مسلمان مانتے ہیں۔

سوال یہ ہیکہ ان تمام فرقوں اور مسالک کو اپنی جماعت میں داخل کر کے یہ کرنا کیا چاہتے ہیں؟

یہ دراصل لوگوں کی ایک بھیڑ جمع کرنا چاہتے ہیں تا کہ حکومت میں جانے کیلئے ان لوگوں کے ووٹ حاصل کئے جا سکیں، کیونکہ حکومت واقتدار کی کرسی ووٹوں کی کثرت سے حاصل ہوتی ہے، یہی انکا مطمح

نظر اور اصلی مقصد ہے اسی کیلئے یہ سارا کام کرتے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

❁ ❁ ❁

سوال نمبر ۱۶:

کیا دعوت کے میدان میں اخوان المسلمین کا طریقہ اور منہج ہر جگہ ایک ہے یا الگ الگ ملکوں میں الگ الگ منہج ہے؟

جواب:

ہر ملک میں ان کا طریقہ ایک ہی ہے، میرے پاس ایک تحریر موجود ہے، جسے ایک یمنی شخص نے میرے پاس لکھ بھیجا ہے، وہ اخوانیوں کے ساتھ سات سال تک رہا پھر اس جماعت کو ترک کر دیا کیونکہ ان کے اندر بہت ساری خامیاں اور فحش غلطیاں دیکھی تھیں۔

❁ ❁ ❁

سوال نمبر ۱۷:

کیا جمہوری ممالک میں پارلیمانی انتخابات میں شامل ہونا دین اسلام کی نصرت ومدد کا ایک شرعی وسیلہ ہے یا نہیں؟

جواب:

بالکل نہیں۔

❁ ❁ ❁

سوال نمبر ۱۸:

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس وقت ہم پر واجب ہے کہ ہم خلافت راشدہ کے قیام کی پوری کوشش کریں، کیا ایک فکر صحیح ہے یا ایسا کرنا غلط ہے؟

جواب:

یہ سوچنا سوفیصد غلط ہے، اللہ تعالی اپنے انبیاء کے بارے میں فرماتا ہے: {وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ} ترجمہ: اور بلاشبہ یقینا ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔

یہاں پر دیکھیں اللہ تعالی نے انبیاء کو توحید کی طرف دعوت دینے کا حکم دیا ہے، یہی معاملہ اللہ کے آخری پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کا بھی ہے، بلکہ آپ ﷺ کے تمام پیروکاروں کا ہے، تمام لوگ اب تک اسی توحید اور دین اسلام کی بنیادی چیزوں کی طرف دعوت دیتے آئے۔

نبی اکرم ﷺ نے جب سیدنا معاذ بن جبل ﷺ کو یمن کی طرف دعوت کیلئے روانہ کیا تھا اس وقت آپ نے ان سے کیا کہا تھا؟ اسکے لئے دیکھیں اس حدیث کو:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، " أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ: ادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ ".

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن (کا حاکم بنا کر) بھیجا تو فرمایا کہ تم انہیں اس کلمہ کی گواہی کی دعوت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اگر وہ لوگ یہ بات مان لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالی نے ان پر روزانہ پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ لوگ یہ بات بھی مان لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالی نے ان کے مال پر کچھ صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے مالدار لوگوں سے لے کر انہیں کے محتاجوں میں لوٹا

دیا جائے گا۔

چنانچہ پتہ چلا کہ اللہ تعالی نے یہ حکم دیا ہے کہ دعوت سب سے پہلے توحید اور دین اسلام کی بنیادی چیزوں کی طرف ہو، اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ دعوت سب سے پہلے توحید اور دین اسلام کی بنیادی چیزوں کی طرف ہو، اب اگر ہم یہ کہنا شروع کر دیں کہ ہم سب سے پہلے خلافت اور حکومت قائم کرنے کی طرف دعوت دیں گے تو ایسی صورت میں ہم اس بنیاد کو ترک کر دیں گے جس کا حکم اللہ اور اسکے رسول نے دیا ہے۔

اور جہاں تک خلافت راشدہ کی بات ہے تو وہ تو زمانہ ہوا ختم ہو گیا، اب دوبارہ وہی خلافت آئے گی جب اللہ چاہے گا اور وہی اس کے لئے اسباب مہیا کرے گا، ہم خلافت قائم کرنے کے مکلف نہیں بنائے گئے ہیں، ہمیں توحید اور دین اسلام کی بنیادی امور کی طرف دعوت دینے کا مکلف بنایا گیا ہے، چنانچہ اگر کوئی اپنے اصل فریضے کو ترک کر کے خلافت قائم کرنے کی طرف دعوت دیتا ہے تو گویا وہ حزبیوں کے اصولوں پر چل رہا ہے اللہ اور اسکے رسول کے بتائے ہوئے اصولوں سے دور ہے، اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ} ترجمہ: یا ان کے لیے کچھ ایسے شریک ہیں جنھوں نے ان کے لیے دین کا وہ طریقہ مقرر کیا ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی اور اگر فیصلہ شدہ بات نہ ہوتی تو ضرور ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا اور بے شک جو ظالم ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

ہمیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ خلافت کا مالک اللہ تعالی ہے، وہ اسکے لئے اب اسی وقت راہ ہموار کرے گا جب اہل بیت رسول ﷺ میں سے اسکا اہل اور لائق نکلے گا، اور وہ امام مہدی ہوں گے، جو نزول عیسی کے وقت نکلیں گے، ہاں اسی وقت خلافت راشدہ دوبارہ قائم ہوگی، اور اس تعلق سے نبی اکرم

ﷺ کی پیشین گوئی موجود ہے، اور یہ خلافت بھی اللہ تعالی جب تک چاہے گا رہے گی، لہذا ان لوگوں کا یہ کہنا کہ ہم خلافت راشدہ کے قیام کیلئے کوشش کرتے ہیں تو سن لو کہ یہ ایسا کہہ کر اپنی سیاسی دعوت اور حکومت واقتدار کے قیام کی طرف دعوت دے رہے ہوتے ہیں اور اسی کو یہ مراد لیتے ہیں، اور یہ انکی باطل نیت ہے، یہ بالکل جائز نہیں ہے کہ ایسی باطل نیت کو یہ دعوت کے میدان میں استعمال کریں، یہ میکاولی سیاست ہے، کرسی اقتدار تک پہونچنے کا ایک ناجائز حربہ ہے، وانا للہ وانا الیہ راجعون۔

سوال نمبر ۱۹:

اس وقت بہت سارے نوجوان سلمان عودہ، سفر حوالی، محمد سعید قحطانی اور عائض قرنی کی کیسٹیں سنتے ہیں، ایسے نوجوانوں کو آپ کیا نصیحت فرمائیں گے؟ کیا یہ سننا بند کردیں یا نہ بند کریں؟

جواب:

جی، ہاں، بند کردیں، کیونکہ ان کے اندر بہت ساری منہجی خرابیاں موجود ہیں جو نوجوانوں کو معلوم نہیں ہوتیں، اور پھر یہ دھوکہ کھاجاتے ہیں، کیونکہ ان لوگوں پر بہت سارے مواخذات ہیں، اسی لئے ان کی تقریروں کو سننا درست نہیں ہے، اگر کوئی سنتا ہے تو ترک کردے، آپ دیکھیں عائض قرنی وفقہ اللہ کے یہاں بہت ساری خامیاں تھیں وہ اب تک سترہ مسائل سے رجوع کرچکے ہیں، اور مجھے امید ہے کہ باقی سے بھی رجوع کرلیں گے، انہیں میں سے ان کا یہ قول بھی ہے:

صل ما شئت وصم فالدين لا   يعرف العابد من صلى وصاما
أنت قسيس من الرهبان ما   أنت من أحمد يكفيك الملاما

ترجمہ: جو چاہو نماز پڑھو اور روزہ رکھو، دین کسی عابد کو نہیں پہچانتا کہ کس نے نماز پڑھی اور کس نے روزہ رکھا، تم راہب ہو کہ پادری اگر احمد سے واسطہ نہیں تو یہی تمہاری ملامت کیلئے کافی ہے۔

اب انکا یہ قصیدہ اس طرح ہے کہ اسے سننا بالکل جائز نہیں ہے، کیونکہ اس قصیدے کے اندر انہوں نے حکام کے خلاف بغاوت اور خروج پر ابھارا ہے، مجھے امید ہے کہ انہوں نے باقی امور سے بھی رجوع کرلیا ہوگا۔

میں ایسے کلام اور سلمان عودہ اور اسی طرح سفر حوالی کے بعض کلام کے بارے میں یہی کہوں گا کہ انکے کلام ایسے بعض ایسے امور پر مشتمل ہوتے ہیں جنہیں صرف علماء ہی سمجھ سکتے ہیں اسلئے طالب علموں کے لئے مناسب یہی ہے کہ وہ اس طرح کے لوگوں کے کلام کو سننا چھوڑ دیں۔

❁ ❁ ❁

سوال نمبر ۲۰:

جہاں تک شیخ عائض قرنی کے رجوع کا تعلق ہے تو کیا شیخ نے صرف سترہ مسائل ہی سے رجوع کیا ہے یا باقی مسائل سے بھی رجوع کرلیا ہے؟

جواب:

مجھے اب انہیں سترہ مسائل کا علم ہے باقی کے بارے میں مجھے جانکاری نہیں ہے کہ انہوں نے ان سب سے رجوع کرلیا ہے یا نہیں، واللہ اعلم۔

❁ ❁ ❁

سوال نمبر ۲۱:

مبتدی طالب علم کو آپ کیا نصیحت فرمائیں گے، اور انکے لئے آپ کس طرح کی سلفی کتابوں اور کیسٹیوں کی طرف رہنمائی فرمائیں گے؟

جواب:

تمام طلبہ کو میری یہی نصیحت ہے کہ وہ اللہ کا تقوی اختیار کریں، رسول اللہ ﷺ کا طریقہ اپنائیں، آپ

ﷺ کے صحابہ کا طریقہ اپنائیں، یہی سلفی طریقہ ہے، یہی سلفی منہج ہے، میں طلبہ کو نصیحت کروں گا کہ وہ سلفی علماء کی مجلس میں بیٹھیں، میں نصیحت کروں گا کہ وہ کتاب التوحید اوراسکے ساتھ دیگر عقیدے کی کتابوں کا مطالعہ کریں، اسی طرح حدیث اور فقہ کی کتابوں کا مطالعہ کریں، تمام طلبہ پر واجب ہے کہ وہ اللہ کا تقوی اختیار کریں، اوران حزبی دعوتوں سے دور رہیں جن کا واحد مقصد مسلمانوں کی صفوں میں دراڑ پیدا کرنا ہے، انہیں توڑنا اور فرقوں اور جماعتوں میں بانٹنا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ہمیں ایسے داعیوں سے ڈرایا اور آگاہ کیا ہے جو دوزخ کی طرف بلاتے ہیں، والعیاذ باللہ، اور بلا شبہ حزبیت کے اندر بے شمار فحش غلطیاں موجود ہیں، اس لئے طلبہ کو چاہئے کہ وہ ان سے آگاہ رہیں اور دور رہیں، وہ سلفی علماء کے دینی حلقوں سے جڑیں، سلفی علماء کی کتابوں کا مطالعہ کریں، اوران کی بدعتیوں اور حزبیوں کی کتابوں سے دور رہیں؛ کیونکہ ان کی کتابوں میں شہد کے ساتھ زہر بھی ہوتا ہے، و باللہ التوفیق۔

❁ ❁ ❁

سوال نمبر ۲۲:

ہمارے ملک سعودی عرب کے اندر سلفی دعوت کے منادکون ہیں جن کے ہاتھ پرعلم حاصل کرنا چاہئے؟

جواب:

اس وقت مملکت سعودی عرب کے اندر وہ سلفی مشائخ جن کے دروس سننا چاہتے اوران کے علمی حلقوں میں بیٹھنا چاہئے ان کے کچھ نام درج ذیل ہیں:

شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز۔

شیخ صالح بن فوزان الفوزان۔

شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ آل الشیخ۔

شیخ عبداللہ بن عبدالرحمن الغدیان۔

اور اسی طرح کبار علماء کمیٹی کے تمام مشائخ۔

اسی طرح مدینہ طیبہ کے تمام وہ علماء جو حق کے داعی ہیں اور حزبیت کے خلاف ہیں، ایسے علماء آج بھی موجود ہیں جن کے عمل سے لگتا ہے کہ وہ سلفی ہیں، اس لئے ان کی مجلسوں میں بیٹھنا اور انکی کیسٹوں کو سننا مناسب ہے اور انکے علمی حلقوں اور دینی مجلسوں میں بیٹھنا درست ہے۔

۞ ۞ ۞

سوال نمبر ۲۳:

آپ کچھ ایسی سلفی کتابوں کے نام بتائیں جنہیں سلفی نوجوان اپنے پاس رکھیں اور ان کا مطالعہ کریں؟

جواب:

وہ کتابیں جن کا مطالعہ کرنا ایک طالب علم کیلئے مناسب ہے وہ درج ذیل ہیں:

* وہ کتب حدیث ہیں جیسے حدیث کی امہات الکتب: صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داود، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، مسند امام احمد۔

* اسی طرح علامہ البانی کی صحیح جامع صغیر وزیادتہ اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ۔

* اسی طرح متقدمین علمائے محدثین کی کتابیں۔

* شیخ محمد بن عبدالوہاب اور آپ کی اولاد نیز آپ کے زمانے میں پائے جانے والے علماء اور بعد کے علماء کی کتابیں۔

* اسی طرح دور حاضر کے سلفی علماء کی کتابیں جیسے:

شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز۔

شیخ صالح بن فوزان الفوزان۔

شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ آل الشیخ۔

شیخ عبداللہ بن عبدالرحمن الغدیان۔

شیخ صالح اللحیدان۔

شیخ ربیع بن ہادی المدخلی۔

شیخ صالح بن سعد السحیمی۔

شیخ عبدالمحسن العباد۔

آپ کے فرزند عبدالرزاق العباد البدر۔

شیخ محمد بن ربیع المدخلی۔

زید بن محمد المدخلی۔

اسی طرح دیگر سلفی علماء کی کتابیں جو نفع بخش ہوں، خواہ وہ کسی بھی زمانے کے ہوں، اور الحمدللہ سلفی علماء ہر دور میں رہے ہیں، ہم صرف انہیں حزبیوں کی کتابوں سے دور رہنے کی ہدایت کرتے ہیں کیونکہ ہمیں طلبہ پر خوف ہے کہ وہ ان کی کتابوں کا مطالعہ کر کے ان کی جال میں پھنس سکتے ہیں۔

❁ ❁ ❁

سوال نمبر ۲۴:

جو یہ کہتا ہو کہ میں شیخ زید مدخلی اور شیخ ربیع مدخلی کو علماء کی فہرست میں شمار نہیں کرتا، اور نہ ہی ان سے علم کو لینا مناسب سمجھتا ہوں، میں صرف شیخ عبدالعزیز بن باز کو تسلیم کرتا ہوں، ایسے شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب:

ہم ایسے شخص کے بارے میں دعاء کریں گے کہ اللہ تعالی اسے ہدایت دے اور خیر کی توفیق سے نوازے، کیونکہ شیخ ربیع اور شیخ زید دونوں سلفی خیر خواہ مخلص علماء میں سے ہیں، اس پر واجب ہے کہ وہ اس بات کو تسلیم کرے، اور وہ اس حقیقت کو جان لے، اور ان پر طعن و تشنیع سے باز آجائے؛ کیونکہ ان علماء پر طعن و تشنیع کرنا حقیقت میں سنت رسول ﷺ پر طعن و تشنیع کرنا ہے جس سنت کے علم کو یہ بلند کئے ہوئے ہیں۔

اسی طرح ہم یہ بھی کہیں گے کہ یہ علماء معصوم نہیں ہیں، ان سے بھی غلطی کا امکان ہے، مگر یہ بھی کہوں گا کہ ان کا منہج سلفی ہے، اسلئے طلبہ کو چاہئے کہ وہ ان کی کتابوں کو پڑھیں، اور ان کے ذریعے سے حق اور باطل کو پہچانیں، اور حزبی علماء کی کتابوں سے دور رہیں۔

اور اگر آپ چاہتے ہیں کہ شیخ ابن باز سے بلاواسطہ ان علماء کے بارے میں فتوی حاصل کریں تو ان کے پاس خطوط لکھو اور پوچھو کہ آپ فلاں فلاں کے بارے میں کیا کہتے ہیں، پھر آپ کو انکے جواب سے پتہ چل جائے گا؛ اگر یہ کہہ دیں کہ یہ اچھے سلفی علماء میں شمار ہوتے ہیں تو اپنی پہلی رائے کو باطل سمجھ لینا، اور اگر یہ کہہ دیں کہ یہ فسادی اور حزبی علماء میں سے ہیں ان کے اندر کوئی خیر نہیں ہے، تو پھر ایسی صورت میں آپ اپنی رائے پر جمے رہنا، البتہ مجھے یقین ہے کہ وہ ان علماء کی تعریف ہی کریں گے۔

❁ ❁ ❁

سوال نمبر ۲۵:

آپ کی اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے جو یہ کہتا ہے کہ کتاب [القطبیۃ] فتنے والی کتاب ہے، نوجوانوں کے درمیان اسے تقسیم کرنا جائز نہیں ہے؟

جواب:

اس کتاب کے اندر ان غلطیوں پر تنبیہ کی گئی ہے جو سروری اور قطبی اخوانیوں سے سرزد ہوئی ہیں،

اورسرزد غلطیوں پر تنبیہ کرنا واجب ہے، اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ لوگ جو جانتے ہیں ان لوگوں کو تنبیہ کریں جو نہیں جانتے، اسی طرح کی بات اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کے بارے میں فرمائی ہے، ارشاد باری ہے: {وَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ يَسْعَى قَالَ يَا مُوسَى إِنَّ الْمَلَأَ يَأْتَمِرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ إِنِّي لَكَ مِنَ النَّاصِحِينَ} ترجمہ: اور ایک آدمی شہر کے سب سے دور کنارے سے دوڑتا ہوا آیا، اس نے کہا اے موسیٰ! بے شک سردار تیرے بارے میں مشورہ کررہے ہیں کہ تجھے قتل کردیں، پس نکل جا، یقیناً میں تیرے لیے خیر خواہوں سے ہوں۔

یہ شخص جو دوڑتے ہوئے آیا اور موسی علیہ السلام کو بستی سے نکل جانے کا مشورہ دیا، اور یہ واضح کیا کہ بستی والے آپ کے قتل کے مشورے کررہے ہیں، کیا اس آدمی نے ایسا کرکے خیر کا کام کیا یا منکر کام کیا؟!! یقیناً اس نے بھلائی کا کام کیا؛ کیونکہ موسی علیہ السلام آگے چل کر نبی بننے والے تھے، اور اولوا العزم انبیاء میں ان کا شمار ہوتا ہے، اللہ تعالی ان کے ذریعے بہت سی قوموں کو ہدایت دینے والا تھا، اس لئے اس شخص نے آکر جو بھی کیا وہ خیر خواہی اور بھلائی کا کام تھا، کیا اس کے بارے میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس نے فتنہ برپا کیا؟!

بالکل یہی معاملہ اس وقت بھی ہے اگر کوئی لوگوں سے دشمنان مملکت کے شر وفساد سے آگاہ کرتا ہے، اور ان کے فساد سے طلبہ کو تنبیہ کرتا ہے اور انکی سازشوں اور حکام کے خلاف ان کے خروج وبغاوت کی پلاننگ سے آگاہ کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے ان ساری سازشوں اور کارستانیوں کو حرام کیا ہے، تو ایسی صورت میں یہ تنبیہ کرنے والے علماء بھی خیر خواہ اور مخلص مانے جائیں گے۔

اس لئے معلوم ہوا کہ یہ کتاب [القطبیہ] کوئی فتنے کی کتاب نہیں ہے، اور جو ایسا کہتا ہے کہ یہ کتاب فتنے والی ہے تو ایسے شخص کی بات باطل ہے، غلط ہے، ایسے لوگ خود فتنے باز ہیں، جو باطل پر خاموش رہتے ہیں، اور اس کے بڑا ہونے کا انتظار کرتے ہیں، یہ چاہتے ہیں کہ ملک وملت پر اہل باطل اور اہل بدعت

قابض ہوجائیں،خروج وبغاوت کرکے خون کے دریابہادیں،عزت وآبروکااچھالاجائے،راستے مخدوش ہوجائیں،اورخروج وبغاوت کرنے سے جوفتنہ وفساد رونما ہوتے ہیں وہ سب پیش آئے۔

اس لئے معلوم رہے کہ شروفساد کے واقع ہونے سے قبل ہی جواس پرتنبیہ کردے وہ بلاشبہ خیرخواہ اورمخلص ہے وہ فتنے کاداعی نہیں ہے،اگرکوئی ایسی بات کہتاہےتووہ حقیقت کوالٹ کرپیش کرناچاہتاہے،حقیقت یہ ہیکہ ایسے شروفساد پرخاموش رہنافتنہ ہے،انہیں آگے بڑھنے دینے کاانتظارکرنااصل فتنہ ہے،یہ چاہتے ہیں کہ ملک پرایسے لوگ قابض ہوجائیں جوبرے ارادے والے ہیں جواپنے مذموم مقاصدکو حاصل کرناچاہتے ہیں،کیااس وقت کوئی نصیحت کارگرہوسکتی ہے؟!!

فرض کرلیں اگرآپ کسی ایسے شخص کودیکھتے ہیں کہ بم دھماکہ کرناچاہتاہے؛یاوہ کسی مکان کوجلاناچاہتا ہے،اورآپ یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ شخص ظالم ہے؛یایہ کہ جولوگ ایسا کرناچاہتے ہیں وہ باطل پرست اورفسادی ہیں،توایسی صورت میں کیاآپ پریہ ضروری نہیں ہےکہ ایسے شخص کے بارے میں لوگوں کوآگاہ کریں اوراس کے شرسےلوگوں کومطلع کریں تاکہ لوگ اس کے شرسے محفوظ رہیں۔

اسلئے شروفساد کے واقع ہونے سے قبل اگرکوئی اس سے آگاہ کرتاہےتویہ فتنہ نہیں ہے،بلکہ ایسا کہنا حقائق کوالٹناہے،ہم دعاءکرتے ہیں کہ اللہ تعالی ان کے دلوں سے ایسے شبہات کوختم کردےاوران امور کوان سے دورفرمادےجن کی وجہ سے یہ حقائق کوپلٹتے ہیں اورانہیں باطل بناکرپیش کرتے ہیں۔

۞۞۞

سوال نمبر۲۶:

علمائے مدینہ بالخصوص شیخ ربیع بن ہادی مدخلی کے بارے میں آپ کی کیارائے ہے جن کے بارے میں نوجوان کہتے ہیں کہ شیخ ربیع علماءومشائخ پرطعن وتشنیع کرتے ہیں،ایسےنوجوانوں کے تعلق سے آپ کی کیارائے ہے؟

جواب:

یہ حقائق کا الٹنا ہے، شیخ ربیع نے کسی ایسے عالم دین پر طعن و تشنیع نہیں کیا ہے جو اہل سنت والجماعہ میں سے ہو اور جادہ حق پر قائم ہو، آپ نے اسی پر نقد کیا ہے جس کے اندر بدعت پائی گئی ہو، آپ کا شمار اہل سنت والجماعہ کے علماء میں سے ہوتا ہے، اسی طرح مدینہ کے وہ سارے علماء ہیں جو اسی منہج پر چلتے ہیں، یہ سب اہل سنت والجماعہ میں سے ہیں، ان کو اہل بدعت میں شمار نہیں کیا جائے گا، ان علمائے کرام کے بارے میں ایسی باتیں صرف وہ حزبی جماعت والے کہتے ہیں جو حقائق کو الٹ کر پیش کیا کرتے ہیں، پھر یہ لوگ اپنی ان باتوں کو جاہل لوگوں پر پیش کر کے واہ واہی لیتے ہیں کیونکہ وہ ان کی باتوں کو حق سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ باطل ہوتی ہیں، اور وہ ان کی باتوں سے دھوکہ کھا جاتے ہیں۔

اس لئے طالبعلموں پر واجب ہے کہ وہ حق پر تنبیہ کریں، اور جو عقیدہ توحید اور اہل سنت والجماعہ کے عقیدے کا دفاع کرے اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ علماء ومشائخ پر طعن و تشنیع کرتا ہے، کیونکہ وہ ایسی غلطیوں پر تنبیہ کرتا ہے جو ایسے لوگوں سے سرزد ہوتی ہیں۔

چنانچہ جن پر یہ علماء کلام کرتے ہیں یا ان پر نقد کرتے ہیں وہ یا تو حقیقت میں بدعتی ہوتے ہیں، یا پھر اہل بدعت کے مویدین ہوتے ہیں، اسلئے ان پر تنبیہ کر کے امت کے ساتھ خیر خواہی چاہتے ہیں، اور جو ایسا کرے اسکے بارے میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ علماء پر طعن کرتا ہے، یہ صحیح نہیں ہے، ایسی بات صرف حزبی کہہ سکتے ہیں، کیونکہ ان کا مقصد یہی ہے کہ لوگوں کو مدینہ کے سلفی علماء سے دور کر دیں، ان کے دلوں میں ان سے دشمنی اور بغض ڈال دیں، طلبہ کے دلوں میں نفرت پیدا کر دیں تاکہ وہ ان کے دروس اور ان کے علمی حلقوں میں نہ بیٹھیں، اس طرح وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جائیں بایں طور کہ وہ بہت سارے طلبہ کو ان سے دور کر دیں گے ان کے دلوں میں دشمنی پیدا کر دیں گے، پھر وہ ان سے منحرف ہو جائیں گے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اہل مدینہ میں سے جتنے بھی علماء ہیں جیسے شیخ ربیع بن ہادی مدخلی، شیخ صالح بن سعد سحیمی، شیخ علی بن ناصر فقیہی، شیخ محمد بن ربیع، شیخ محمد بن ہادی اور دوسرے علماء سب اہل سنت والجماعہ میں سے ہیں، ان کے اقوال آپ لے سکتے ہیں، ان کی کیسٹوں کو سن سکتے ہیں، ان کے لیکچرز اور دروس کو سن سکتے ہیں، انہیں میں شیخ صالح بن عبود، شیخ عبدالرزاق العباد اور دوسرے علماء بھی شامل ہیں، جن علماء کا نام ذہن میں تھا نقل کر دیا، میرا مقصد استیعاب نہیں ہے۔

اہم بات یہ ہیکہ یہ سارے علماء حق پر ہیں، سنت رسول پر قائم ہیں، صراط مستقیم اور جادہ حق پر ہیں، طلبہ کو چاہیئے کہ وہ ان کی کیسٹوں کو سنیں، ان کے لیکچرز اور دروس کو سنیں، اور ان سے خوب استفادہ کریں تا کہ ان کے دلوں سے شبہات ختم ہو جائیں۔

۞ ۞ ۞

سوال نمبر ۲۷:

فضیلۃ الشیخ! السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بہت سے لوگوں کو تبدیع وتفسیق کے بارے میں معلوم نہیں ہوتا، وہ لوگوں سے باتیں لے لیتے ہیں حسن ظن کا خیال رکھ کر، جس کی بنیاد پر آگے چل کر امت کے اندر تفرقہ پیدا ہوتا ہے، جیسا کہ اس دور میں ہو رہا ہے، تو کیا آپ اس جانب بھی رہنمائی فرمائیں گے؟ یعنی تبدیع، تفسیق اور تکفیر کے مسائل پر تا کہ لوگ ایسے حساس موضوعات کیلئے جید علماء ومشائخ کی طرف رجوع کریں، جزاکم اللہ خیرا؟

جواب:

بلا شبہ ایک انسان پر واجب ہے کہ وہ معاملے کی تحقیق کرے؛ کیونکہ آپ کے کسی بھی قول پر دلیل کا مطالبہ ضروری ہوتا ہے، ورنہ کل قیامت کے روز اللہ کے سامنے اس کا جواب دہ ہونا پڑے گا، اس لئے اگر کوئی کسی کے بارے میں کچھ بھی کہتا ہے تو اسے دلیل کی بنیاد پر کہنا چاہیئے، صرف ظن وگمان کی بنیاد پر

نہیں کہنا چاہئے، اور جو انسان خاموش رہتا ہے اس کے بارے میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ نہ اس طرف ہے اور نہ اس طرف، اہل سنت اور سلفی منہج والے اسی وقت پہچانے جائیں گے جب سلفی منہج پر چلیں گے اور سلفیوں سے محبت کریں اور ان کے جھنڈے تلے رہیں گے۔

یہاں پر کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو ان اہل بدعت سے دھوکہ کھائے ہوئے ہیں جو بظاہر نیکی اور بھلائی کا مظاہرہ کرتے ہیں، مگر اسی نیکی کے پیچھے ایسے امور چھپا کر رکھتے ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگوں کو کچھ بھی پتہ نہیں ہوتا، ایسے لوگوں میں سے اسی کی بات لی جاسکتی ہے جن کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ وہ ثقہ ہے۔

نبی اکرم ﷺ غزوہ حنین کے موقع پر مال غنیمت تقسیم کرتے وقت قبائل کے سرداروں کو سو سو اونٹ اور پچاس پچاس اونٹ دے رہے تھے، ایک آدمی نے آ کر کہا: یہ ایسی تقسیم ہے جس کے ذریعے اللہ کی رضا جوئی مقصود نہیں ہے۔

تو اس وقت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: (تیری بربادی ہو! مجھ پر اس ذات کو بھروسہ ہے جو آسمان میں ہے مگر تجھے مجھ پر بھروسہ نہیں؟) یعنی اللہ نے مجھ پر بھروسہ کر کے لوگوں کے درمیان رسول بنا کر بھیجا، اور تم ہو کہ اس دنیاوی مال ومتاع پر مجھ پر بھروسہ نہیں کرتے، اس وقت ایک صحابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیں، میں اس منافق کی گردن مار دوں۔

تو اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: (اسے چھوڑ دو، شاید نماز پڑھتا ہو، تو صحابی نے عرض کیا: کتنے نماز پڑھنے والے ایسے ہیں جن کے اندر کوئی خیر نہیں ہوتا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إنه يخرج من ضئضى هذا أقوام تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ، وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ، وَيَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ) ترجمہ: اس نسل سے

ایسے لوگ نکلیں گے کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلہ میں حقیر سمجھو گے، ان کے روزوں کے مقابلہ میں تمہیں اپنے روزے اور ان کے عمل کے مقابلہ میں تمہیں اپنا عمل حقیر نظر آئے گا اور وہ قرآن مجید کی تلاوت بھی کریں گے لیکن قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو پار کرتے ہوئے نکل جاتا ہے۔

اور آپ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا: (طوبی لمن قتلهم أو قتلوه) ترجمہ: خوش خبری ہے ان لوگوں کیلئے جو انہیں قتل کریں گے یا جنہیں یہ لوگ قتل کریں گے۔

اسی طرح آپ ﷺ نے مزید ان کے بارے میں فرمایا: (إنهم كلاب النار) ترجمہ: یہ جہنم کے کتے ہیں۔

اس کے باوجود ان کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: (تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ، وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ) ترجمہ: ایسے لوگ نکلیں گے کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلہ میں حقیر سمجھو گے، ان کے روزوں کے مقابلہ میں تمہیں اپنے روزے اور ان کے عمل کے مقابلہ میں تمہیں اپنا عمل حقیر نظر آئے گا۔

چنانچہ جو لوگ خوارج کے گرمائی خیموں میں جاتے ہیں اور ان کے لیکچرز کو سنتے ہیں، جو انہیں رو رو کر کے اپنی پرجوش کہانیوں کو سناتے ہیں، ساتھ ہی اپنی عبادت کا اظہار کرتے ہیں کہ دیکھنے سے انکے گھٹنے اونٹوں کے کھروں جیسے ہو جاتے ہیں، اس کے باجود اللہ کے نبی ﷺ ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ جہنمی کتے ہوں گے۔

آخر وہ کون سے آراء و افکار ہیں جن کی وجہ سے ان کی یہ حالت ہوئی ہے؟ وہ افکار درج ذیل ہیں:

۱- انہوں نے مسلمانوں کی تکفیر کی ہے۔

۲- یہ حکام کے خلاف خروج و بغاوت کے قائل ہیں۔

۳-گناہ کبیرہ کے مرتکبین کیلئے مخلد فی النار کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

۴-انہوں نے سنت کا انکار کر دیا۔

یہ وہ چار افکار و آراء ہیں جن کی وجہ سے یہ اس وعید کے مستحق قرار پائے؛ اس لئے یہ بالکل جائز نہیں ہے کہ ہم ان کے ظاہری عمل سے دھوکہ کھا جائیں،، ہاں یہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ جب تک کسی کی طرف سے کوئی شر ظاہر نہ ہو اسکے ظاہری خیر پر یقین کریں، لیکن اگر کوئی اس سے شرور سے آگاہ کرے تو ایسی صورت میں اگر یہ شخص قابل اعتبار ہے تو اسکی بات کو لینا چاہئے۔

چنانچہ جب اہل علم کسی کو بدعتی کہتے ہیں تو یونہی بلا کسی دلیل کے نہیں کہتے بلکہ وہ ایسی باتیں کچھ حقائق کی بنیاد پر کہتے ہیں؛ یا تو وہ بدعات کو تسلیم کر رہے ہوتے ہیں، یا ایسے لوگوں کے کلام پر بھروسہ کرتے ہوئے جو ان کے ساتھ رہ چکے ہوتے ہیں، پھر ان ہیں ترک کر دیتے ہیں، یا ان کے علاوہ دوسرے حقائق کی بنیاد پر وہ ایسی باتیں کہتے ہیں جو ان کی طرف سے معروف ہوتی ہیں، اور ان کے تعلق سے بہت ساری گواہیاں جمع ہو جاتی ہیں۔

مگر اس وقت پریشانی یہ ہیکہ اس دور کے خوارج کبائر کے مرتکبین کی تکفیر کرنے اور حکام کے خلاف خروج کرنے میں اپنے متقدمین خوارج کے ساتھ متفق ہیں؛ یہ بظاہر انکار کرتے ہیں اور مخفی طور پر ان کی موافقت کرتے ہیں، کیونکہ یہ خروج و بغاوت کی پوری تیاری کر رہے ہوتے ہیں کہ جب بھی موقع ملے بغاوت کر دیا جائے، اسی لئے یہ اپنے متقدمین خارجی اسلاف کے مقابلے یہ زیادہ گھناؤنے ہیں کیونکہ ان کے یہاں نفاق بھی پایا جاتا ہے جبکہ ان کے اسلاف کے یہاں نفاق نہیں تھا۔

۞ ۞ ۞

سوال نمبر ۲۸:

فضیلۃ الشیخ/ احمد بن یحیی نجمی/ حفظہ اللہ

میرا سوال یہ ہیکہ بعض مشائخ اہل بدعت پر رد کرنے کو مناسب نہیں سمجھتے، وہ کہتے ہیں کہ یہ سلف کے منہج میں شامل نہیں ہے، کیونکہ سارے مسلمان ہیں، اسلئے کہ سب کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتے ہیں، محمد ﷺ کو اللہ کا رسول مانتے ہیں، اسلئے سب بھائی ہیں، کسی کو کسی پر رد نہیں کرنا چاہیئے، سب ایک ہی منہج پر ہیں، اسلئے آپ سے درخواست ہے کہ دلیل کی روشنی میں ان شبہے پر رد کریں گے تاکہ یہ شبہہ بعض کم فہم طلبہ کے دلوں میں بیٹھ نہ جائے؟

جواب:

یہ قول صحیح نہیں ہے، اور نہ ہی اسے ہم قبول کرسکتے ہیں؛ بلکہ اہل علم پر واجب ہے کہ وہ ہر اس شخص پر رد کریں جو شرعی طریقے سے کچھ بھی ہٹے، بطور خاص اگر یہ مخالف عقیدے کے کسی باب میں مخالفت کرے؛ ایسی صورت میں اہل علم پر واجب ہو جائے گا کہ وہ اس کا رد کریں اور اسکی غلطیوں کو واضح کریں، ان شبہات کا رد کریں جنہیں اس نے بنیاد بنایا ہے اور جو ان شبہات میں پڑ گئے ہیں انکی غلط فہمی دور کریں۔

کیونکہ جو جانتا ہے اس پر واجب ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو بتلائیں جو نہیں جانتے ہیں، کیونکہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ} ترجمہ: پس اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے دریافت کرلو۔

اس آدمی کا قصہ جو ایک لشکر میں تھا اور جسے زخم ہوگیا تھا، سرد رات تھی، اور اسے احتلام ہوگیا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ کیا میرے لئے کوئی عذر ہے؟ تو ان لوگوں نے کہا: نہیں، چنانچہ اس نے غسل کرلیا اور اسی وجہ سے اسکی موت ہوگئی، جیسا کہ اس حدیث میں وارد ہوا ہے:

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: خَرَجْنَا فِي سَفَرٍ فَأَصَابَ رَجُلًا مِنَّا حَجَرٌ فَشَجَّهُ فِي رَأْسِهِ ثُمَّ احْتَلَمَ، فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ، فَقَالَ: هَلْ تَجِدُونَ لِي رُخْصَةً فِي التَّيَمُّمِ؟ فَقَالُوا: مَا نَجِدُ

لَكَ رُخْصَةً وَأَنْتَ تَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ، فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ. فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُخْبِرَ بِذَلِكَ، فَقَالَ: " قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللَّهُ، أَلَا سَأَلُوا إِذْ لَمْ يَعْلَمُوا، فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ، إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيهِ أَنْ يَتَيَمَّمَ وَيَعْصِرَ أَوْ يَعْصِبَ شَكَّ مُوسَى عَلَى جُرْحِهِ خِرْقَةً ثُمَّ يَمْسَحَ عَلَيْهَا وَيَغْسِلَ سَائِرَ جَسَدِهِ".

ترجمہ: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نکلے، تو ہم میں سے ایک شخص کو ایک پتھر لگا، جس سے اس کا سر پھٹ گیا، پھر اسے احتلام ہوگیا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا: کیا تم لوگ میرے لیے تیمم کی رخصت پاتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا: ہم تمہارے لیے تیمم کی رخصت نہیں پاتے، اس لیے کہ تم پانی پر قادر ہو، چنانچہ اس نے غسل کیا تو وہ مرگیا، پھر جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو اس واقعہ کی خبر دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان لوگوں نے اسے مار ڈالا، اللہ ان کو مارے، جب ان کو مسئلہ معلوم نہیں تھا تو انہوں نے کیوں نہیں پوچھ لیا؟ نہ جاننے کا علاج پوچھنا ہی ہے، اسے بس اتنا کافی تھا کہ تیمم کر لیتا اور اپنے زخم پر پٹی باندھ لیتا (یہ شک موسیٰ کو ہوا ہے)، پھر اس پر مسح کر لیتا اور اپنے باقی جسم کو دھو ڈالتا"۔

اس حدیث پر علماء کا کلام ہے مگر مفہوم اپنی جگہ صحیح ہے۔

اور اللہ تعالی نے تو اہل باطل پر رد کرنے کی ذمیداری خود قرآن پاک کے اندر لے رکھی ہے، اور اللہ کے رسول ﷺ نے وحی کے واسطے سے سنت کے اندر اہل باطل پر رد کیا ہے، اسی طرح صحابہ کرام نے بھی اہل باطل پر رد کیا ہے، اور انہیں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تابعین اور ان کے بعد کے سلف صالحین نے بھی رد کیا ہے، چنانچہ اہل سنت والجماعہ کی طرف اہل باطل پر اس قدر کتابیں لکھ دی گئی ہیں جن کا شمار ممکن نہیں بطور خاص امام احمد، ابن خزیمہ، عثمان بن سعید دارمی وغیرہ کی کتابیں۔

پھر ان کے بعد بھی جتنے اہل سنت آئے برابر اہل باطل پر رد کرتے رہے، یہاں تک شیخ الاسلام

ابن تیمیہ اور ابن القیم کا زمانہ آیا، اور ان لوگوں نے خوب جم کر اہل باطل پر رد کیا، جس کا شمار بہت مشکل ہے، اسی طرح شیخ محمد بن عبدالوہاب اور انکے شاگردوں کے زمانے میں اہل باطل پر خوب رد کیا گیا، اسی طرح ہر جگہ ہر زمانے میں اہل سنت اہل بدعت پر رد کرتے رہے ہیں، چنانچہ یہ بات کہنے والا یا تو جاہل ہے اور دھوکے میں پڑا ہوا ہے، یا پھر ہٹ دھرم ہے، و باللہ التوفیق۔

۞۞۞

سوال نمبر ۲۹:

یہ کہنا کہ جو اہل بدعت پر رد کرتا ہے اسکا شمار مجاہد فی سبیل اللہ میں ہوتا ہے، کیا یہ بات صحیح ہے یا اسکی کوئی حقیقت نہیں ہے؟

جواب:

ہاں، یہ بات صحیح ہے؛ اہل بدعت پر رد کرنے والا بلا شبہ مجاہد ہے: کیونکہ جب امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی نماز پڑھتا ہے روزہ رکھتا ہے، صدقہ کرتا ہے، اعتکاف بیٹھتا ہے اور دیگر خیر کے کاموں میں حصہ لیتا ہے اور ایک دوسرا آدمی ہے جو بدعتیوں پر صرف رد کرتا ہے، ان دونوں میں افضل کون ہے؟

تو اس پر امام احمد نے جواب دیا کہ جو آدمی نماز پڑھتا ہے روزہ رکھتا ہے، صدقہ کرتا ہے، اعتکاف بیٹھتا ہے اور دیگر نیک کام کرتا ہے وہ اسی کے ساتھ خاص ہے، مگر جو بدعتیوں پر رد کرتا ہے وہ دوسروں کیلئے بھلائی کر رہا ہوتا ہے۔

اس طرح بلا شبہ جو بدعتیوں پر رد کرتا ہے وہ افضل ہے۔ اور اس تعلق سے ائمہ دین کے بہت سارے اقوال مروی ہیں۔

۞۞۞

سوال نمبر ۳۰:

کیا وہ شخص جو چھپ کر گناہ کرتا ہے اور وہ جو کھل کر گناہ کرتا ہے اور وہ جو بدعت کا ارتکاب کرتا ہے ان سب پر رد کرنا برابر ہے؛ یا ان سب کے مختلف حالات ہیں؟

افتونا ماجورین، وجزاکم اللہ خیرا۔

جواب:

جہاں تک چھپ کر گناہ کرنے والے اور کھل کر گناہ کرنے والے کا تعلق ہے تو اسکا تعلق معاصی سے ہے؛ البتہ جو بدعتی ہوتا ہے وہ خود کو حق پر سمجھتا ہے، اور یہ کہ وہ جو کر رہا ہے وہ خیر کا کام ہے، اس لئے وہ برابر کھل کر کرتا ہے جس سے دوسرے لوگ متاثر ہوتے ہیں، مگر کچھ بدعتی ایسے ہوتے ہیں جو اپنی بدعت کو چھپاتے ہیں تو ایسے شخص کے بارے میں توقف اختیار کیا جائے گا یہاں تک کہ اسکا معاملہ بالکل واضح ہو جائے؛ اسی طرح ہمارے زمانے کے بدعتی خوارج کا عقیدہ چھپاتے ہیں اور لوگوں سے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ انکا یہ عقیدہ نہیں ہے مگر یہ لوگ جھوٹے ہیں۔

۞ ۞ ۞

سوال نمبر ۳۱:

فضیلۃ الشیخ! احمد بن یحیی نجمی/ حفظہ اللہ

طلبہ علم کی حیثیت سے نوجوانوں کے تعلق سے ہمارا کیا کردار ہونا چاہئے؛ وہ نوجوان جو احزاب وجماعات کے ساتھ چل رہے ہیں، جن کے تعلق سے آپ نے اپنی بعض کتابوں میں اور بعض دروس اشارہ بھی کیا ہے، اس تعلق سے آپ کی کیا نصیحت ہے؟

جزاکم اللہ خیرا۔

جواب:

میں کہوں گا کہ وہ طلبہ جو سلفی منہج پر قائم ہیں اس باب میں ان کا کردار بہت عظیم ہے، مناسب یہی ہے کہ وہ اس تعلق سے بہت ہی محنت کریں، دعوت دین کا تعلق ہو یا منہج حق کی طرف لوگوں کو بلانے کا تعلق ہو یا اہل بدعت کی غلطیوں کو اجاگر کرنے کا تعلق ہو یا جدید مناہج پر مشتمل جماعتوں پر رد کرنے کا تعلق ہو یا ان سب پر تالیف کرنے کا تعلق ہو سارے میدان میں سلفی طلبہ کا کردار بہت ہی اعلی ہونا چاہئے۔

اور یہ کردار اچھے کلام کے ذریعے ہو، مخفی طور پر وعظ ونصیحت کرکے ہو، اسی طرح سے اگر حالات کا تقاضہ ہوتو علانیہ طور پر ہو، ہوسکتا ہے اللہ تعالی ان میں سے جسے چاہے بدعت سے نکال دے، اور حق کی طرف رجوع کرنے کی توفیق دیدے، اور اگر ہم اسباب کو اپنائیں گے تو ضرور اپنی ذمیداریوں سے بری ہوجائیں گے۔

اللہ تعالی نے ان بستی والوں کے بارے میں خبر دی ہے جو سنیچر کے روز زیادتی کرتے تھے کہ وہ لوگ تین قسموں میں بٹ گئے تھے: ایک وہ لوگ جنہوں نے حیلہ اپنایا تھا کہ سنیچر کے روز جال لگا دیتے تھے۔ پھر جب سنیچر کا روز گزر جاتا تو اتوار کے روز آکر مچھلیوں کا شکار کرلیتے تھے، اور کہتے کہ ہم نے سنیچر کو مچھلیوں کا شکار نہیں کیا ہے، بلکہ اتوار کے دن شکار کیا ہے۔

یہ انہوں نے حیلہ اپنایا تھا اور یہ اللہ کی شریعت کے خلاف حیلہ تھا، کچھ لوگوں نے اس پر نکیر کی اور کچھ لوگ خاموش رہے، اور یہاں تک کہہ دیا جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: ﴿وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا قَالُوا مَعْذِرَةً إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ﴾ ترجمہ: اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنھیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے، یا انھیں عذاب دینے والا ہے، بہت سخت عذاب؟ انھوں نے کہا تمھارے رب کے سامنے عذر کرنے کے لیے اور اس لیے کہ شاید وہ ڈر جائیں۔

پھر انہیں ہلاک کردیا گیا، کہا جاتا ہے کہ جنہوں نے جرم کا ارتکاب کیا تھا اور جو اس پر خاموش تھے وہ

سب ایک ساتھ ہلاک ہو گئے، عذاب الہی سے صرف وہی لوگ بچے رہ گئے جنہوں نے سنیچر کے دن شکار کرنے کا حیلہ اپنانے والوں پرنکیر کی ہے۔

اب ایسی صورت میں طلبہ اور وہ حضرات جو سلفی منہج سے واقف ہیں اور ساتھ ہی دوسرے مناہج سے بھی واقف ہیں ان سب پر واجب ہے کہ وہ دوسروں کو بھی سلفی منہج سے واقف کرائیں اور دوسرے مناہج کی حقیقت واضح کریں، وہ اس پر بولیں، خطاب کریں، اور اسے ہر جگہ اور ہر مناسبت سے بیان کریں، کیونکہ حق کی اتباع واجب ہے اور باطل کو ترک کرنا اور اس سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

جو لوگ حق بیانی سے خاموش رہے وہ اپنی خاموشی کی وجہ سے معذور نہیں مانے جائیں گے، اگر وہ کہہ دیتے کہ ہم تم لوگوں کے ساتھ نہیں ہیں، پھر بھی وہ معذور نہیں مانے جاتے، حتی کہ یہ لوگ بھی یہ کہہ دیں کہ ہم اہل گمراہ جماعتوں کے ساتھ نہیں ہیں تو یہ بھی معذور نہیں مانے جائیں گے جب تک کہ یہ ان کی گمراہیوں پر نکیر نہ کریں اور ان پر رد نہ کریں۔

۞۞۞

سوال نمبر ۳۲:

گرمائی خیموں میں جانا اور وہاں چھٹی گزارنا کیسا ہے؟ اور اگر آپ اسکا کوئی بدل جانتے ہوں تو وہ کیا ہے؟ جزاکم اللہ خیرا۔

جواب:

گرمائی مراکز اور خیموں کو ہم مکمل طور پر باطل نہیں کہہ سکتے اور نہ ہی اسے مکمل طور سے غلط کہہ سکتے ہیں، بلکہ ہوسکتا ہے بعض مراکز میں بھلائی ہو اور بعض میں شر ہو، اصل اعتبار ان کے چلانے والوں کا ہوگا: اگر ان کے ذمیداران کا منہج صحیح ہے، انکا عقیدہ درست اور سلفی ہے تو پھر ان مراکز میں شرکت کرنا جائز ہوگا بلکہ مستحب ہوگا؛ اسلئے کہ ان میں خیر ہے۔

اور اگر ان مراکز کے ذمیداران اہل بدعت ہیں، اہل باطل حزبی گمراہ قسم کے لوگ ہیں تو ایسی صورت میں ان مراکز کے اندر شرکت کرنا جائز نہیں ہوگا؛ کیونکہ ان میں شر ضرور ہوگا، اور جو بھی ان میں شرکت کرے گا وہ خود کو ہلاکت کی طرف لے جائے گا۔

ہاں جو توبہ کرے اور ان سے رجوع کرلے، اسلئے کہ میں نے ایسے باطل منہج والوں کی طرف سے ایسی چیزیں دیکھی ہیں کہ کوئی بھی جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا انہیں دیکھ کر برداشت نہیں کرے گا۔

اب جن کا یہ حال ہو کہ وہ اعتقاد کی آزادی اور عبادت کرنے کی آزادی کے قائل ہوں، اور ان کا گمان ہو کہ یہودیت اور نصرانیت بھی صحیح دین ہیں، اور وہ توحید ادیان کے قائل ہوں، پھر اس کے بعد کیا باقی رہ جاتا ہے؟!

کیا جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور یہ کہ عیسی علیہ السلام اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں، اور اللہ کا وہ کلمہ ہیں جسے اس نے مریم کے اندر ڈالا تھا اور یہ کہ آپ اس کی طرف سے ایک روح ہیں۔

کیا ایسا عقیدہ رکھنے والا ایک ایسے عیسائی سے جو عیسی علیہ السلام کو اللہ مانتا ہو یا اللہ کا بیٹا مانتا ہو یا انہیں تین میں سے تیسرا مانتا ہو، یہ کہہ سکتا ہے کہ تم میرے دینی بھائی ہو؟ کیا یہ معقول بات ہے؟!!

ایک یہودی جو یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ محمد (ﷺ) کی نبوت صرف عربوں کیلئے ہے حالانکہ اللہ تعالی اپنے نبی اکرم ﷺ سے فرماتا ہے: {قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ}

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں، جس کی

بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے سو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی امی پر جو کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا اتباع کرو تا کہ تم راہ پر آجاؤ۔

یہودیوں کا حال معلوم ہے؛ یہ یہودی جو بندوں اور خنزیروں کے بھائی ہیں، والعیاذ باللہ، اب ایسی صورت میں کیا ایک مسلمان کیلئے یہ جائز ہے کہ وہ اس سے کہے کہ تم میرے بھائی ہو؟!! یقیناً یہ بہت بڑا ظلم ہوگا۔

جب کچھ لوگ دعوت کے میدان میں سربراہ بن آتے ہیں، اور توحید ادیان کی خاطر بڑی بڑی کانفرسیں کرتے ہیں، سوال یہ ہیکہ آخر یہ کس کو دعوت دیتے ہیں، اور کس کی طرف دعوت دیتے ہیں؟!! کیا یہ دعوت کا اسلامی طریقہ ہے؟!!

کیا صاف صاف اللہ نے یہ نہیں کہہ دیا ہے: {إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ} ترجمہ: بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔

مزید اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ} ترجمہ: اور جو اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں سے ہوگا۔

مزید اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ}

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! ایسی انصاف والی بات کی طرف آو جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں، نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر

آپس میں ایک دوسرے کو ہی رب بنائیں۔پس اگر وہ منھ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں۔

❁❁❁

سوال نمبر ۳۳:

فضیلۃ الشیخ !احمد بن یحیی نجمی/ حفظہ اللہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ خیر کو لے لو خواہ وہ کہیں بھی مل جائے؛کسی کتاب میں ملے کہ کسی کیسٹ میں، اور شر کو ترک کر دو۔کیا یہ بات صحیح ہے؟ اور ہم کسی کی اچھائیوں اور برائیوں کے درمیان موازنہ کب کریں گے؟ یا یہ کہ یہ غلط اصول ہے؟ جو مناسب ہو اسکی طرف رہنمائی فرما کر شکریہ کا موقع عنایت کریں،وجزاکم اللہ خیرا۔

جواب:

جہاں تک پہلے فقرے کا تعلق ہے تو ہم کہیں گے کہ بلا شبہ خیر کا حریص ہونا چاہئے،لیکن جب آپ کو کوئی شہد میں زہر ملا کر دے تو کیا اس شہد کا لینا درست ہو گا یہ کہہ کر اس کے اندر خیر ہے جبکہ اس میں زہر بھی ملا ہوا ہے؟ جواب: بالکل نہیں؛ اس لئے کہ اس شہد کے اندر زہر ملا ہوا ہے جس کے اندر آپ کی ہلاکت مقدر ہے۔

اس لئے جس نے یہ اصول بنایا ہے اسکے لئے ضروری ہے کہ وہ خیر کے ساتھ شر کو بھی جانتا ہو تا کہ وہ اس سے بچ سکے، یا یہ کہ وہ ایسی کیسٹوں کو سنیں تا کہ ان پر نقد کرے،تو پھر ایسی صورت میں کوئی حرج نہیں ہے،لیکن اگر کوئی آ کر کہے کہ میں ان سے جو خیر ہو گا لے لوں گا حالانکہ وہ خیر وشر میں کوئی تمیز نہیں کر سکتا، اب ایسی صورت میں وہ خود کو ہلاکت کی راہ پر لگا دے گا یا خود کو ہلاک کر لے گا۔

اور جہاں تک دوسرے فقرے کا تعلق ہے،یعنی کسی کے اندر اچھائیوں اور برائیوں کے درمیان موازنہ کب کریں گے تو اس بارے میں ہم کہیں گے کہ کسی پر نقد کرتے وقت یہ ضروری نہیں ہے جیسا کہ نبی

اکرم ﷺ سے اس طرح کا نقد ثابت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: (جہاں تک معاویہ کی بات ہے تو وہ فقیر ہیں ان کے پاس کوئی مال نہیں، اور جہاں تک ابوجہم کی بات ہے تو وہ عورتوں کو بہت مارنے والے ہیں)۔

مزید آپ ﷺ نے فرمایا: (ابن جمیل کے اندر کوئی عیب نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ فقیر تھے پس اللہ نے انہیں مالدار بنادیا)۔

آپ غور کریں کہ دونوں واقعات میں آپ ﷺ نے کسی کی اچھائیوں کا بیان نہیں کیا، اسلئے یہی کہا جائے گا کہ کسی پر نقد کرتے وقت اسکی اچھائیوں اور برائیوں کے درمیان مقارنہ نہیں کیا جائے گا، بلکہ یہ ایک نیا اصول ہے، شریعت سے اسکا کوئی تعلق نہیں، وباللہ التوفیق۔

۞۞۞

سوال نمبر ۳۴:

جو اہل بدعت سے واقف ہے وہی ان سے ڈرا سکتا اور آگاہ کرسکتا ہے، مگر کچھ ایسے لوگ ہیں جو اہل بدعت میں اہل حدیث بن کر بیٹھے ہیں تاکہ وہ لوگوں کو دھوکہ دیں، ایسے لوگوں سے ہم کیسے بچ سکتے ہیں؟

جواب:

حقیقت یہ ہیکہ لوگ بلاشبہ مختلف ہیں، مگر اکثر یہی ہوتا ہے کہ وہ اپنے کسی بدعتی راز کو چھپاتا ہے اللہ اس کی زبان ہی سے اسے ظاہر کردیتا ہے، اسکے چہرے کی کیفیت سے جان لیا جاتا ہے، چنانچہ جو بدعتی ہوکر لوگوں کو یہ ظاہر کرے کہ وہ سنت اور سلفیت پر قائم ہے اللہ تعالی ضرور ایسے شخص کو ایکسپوز کردے گا، ایسا ضرور ہوگا کہ وہ اپنی بدعتوں میں سے کسی بدعت کا اظہار خود کردے جس سے اسکے بدعتی ہونے کا راز فاش ہوجائے، اور جب اس کی طرف سے بدعتی امور ظاہر ہونے لگیں تو ایسے شخص سے بچنا ضروری

ہوجاتا ہے، مگر جس سے کسی بدعت کا اظہار نہ ہوتو اسکا اللہ ہی مالک ہے۔

۞۞۞

سوال نمبر ۳۵:

بعض چھوٹے طلبہ حزبیوں کے بارے میں کلام کرکے خود کو مشغول رکھتے ہیں، اور اس طرح اپنے اکثر قیمتی اوقات کو ضائع کر دیتے ہیں، اور اس علم کو نہیں طلب کرتے جو ان کے لئے مفید ہے اور جو اچھے برے کے درمیان تمیز کرنا سکھاتا ہے اور یہ اسی کے ذریعے حزبیوں کی غلطیوں کو جان سکتے ہیں، چنانچہ وہ اکثر یہی سوال کرتے رہتے ہیں کہ فلاں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ فلاں کے تعلق سے آپ کیا فرماتے ہیں؟ اس طرح وہ صرف لوگوں پر الزامات لگاتے ہیں۔

ایسے طلبہ کے بارے میں آپ کیا نصیحت فرمائیں گے تاکہ وہ ان چیزوں سے دور ہو کر صرف شرعی علم حاصل کرنے میں محنت کریں جو کہ انہیں بدعات سے محفوظ رکھے گا؟

جواب:

حقیقت میں مبالغہ اور غلو ہے جو طالب علموں کو حق کے دائرے سے نکال کر جدال اور بے سود باتوں کی طرف لے جاتا ہے کہ جس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا، بلکہ انسان ایک فارغ چھلے میں گھومتا رہتا ہے، یہ چیز بالکل مناسب نہیں ہے، بلکہ طالب علم پر واجب ہے کہ وہ اپنے فارغ اوقات کو اللہ کی اطاعت میں استعمال کرے، تلاش علم میں اور علمی حلقات میں حاضر ہو کر اپنے اوقات کو گزار دے، اہل بدعت سے آگاہی پر اگر کوئی کیسٹ ہے تو اس کے سننے میں کوئی حرج نہیں ہے تاکہ وہ بھی ان سے آگاہ رہے، لیکن اگر ہم اپنا سارا فارغ وقت انہیں پر کلام کرنے میں کاٹ دیں اور مفید علم کی تلاش نہ کریں تو بلا شبہ یہ بہت بڑی غلطی ہوگی۔

۞۞۞

سوال نمبر ۳۶:

نبی اکرم ﷺ نے خوارج کے تعلق سے یہ وصیت کی ہے کہ جب وہ تمہیں ملیں تو انہیں قتل کر دو۔ تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ خوارج کو اہل سنت میں سے کوئی بھی قتل کر سکتا ہے، یا یہ کسی خاص گروہ کیلئے مختص ہے؟ افیدونا ماجورین، وجزاکم اللہ خیرا۔

جواب:

بلاشبہ خوارج بدعتی اور گمراہ ہیں، مگر انکا قتل کرنا ہر ایک کیلئے جائز نہیں ہے، یہ صرف وہی کرسکتا ہے جس کے ہاتھ میں اقتدار کی باگ ڈور ہو، کیونکہ اگر یہ ہر ایک کیلئے جائز ہوتا کہ جو بھی ملے اسے قتل کر دے اور کہے کہ یہ خوارج میں سے ہے؛ تو ایسی صورت میں بڑی بدامنی پھیل جائے گی، اور ایسا اب اہل علم میں سے کسی نے نہیں کہا ہے۔

اسی لئے حدیث کے اندر مخاطب وہ حکام ہیں جن کے ہاتھ میں اقتدار کی باگ ڈور ہوتا ہے، اور جو لوگوں کو نقصان سے محفوظ رکھتے ہیں، چنانچہ یہ خطاب انہیں سے ہے؛

پہلی بات یہ کہ حکومت ان کے پاس آدمی بھیجے جو ان سے جا کر مناظرہ کرے اور ان کے سامنے حق کو واضح کرے۔

دوسرے یہ کہ اگر وہ انکار کریں اور اپنی بدعتوں پر اصرار کریں، تو پھر حکومت ان کے ساتھ جو چاہے کرے۔

اسلئے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ فوراً انہیں قتل کر دیا جائے، یہ غلط ہے، بلکہ انہیں سب سے پہلے دعوت دی جائے گی، چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے قتل کرنے سے پہلے انہیں دعوت دی ہے، اور اس کیلئے آپ نے اپنے چچازاد بھائی ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کے پاس بھیجا ہے اور کہا کہ جا کر ان سے حدیث کے ذریعے مناظرہ کرو، کیونکہ قرآن کے اندر بہت سارے معانی نکالے جاسکتے ہیں۔

انہوں نے جا کر مناظرہ کیا، چنانچہ بہت سے لوگوں نے رجوع کرلیا، اور کچھ باقی رہے، چنانچہ جب ان لوگوں نے عبداللہ بن خباب اور انکی بیوی کو قتل کر دیا تو پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان سے قتال کرنے کیلئے نکلے اور کہا: تم لوگ ہمارے لئے عبداللہ بن خباب اور انکی بیوی کے قاتل کو پیش کر دو۔ یہ سن کر سارے خوارج نے کہا: ہم سب نے قتل کیا ہے، چنانچہ جب ان لوگوں نے انکار اور اصرار کیا تو پھر ان سے قتال کیا۔

اسلئے قتال کرنا اور قتل کرنا آخری آپشن ہے، جب حکمرانوں کی طرف سے اصلاح کی تمام کوششیں ناکام ہو جائیں اس وقت خوارج سے قتال کیا جائے گا۔

۞۞۞

سوال نمبر ۳۷:

کیا خوارج دوزخ کے اندر ہمیشہ ہمیش رہیں گے، یعنی کیا ان کا خارجی عمل انہیں دین اسلام سے خارج کر دے گا یا وہ اپنے بدعتی اعمال کے بقدر سزا دیئے جائیں گے پھر آخر میں نکال کر جنت میں ڈال دیئے جائیں گے؟ اور کیا وہ ان ۷۲/ فرقوں میں شمار ہوتے ہیں جن کا ذکر اللہ کے رسول ﷺ نے کیا ہے یا ان میں ان کا شمار نہیں ہوتا ہے؟

جواب:

حقیقت میں اسکا تعلق خوارج کی تکفیر اور انکے عدم تکفیر سے ہے؛ چنانچہ اگر ہم یہ کہیں کہ وہ کافر ہیں تو اسکا مطلب یہ ہوگا کہ وہ ہمیشہ ہمیش کیلئے دوزخی ہوں گے جیسا کہ دیگر کفار کا حال ہے؛ اور اگر ہم یہ کہیں کہ وہ کافر نہیں ہیں بلکہ انکے عمل سے مراد کفر اصغر ہے تو ایسی صورت میں کہا جائے گا کہ ان کا حکم ان گنہگار موحدین کا ہے جو اپنے گناہوں کے سبب دوزخ میں جائیں گے پھر وہاں سے نکال کر جنت میں ڈال

دیئے جائیں گے،اور یہ دوزخ میں کافی عرصے تک رہیں گے جن کی مدت کا علم صرف اللہ تعالی کو ہے۔

سوال نمبر ۳۸:

کیا اہل بدعت کی غیبت کرنا جائز ہے؟ اور جو اس وقت الجزائر میں خروج و بغاوت ہو رہا ہے تو کیا ایسا کرنے والے خوارج میں شمار ہوں گے یا نہیں؟

جواب:

بلا شبہ اہل بدعت پر کلام کرنا جائز ہے؛ کیونکہ یہاں مقصد ان کی غیبت نہیں بلکہ ان کی بدعتوں سے آگاہ کرنا ہوتا ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں، اور جہاں تک غیبت کا تعلق ہے تو اس سے چھ چیزیں مخصوص ہیں: آگاہ کرنا،فتوی طلب کرنا،فریاد رسی کرنا،علی الاعلان فسق و فجور کرنا،کسی کے حالات زندگی پر بولنا،منکر کے ازالے میں کسی کی مدد کرنا۔

چنانچہ اگر اہل بدعت کے بارے میں کلام کرنے کا مقصد ان کی بدعتوں کا بیان کرنا اور ان سے آگاہ کرنا مقصد ہوتا کہ لوگ ان کی بدعتوں سے دور رہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن اگر ان کی عزت وآبرو سے کھلواڑ کرنا مقصد ہو تو یہ بالکل جائز نہیں ہے۔

اور جہاں تک الجزائر کا تعلق ہے تو وہاں ان خوارج نے مسلمانوں کا قتل اسلئے کیا کیوں کہ پہلے ان کی تکفیر کی ہے، اور اس وقت ہم جو کچھ خوارج کے بارے میں سن رہے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں کبھی انفرادی طور پر اور کبھی اجتماعی شکل میں جس سے دین اسلام کی شکل بگڑ رہی ہے تو ہم ان خارجیوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اور دعاء کرتے ہیں کہ اللہ تعالی انہیں کیفر کردار کو پہونچا دے۔

سوال نمبر ۳۹:

فضیلۃ الشیخ! ہم نے سنا ہے کہ نوجوانوں کے درمیان ایک کیسٹ تقسیم کی جا رہی ہے جس کے اندر علمائے سنت کو بدنام کیا گیا ہے، اور ان لوگوں پر طعن و تشنیع کیا گیا ہے جو منہج سلف کا دفاع کرتے ہیں، اور جو اس مبارک ملک بلاد توحید کا ساتھ دیتے ہیں، گمراہیوں اور بدعتوں پر رد کرتے ہیں، انہیں میں سرفہرست شیخ ربیع بن ہادی مدخلی ہیں جو جامعہ اسلامیہ کے اندر قسم السنہ کے صدر رہ چکے ہیں۔

آپ سے امید ہے کہ اس موضوع پر ہماری رہنمائی ضرور فرمائیں گے، جزاکم اللہ خیرا؟

جواب:

یہ کیسٹ جس کا ذکر آپ نے کیا اسے اہل سنت کے خلاف حقد وحسد کی وجہ سے پھیلا جا رہا ہے، انہیں دراصل سلفی دعوت اور سلفی مشائخ سے دشمنی اور حسد ہے، جو یہ کام کر رہا ہے اللہ اس سے ضرور انتقام لے گا، اور اس کیسٹ کے اندر جس شیخ پر کلام کیا گیا ہے وہ اہل سنت والجماعہ کے روشن چراغ ہیں، یہ ان علمائے کرام میں سے ہیں جو سنت کو پھیلاتے ہیں اور بدعات کا قلع قمع کرتے ہیں، چنانچہ جو آپ کے خلاف کلام کر رہا ہے اور آپ پر طعن و تشنیع کر رہا ہے وہ دراصل چاہتا ہے کہ بدعات کا رواج رہے اور سنت منظر نامے سے غائب ہو جائے، والعیاذ باللہ، اور یہی چیز اس بات کی دلیل ہے کہ ان حزبیوں کو اہل سنت سے حقد وحسد ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس لئے اس کیسٹ کو پھیلانا بالکل جائز نہیں ہے، اور ہم یہ کبھی نہیں کہتے کہ کوئی معصوم عن الخطا ہے، ہوسکتا ہے کہ اثنائے کلام کسی انسان سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے پھر ایک حاقد انسان اسی غلطی کو لیکر لمبے لمبے دعوے کرنا شروع کر دے، اور شیخ کے تعلق سے یہی مسئلہ ہے، آپ اہل سنت میں سے ہیں، سنت اور توحید کا دفاع کرتے ہیں۔

چنانچہ جو آپ سے بغض کرے گا وہ سنت سے بغض کرے گا، اور جو آپ سے نفرت کرے گا وہ سنت سے نفرت کرے گا، اللہ سے دعاء ہے کہ وہ ان کے بارے میں اپنا فیصلہ صادر کر دے اور جلد ہی ان سے

انتقام لے لے تاکہ مخلوق کے سامنے انکی فضیحت ہو جائے،ان کے خبیث اسالیب میں سے یہ بھی ہے کہ یہ لوگ کوئی جملہ یا کلمہ سیاق سے کاٹ کر لیتے ہیں اور آگے پیچھے کے کلام کو حذف کر دیتے ہیں تا کہ اس سے غلط مفہوم نکلے،ایسا یہ سازش اور مکروفریب کی وجہ سے کرتے ہیں۔

۞۞۞

سوال نمبر ۴۰:

فضیلۃ الشیخ! اس شخص کے بارے میں آپ کی کیارائے ہے جو کہتا ہے کہ دین اسلامی کے اندر اصول وفروع اور مغز و چھلکا ہے؟

جواب:

دین اسلام کے اندر اصول وفروع ہیں،اصول سے مراد عقائد اور فروع سے مراد احکام فقہیہ ہیں جیسے عبادات،معاملات وغیرہ۔چنانچہ یہ تقسیم جائز ہے،مگر جو یہ کہے کہ اسلام کے اندر مغز اور چھلکا ہے تو یہ بہت بڑی غلطی ہے،والعیاذ باللہ،کیونکہ اسلام پورا کا پورا مغز ہے،اسکے اندر کوئی چھلکا نہیں ہے،سارا کا سارا حق ہے اسکے اندر کچھ بھی باطل نہیں ہے،اسکے اندر ساری چیزیں سنجیدگی پر مشتمل ہیں ان میں کوئی چیز قابل مذاق اور استہزاء نہیں ہے،چنانچہ جو یہ کہے کہ اسلام کے اندر مغز اور چھلکا ہے تو وہ ظالم ہے،وہ دین اسلام کے ساتھ زیادتی کر رہا ہے،اس پر خوف ہے کہ وہ اپنے اس قول کی وجہ سے مرتد ہو جائے۔

۞۞۞

سوال نمبر ۴۱:

اس شخص کے بارے میں آپ کی کیارائے ہے جو سید قطب،حسن بنا،مصطفی سباعی وغیرہ کی کتابوں پر رد کرتا ہے،ان غلطیوں پر جن کا تعلق عقیدے سے ہے،کیونکہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ان کی غلطیوں پر رد کرنا جائز نہیں ہے؛کیونکہ وہ مجتہد ہیں؟جزاکم اللہ خیرا۔

جواب:

حقیقت یہ ہیکہ ان لوگوں کے یہاں عقیدے کے باب میں فحش غلطیاں پائی جاتی ہیں، اسلئے مسلمانوں پر واجب ہے بلکہ اہل علم پر یہ واجب ہے کہ وہ حق بیان کریں، اب اگر اہل علم خاموش رہیں اور ان کے باطل عقائد کو پھیلنے دیں تو یہ بالکل جائز نہیں ہے، بلکہ جو لوگ ان پر رد کر رہے ہیں وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہیں۔

❁❁❁

سوال نمبر ۴۲:

فضیلۃ الشیخ!

چند سال قبل بعض نوجوان عبادت، دعوت، تلاوت قرآن اور صدقہ وخیرات میں بہت سرگرم تھے، اس وقت وہ اخوانی جماعت اور بعض تحریکی جماعتوں سے متاثر تھے، لیکن جب سلفی علماء بالخصوص آپ اور شیخ زید بن محمد مدخلی کی رہنمائی اور دعوت سے حق سمجھ میں آ گیا تو اس کے بعد ان نوجوانوں کے اندر سستی اور کاہلی آ گئی ہے، بلکہ بعض نوجوان ایسے بھی ہیں جو فرض نماز سے پیچھے ہو جاتے ہیں، ایسے لوگوں کے تعلق سے آپ کیا نصیحت فرماتے ہیں؟ جزاکم اللہ خیرا۔

جواب:

سبحان اللہ العظیم! آخر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جب وہ سلفی دعوت سے متاثر ہوئے تو دعوت اور دیگر فرائض سے سست ہو جائیں گے؛ جب کہ وہ سنت پر قائم ہیں، کیونکہ سنت پر ہوتے ہوئے اگر کوئی عمل کریں گے تو اس کی فضیلت بہت بڑی ہے گرچہ وہ کم ہی ہو، اسلئے ضروری ہے کہ وہ سنت پر آ کر دعوت اور عبادت ہر دو جگہ زیادہ سے زیادہ محنت اور کوشش کریں، البتہ دعوت کے میدان میں علم وبصیرت کی ضرورت ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ علمی حلقوں میں بیٹھیں، تاکہ وہاں پر علم اور احکام دین

حاصل کریں، پھر وہاں سے سیکھ کر لوگوں کے اندر دعوت کا کام کریں۔

بغیر علم و بصیرت کے دعوت کے میدان میں آنا یہ حزبیوں اور تحریکیوں کا کام ہے؛ جو کہ صرف فضائل کی دعوت دیتے ہیں جیسے پیر اور جمعرات کے روزہ رکھنے کی طرف لوگوں کو رغبت دلانا، ذکر و اذکار کی پابندی کرنے کی تاکید کرنا اور اس طرح کے دیگر فضائل اعمال۔

یہ لوگ شرک سے چشم پوشی کرتے ہیں، شرک دیکھ کر کسی پر نکیر نہیں کرتے، گرچہ وہ شرک اکبر ہی کا ارتکاب کیوں نہ کر رہا ہو، یہ لوگ شرک کے اندر تساہل سے کام لیتے ہیں، توحید کے باب میں بھی تساہل سے کام لیتے ہیں، بدعات کی بنیاد پر عبادت کرتے ہیں، اپنی طرف سے قواعد اور اصول گڑھتے ہیں جیسے کہ ان کا یہ مشہور قاعدہ: (متفقہ امور میں ہم ایک دوسرے کا تعاون کریں گے اور اختلافی امور میں ایک دوسرے کو معذور سمجھیں گے)، اسی طرح انکے دوسرے قواعد جیسے حالت حضر میں بیعت اور امارت کا مسئلہ، خلافت کی طرف دعوت کا مسئلہ اور اس طرح کے دیگر امور جن پر وہ عمل کرتے ہیں جو شریعت کے مخالف ہوتے ہیں۔ اللہ ہم سب کو ان بدعات سے دور رکھے۔

آپ کو چاہیئے کہ اللہ کا اس پر شکریہ ادا کریں کہ اس نے آپ کو حق کی طرف رہنمائی کی، چنانچہ آپ جمعہ یا جمعرات کے دن دیہات میں کسی مسجد میں جائیں اور وہاں لوگوں کو دین کی تعلیم دیں اور بقدر استطاعت انہیں نصیحت کریں، کچھ نہیں تو بس یہی جا کر کہیں کہ آپ لوگ بیٹھیں سورہ فاتحہ پڑھتے ہیں، تشہد کا طریقہ سیکھتے ہیں، اسی طرح اور دیگر دینی امور جن کا سیکھنا اور ان پر عمل کرنا واجب ہے۔

اس شخص کیلئے جسے اللہ نے ہدایت سے نوازا ہے اب اسے سستی اور کاہلی نہیں کرنا چاہیئے، یہ بھی ممکن ہے کہ سوال کے اندر جو یہ دعوی کیا گیا ہے حزبیوں کی طرف سے محض الزام ہو؛ وہ اس کے ذریعے سلفی منہج سے لوگوں کو متنفر کرنا چاہتے ہوں گے، اور یہ کہنا چاہتے ہوں گے کہ حق صرف انہیں کے منہج میں محصور ہے، اور یہ کہ جو ان کے منہج کو ترک کرے گا وہ گمراہ ہو جائے گا، اور یہ بات میں یونہی نہیں کہہ رہا ہوں

بلکہ میں نے خود اپنے کانوں سے سنا ہے کہ یہ لوگ ان طلبہ پر لواطت کا الزام لگاتے ہیں جو ان کے منہج سے توبہ کر لیتے ہیں، والعیاذ باللہ۔

❁❁❁

سوال نمبر ۴۳:

کیا نوجوانوں کو سنسان علاقوں میں لے جانا اخوان المسلمین کے منہج میں شامل ہے؛ یا معاملہ اسکے برخلاف ہے؟

جواب:

جی ہاں، یہی ان کا طریقہ ہے، یہ نوجوانوں سے کہتے ہیں کہ چلو ہمارے ساتھ قرآن سیکھیں گے، پھر وہ نوجوانوں کو رات کے وقت دور سنسان علاقوں میں لے جاتے ہیں، پھر وہاں بیٹھ کر گیت اور گانے سنتے ہیں، اور دیگر بدعات وخرافات دیکھتے اور سنتے ہیں، مجھے اپنا خود کا ایک واقعہ یاد آرہا ہے جو قریباً ۱۲/ سال یا ۱۵/ سال قبل کا ہے، چنانچہ ایک مرتبہ مجھے ایک فوجی چھاؤنی میں خطاب کیلئے بلایا گیا، جس کے اندر ایک سوال یہ بھی کیا گیا کہ کچھ لوگ عشاء کے بعد دور سنسان علاقوں کی طرف جاتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ وہ وہاں پر قرآن پڑھتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں تو کیا میں ان کے ساتھ نکلوں یا نا؟ میں نے جواب دیا: ان کے ساتھ مت نکلو:

۱- کیونکہ یہ لوگ اگر اپنے دعوے میں اگر سچے ہیں کہ وہ وہاں قرآن کی تلاوت کرتے ہیں تو ان کیلئے مسجد بہتر ہے۔

۲- اور رات کے وقت سنسان علاقوں کی طرف جانے سے مجھے خوف ہے کہ ایسی صورت میں تو پھر شیطان کو بھڑکانے کا موقع ملے گا خاص طور سے جب انکے ساتھ نوخیز بچے بھی ہوں۔ اور میرے اسی فتوے کی بنا پر کچھ لوگوں نے میری ملامت کی اور یہ گمان کیا کہ میں ان پر ایسی تہمت لگا رہا ہوں جس کے ذکر سے

شرم آتی ہے، میں نے کہا: سبحان اللہ! کیا سلف نوخیز بچوں سے تنہائی میں ملنے سے منع نہیں کرتے تھے؟ تو اس نے کہا: جی ہاں، بلکہ بعض تو ایسے تھے جو ایسے بچوں کو اپنے پیچھے بٹھاتے تھے۔

بہرحال خلاصہ یہ ہیکہ ان کا یہ عمل بہت ہی سنگین ہے، اور یہ لوگ اس طرح کی حرکت چند امور کی خاطر کرتے ہیں؛ جن کی صراحت یہ کبھی نہیں کرتے ہیں، ان امور پر یہ صرف اپنی نجی محفلوں میں ہی بات کرتے ہیں، اللہ ہم سب کو سیدھی راہ پر چلائے۔

❁❁❁

سوال نمبر ۴۴:

فضیلۃ الشیخ احمد بن یحیی النجمی حفظہ اللہ، السلام علیکم رحمتہ اللہ و برکاتہ۔۔۔۔

و بعد: اس وقت کثرت سے لوگ اسلامی گیتوں پر بات کر رہے ہیں، کچھ لوگ اسکی تائید کرتے ہیں اور کچھ اسکے مخالف ہیں، مجھے امید ہے کہ آپ اس پر تفصیلی گفتگو فرمائیں گے، نیز ان لوگوں کو آپ کیا نصیحت فرمائیں گے جو اپنے بچوں کو ان اسلامی گیتوں پر تربیت دیتے ہیں، اور ان کے سننے پر ابھارتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ بہتر گانے ہیں، افیدونا ماجورین، وجزاکم اللہ خیرا۔

جواب:

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، وعلی آلہ وصحبہ۔ و بعد:

یہ لوگ جسے اسلامی گیت کہتے ہیں وہ بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی دوزخ تک لے جانے والی ہے، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے خبر دی ہے؛ کیونکہ یہ لوگ ان گیتوں کو سن کر صوفیوں کے مسلک پر چلتے ہیں اور شیخ ابن القیم نے ان پر نقد کیا ہے، آپ کا کچھ کلام منظوم ہے اور کچھ منثور ہے۔

اسی طرح علامہ ابن الجوزی نے بھی اپنی کتاب [نقد العلم والعلماء] کے نقد کیا ہے، اسی طرح شیخ حمود

تو یجری کا ڈرامہ پر ایک رسالہ ہے، آپ نے شاید اس کتاب کے اندر بھی ان گیتوں کا ذکر کیا ہے، علامہ ابن الجوزی نے اپنی مذکورہ کتاب کے اندر امام شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے عراق میں کچھ زنادقہ کو چھوڑا ہے جنہوں نے تغبیر نامی چیز ایجاد کر رکھی ہے جس کے ذریعے وہ لوگوں کو قرآن سے غافل کر دیتے ہیں۔

اور یہ لوگ تغبیر یا مغبرہ ان گیتوں کو کہتے تھے جو زہد پر مشتمل ہوتی تھیں، ان کا گمان تھا کہ ان کے ذریعے وہ لوگوں کے حالات بدل دیتے ہیں، یعنی انہیں زہد وتقوی اور عبادت میں شوق دلاتے ہیں، اور غفلت سے آگاہ کرتے ہیں، ایسے لوگوں کو امام شافعی نے زنادقہ کہا ہے، اور ان کے بارے میں کہا کہ یہ لوگ ان گیتوں سے لوگوں کو قرآن سے غافل کرتے ہیں، چنانچہ آج کے موجودہ دور کے لوگوں میں انہیں صوفیوں سے یہ گانے اور گیت در آئے ہیں، اور یہ وہی صوفیت ہے جس پر حسن بنا قائم تھے اور جس پر بیعت کیا تھا، پھر وراثت اور متابعت میں وہی صوفیت انکے پیروکاروں میں بھی سلسلہ وار چلی آرہی ہے۔

کیونکہ اہل بدعت بدعت ہی کا وارث ہوگا اور اسکا حشر بھی اہل بدعت کے ساتھ ہوگا، اور جو اہل سنت میں سے ہوگا وہ اہل سنت کا وارث ہوگا اور اسکا حشر بھی انہیں کے ساتھ ہوگا، اللہ کے نبی ﷺ نے اس شخص سے فرمایا تھا جس نے آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کیا تھا کہ تم نے اس کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ تو اس نے عرض کیا تھا: میں نے بہت زیادہ عمل تو نہیں کیا ہے، البتہ میں اللہ اور اسکے رسول سے محبت کرتا ہوں، تو اس وقت اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا: تم کل قیامت کے روز اسی کے ساتھ رہو گے جس سے تم کو محبت ہے۔

چنانچہ جو اللہ اور اسکے رسول سے محبت کرتا ہے، جو صحابہ سے محبت کرتا ہے، سنت کی پیروی کرتا ہے اور یہ وہی طریقہ ہے جس پر صحابہ قائم تھے، وہ کل قیامت کے روز انہیں کے ساتھ ہوگا، اور جو بدعتیوں سے محبت کرتا ہے ان کا حشر بھی انہیں کے ساتھ ہوگا، اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {احْشُرُوا الَّذِينَ

ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ[22] مِنْ دُونِ اللَّهِ فَاهْدُوهُمْ إِلَى صِرَاطِ الْجَحِيمِ[23] وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ[24] مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ[25] بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ} ترجمہ: اکٹھا کرو ان لوگوں کو جنھوں نے ظلم کیا اور ان کے جوڑوں کو اور جن کی وہ عبادت کیا کرتے تھے۔ [22] اللہ کے سوا، پھر انھیں جہنم کی راہ کی طرف لے چلو۔ [23] اور انھیں ٹھہراؤ، بے شک یہ سوال کیے جانے والے ہیں۔ [24] کیا ہے تمھیں، تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے؟ [25] بلکہ آج وہ بالکل فرماں بردار ہیں۔

یہاں پر جوڑوں سے مراد شکلیں ہیں، چنانچہ ہر شکل اپنی شکل والوں کے ساتھ ہو جائے گی، مشرکین مشرکین سے مل جائیں گے، بدعتی بدعتی سے مل جائیں گے، خوارج جو مسلمان حکام کے خلاف خروج کو جائز ٹھہراتے ہیں، گناہ کبیرہ کی وجہ سے تکفیر کرتے ہیں اور انہیں مخلد فی النار ٹھہراتے ہیں وہ بھی خوارج کے ساتھ مل جائیں گے۔

اور خوارج کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے: (یہ دوزخ کے کتے ہیں)۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل نے کتاب السنہ (۲ / ۶۳۴) کے اندر روایت کیا ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ مجھے سے ابو کامل نے بیان کیا کہ مجھ سے حماد بن سلمہ نے بیان کیا کہ سعید بن جہمان سے روایت ہے کہ خوارج مجھے دعوت دیتے رہے یہاں تک کہ قریب تھا میں ان کے ساتھ شامل ہو جاتا، یہاں تک کہ ابو بلال کی بہن نے خواب میں دیکھا کہ ابو بلال بڑے بڑے بالوں والے ایک کتے کی شکل میں ہیں، ان کی آنکھیں کالی ہیں اور آنسو بہا رہی ہی، پوچھا: ابو بلال! تم کو کیا ہوا؟ کہا: ہمیں کتا بنا دیا گیا ہے۔ اور یہ معلوم ہے کہ ابو بلال خوارج کے سرداروں میں سے تھے۔

خلاصہ یہ ہیکہ کل قیامت کے روز ہر فرقے اور جماعت والے اپنی طرح کے لوگوں کے ساتھ مل جائیں گے، پھر اس کے بعد انہیں دوزخ میں ڈال دیا جائے گا، مگر اہل سنت جو حدیثوں کی اتباع

کرتے ہیں، دلیلوں کی روشنی میں چلتے ہیں، جہاں دلیل رکنے کیلئے کہتی ہے وہیں رک جاتے ہیں، یہ لوگ قیامت کے روز اپنے نبی کے ساتھ ہوں گے یہاں تک کہ جنت میں چلے جائیں گے۔

اسلئے اے نوجوانوں کی جماعت! تمہیں دھوکے بازوں کے دھوکے اور ان مکاروں کی مکاری میں نہیں آنا چاہئے، یہ تمہیں سنت سے محروم کر دیں گے، سنت کی خوشبو اور اسکے سائے سے دور کر دیں گے، اللہ کی قسم! تم اپنے رب کی طرف پلٹ جاؤ، اپنے نبی کے منہج پر واپس آجاؤ، اسی کے اندر خیر اور اسی میں نجات ہے، اسکے سوا دوسری جگہوں پر گمراہی اور عذاب ہے۔

یہی میری نصیحت ہے اگر چاہو تو قبول کرلو اور چاہو تو رد کر دو، اور مجھے یقین ہے کہ اگر تم رد کرو گے تو کل قیامت کے دن شرمندہ ہو گے، اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا [27] يَا وَيْلَتَى لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا [28] لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا} ترجمہ: اور جس دن ظالم اپنے دونوں ہاتھ دانتوں سے کاٹے گا، کہے گا اے کاش! میں رسول کے ساتھ کچھ راستہ اختیار کرتا۔ [27] ہائے میری بربادی! کاش کہ میں فلاں کو دلی دوست نہ بناتا۔ [28] بے شک اس نے تو مجھے نصیحت سے گمراہ کر دیا، اس کے بعد کہ میرے پاس آئی اور شیطان ہمیشہ انسان کو چھوڑ جانے والا ہے۔

چنانچہ جو لوگ ان بدعتوں کی طرف بلاتے ہیں ان کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ دوزخ کی طرف بلا رہے ہیں۔

میں کہوں گا کہ گانے معصیت میں شمار ہوتے ہیں، چنانچہ ان پر اصرار کرنے والا فاسق ہوگا، اور گیت بدعت ہے، اس پر اصرار کرنے والا بدعتی ہوگا، اور فاسق بدعتی سے کم برا ہے؛ اسلئے کہ فاسق یہ جانتا ہے کہ وہ غلطی پر ہے، اسلئے وہ کسی بھی دن اس سے توبہ کرسکتا ہے، جبکہ ایک بدعتی خود کو حق اور خیر پر

سمجھتا ہے؛ اسی لئے اسے آپ دیکھیں گے کہ وہ اپنی بدعت پر موت تک باقی رہتا ہے، الا یہ کہ اللہ جسے ہدایت دے دے، اور وہ توبہ کرکے راہ راست پر آجائے، واللہ من وراء القصد۔

❁❁❁

سوال نمبر ۴۵:

شیخ سے مذکورہ سوال ہی کی طرح ایک سوال کیا گیا پھر اسکے بعد اسلامی ڈراموں اور ان کے دیکھنے کے بارے میں سوال کیا گیا، سائل نے کہا:

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، وبعد:

اس وقت نوجوانوں کے اندر ڈراموں اور گیتوں کو بہت دیکھا اور سنا جاتا ہے، بطور خاص گرمائی مراکز اور دیگر مناسبات کے اندر، اور اسکے جواز کیلئے اسلام کو آڑ بناتے ہیں، چنانچہ کہتے ہیں: ڈراموں نے بہت ایسے مسائل کو حل کردیا ہے جن سے دعاۃ اور مصلحین عاجز آگئے تھے، اس پر انکی دلیل یہ ہیکہ ان ڈراموں کے دیکھنے سے انسانی عقل کے اندر صورت اور صوت دونوں مرتسم ہوجاتے ہیں، اور پھر اسکے اندر جو سماجی بیماریاں پائی جاتی ہیں ان ڈراموں سے وہ دور ہوجاتی ہیں، اسی لئے وہ ان ڈراموں اور گیتوں کو دینی ڈرامہ اور اسلامی گیت کہتے ہیں۔

ان لوگوں کے انہی باطل قول کی وجہ سے ہم نے آپ کے پاس یہ مکتوب لکھا ہے، امید ہے کہ ان ڈراموں اور گیتوں کے بارے میں آپ اللہ اور اسکے رسول کا فیصلہ ضرور سنائیں گے، تاکہ اسکا فائدہ عام ہوجائے اور حق واضح ہوجائے، اور اللہ ہی سے مدد اور توفیق کی امید ہے، انہ ولی ذلک والقادر علیہ؟

جواب:

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، ومن اللہ استمد العون والتوفیق والسداد۔

الحمدللہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، وعلی آلہ وصحبہ۔۔۔

وبعد:

پہلی چیز: ڈرامہ:

میرے نزدیک یہ حرام ہے؛ کیونکہ یہ حرام امور پر مشتمل ہے، اور وہ درج ذیل ہیں:

۱- جھوٹ: ڈرامہ جھوٹ ہی پر قائم ہوتا ہے، کیونکہ یہ جھوٹ کے بغیر چل نہیں سکتا، اور جھوٹ بولنا حرام ہے، کوئی بھی مسلمان اسکی حرمت پر شک نہیں کرسکتا، اللہ تعالی نے اپنی کتاب کے اندر اسکی مذمت کی ہے، جھوٹوں کی مذمت کی ہے بلکہ ان پر لعنت بھیجی ہے، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ} ترجمہ: پھر گڑگڑا کر دعا کریں، پس جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔

اور حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يَكُونَ صِدِّيقًا، وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَّابًا ".

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بلاشبہ سچ آدمی کو نیکی کی طرف بلاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور ایک شخص سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صدیق کا لقب اور مرتبہ حاصل کرلیتا ہے اور بلاشبہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف اور ایک شخص جھوٹ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے یہاں بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔"

۲- جعلی اور باطل کا دعوی کرنا: اس تعلق سے حدیث میں وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: " لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَى لِغَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ، إِلَّا كَفَرَ، وَمَنِ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا، وَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ، أَوْ قَالَ: عَدُوَّ اللَّهِ، وَلَيْسَ كَذَلِكَ، إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ ".

ترجمہ: سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اپنے تئیں کسی اور کا بیٹا کہے اور وہ جانتا ہو کہ وہ اس کا بیٹا نہیں ہے (یعنی جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا کسی اور کو باپ بتلائے) وہ کافر ہو گیا اور جس شخص نے اس چیز کا دعویٰ کیا، جو اس کی نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔ اور جو شخص کسی کو کافر کہہ کر بلائے یا اللہ کا دشمن کہہ کر پھر وہ جس کو اس نام سے پکارا ہے، ایسا نہ ہو (یعنی کافر نہ ہو) تو وہ کفر پکارنے والے پر پلٹ آئے گا۔"

۳- تصنع اور دکھاوا کرنا: کیونکہ ایک ڈرامہ باز دکھاوے کیلئے روتا اور ہنستا ہے، رنج اور خوشی میں ہوتا ہے، غصہ اور خوش ہوتا ہے، اور یہ سب جھوٹ ہوتا ہے۔

۴- روپ دھارنا: چنانچہ ایک مسلم کسی کافر کا روپ دھارتا ہے، اور ایک کافر یا فاسق کسی بڑے اسلامی شخصیت کا روپ دھارتا ہے، ممکن ہے وہ کوئی صحابی ہو یا کوئی جلیل القدر عالم یا انصاف پسند بادشاہ ہو، اور یہ بہت بڑا جرم ہے۔

۵- ان حرام امور کو یہ ڈرامہ باز حلال سمجھتے ہیں: ساتھ ہی یہ بھی علم میں رہے کہ کسی انسان کا کسی کی ہیئت، شکل، چال یا اسکے کلام کی نقالی کرنا غیبت ہے، اور غیبت حرام ہے، جیسا کہ اس حدیث میں وارد ہوا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ

كَذَا وَ كَذَا، قَالَ: غَيْرُ مُسَدَّدٍ تَعْنِي قَصِيرَةً. فَقَالَ لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَتْ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ، قَالَتْ: وَحَكَيْتُ لَهُ إِنْسَانًا، فَقَالَ: مَا أُحِبُّ أَنِّي حَكَيْتُ إِنْسَانًا وَأَنَّ لِي كَذَا وَ كَذَا".

ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: آپ کے لیے تو صفیہ رضی اللہ عنہا کا یہ اور یہ عیب ہی کافی ہے، یعنی پستہ قد ہونا تو آپ نے فرمایا: "تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر وہ سمندر کے پانی میں گھول دی جائے تو وہ اس پر بھی غالب آجائے" اور میں نے ایک شخص کی نقل کی تو آپ نے فرمایا: "مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں کسی انسان کی نقل کروں اگرچہ میرے لیے اتنا اور اتنا (مال) ہو"۔

۶- اس سے خیانت اور فسق وفجور کی تعلیم ملتی ہے: اور یہ اصلاح کا دعوی کھوکھلا ہے کیونکہ ان ڈراموں اور فلموں کی وجہ سے جو سماج کے اندر برائیاں جنم لیتی ہیں جو اس وقت اظہر من الشمس ہے اسکا کوئی انکار نہیں کرسکتا ہے۔

۷- ان ڈراموں میں جو کام کرتے ہیں وہ مستشرقین کے حقیقی خادم ہوتے ہیں اور اسلام کے دشمن ہوتے ہیں، ان ڈراموں کے ذریعے مستشرقین کی سب سے بڑی خدمت یہ کرتے ہیں کہ بڑے بڑے اسلامی قائدین اور جنرلیوں کے خلاف جھوٹی روایات پیش کرتے ہیں، جن کا مقصد ان کو بدنام کرنا اور ان کے مقام کو گرانا ہوتا ہے، انہیں روایات کو لیکر یہ ڈرامہ باز مسلمان بچوں کے اندر پھیلاتے ہیں، اس طرح یہ دین اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ بہت ہی گھٹیا حرکت کرتے ہیں بلکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایسا کرنے والے کفر تک پہونچ جاتے ہیں۔

۸- صحابہ اور تابعین وغیرہ قرآن وسنت اور مواعظ سے متاثر ہوتے تھے اور انہیں اس طرح کے ڈراموں کی ضرورت نہیں تھی۔

دوسرا: گیت:

جہاں تک گیت کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں یہی کہوں گا کہ اگر وہ ایسا شعر ہے جس میں فحش گوئی نہ ہو، جس کے اندر جہاد پر ابھارا گیا ہو، اخلاق فاضلہ کا ذکر ہو، اچھے لوگوں کا اور انکے کرداروں کا ذکر ہو، بری عادتوں سے روکا گیا ہو، برے لوگوں کی برائی بیان کی گئی ہو، جس کے اندر کسی مسلمان کو ناحق برا بھلا نہ کہا گیا ہو، اور اسی طرح جس کے اندر ناحق کوئی بے جا مبالغہ نہ ہو، تو اس قسم کے شعر میں کوئی حرج نہیں ہے، نبی اکرم ﷺ کی مجلس میں اس طرح کے اشعار پڑھے جاتے تھے اور آپ اسے سنتے تھے، بلکہ اپنی مسجد میں سنتے تھے، اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ اگر اس قسم کا شعر ہو اور اسے صرف ایک آدمی پڑھے اور یہ زیادہ نہ ہو بلکہ ایسا کبھی کبھار کسی خاص مناسبت سے ہو اور اس کی وجہ سے کسی اہم کام سے غفلت نہ ہو رہی ہو تو اس میں کوئی مانع نہیں ہے۔

البتہ اگر اسے عادت بنالیا جائے، یا اسے لے اور سر کے ساتھ یعنی میوزک کے ساتھ پڑھا جائے پھر گروپ کی شکل میں اسے دہرایا جائے، تو اسکے اندر تین طرح کی بدعتیں شامل ہو جاتی ہیں:

پہلی بدعت: میوزک اور تلحین کی بدعت، جس کے اندر آواز کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جاتا ہے۔

دوسری بدعت: اجتماعی شکل میں اسے گائے جانے کی بدعت؛ کیونکہ سلف کے یہاں ایسا نہیں پایا جاتا تھا۔

تیسری بدعت: اسلام کے اندر گیت اور گانا صرف صوفیوں کے یہاں پایا گیا ہے، مجھے خوف اس بات کا ہے کہ مرور زمانہ کے ساتھ گانے کو کہیں عبادت نہ سمجھ لیا جائے، کیونکہ صوفیوں نے پہلے زہدیہ اشعار کو گیت اور گانے کی شکل میں پڑھنا شروع کیا اور اسکے اندر طقطقہ شامل کر لیا۔

امام شافعی کہتے ہیں: میں نے عراق میں کچھ زنادقہ کو چھوڑا ہے جنہوں نے تغییر نامی چیز ایجاد کر رکھی ہے جس کے ذریعے وہ لوگوں کو قرآن سے غافل کر دیتے ہیں۔

ابن الجوزی نے امام شافعی کا قول نقل کرنے کے بعد کہا: ابومنصور ازہری نے مغیرہ کا ذکر کرنے کے بعد کہا کہ یہ تغبیر یا مغیرہ ان گیتوں کو کہتے تھے جو زہد پر مشتمل ہوتی تھیں، ان کا گمان تھا کہ ان کے ذریعے وہ لوگوں کے حالات بدل دیتے ہیں، یعنی انہیں زہد وتقوی اور عبادت میں شوق دلاتے ہیں، اور غفلت سے آگاہ کرتے ہیں۔

زجاج نے کہا: انہیں مغیرین کہا گیا کیونکہ یہ لوگوں کو اس دارفانی سے زاہد بناتے اور آخرت کیلئے رغبت دلاتے تھے۔

ابوالحارث نے امام احمد سے روایت نقل کیا ہے کہ آپ نے کہا کہ تغبیر بدعت ہے۔

آپ سے کہا گیا: اس سے دلوں میں نرمی پیدا ہوتی ہے، تو آپ نے کہا: یہ بدعت ہے۔

یعقوب ہاشمی سے روایت ہے کہ تغبیر نئی ایجاد اور بدعت ہے۔

یعقوب بن بختان نے کہا: میں تغبیر کو ناپسند کرتا ہوں۔ اور آپ اسکے سماع سے روکتے تھے۔

اسماعیل بن اسحاق ثقفی سے قصائد کے سماع کے تعلق سے سوال کیا گیا تو کہا: میں اسے ناپسند کرتا ہوں، یہ بدعت ہے، ان کے ساتھ نہ بیٹھا جائے۔

(تلبیس إبلیس لابن الجوزی: ص ۲۹۸)

جب یہ واضح ہوگیا تو اب مجھے خوف ہے کہ مرور زمانہ کے ساتھ کہیں شیطان اسے عبادت نہ بنا کر پیش کردے، اور اسکے ساتھ دوسرے محرمات کو شامل کردے جیسے ڈھول اور رقص وغیرہ جیسا کہ صوفی کرتے ہیں، اللہ ہم سب کو اس آزمائش سے محفوظ رکھے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ۔

۞۞۞

سوال نمبر ۴۶:

فضیلۃ الشیخ احمد بن یحیی النجمی حفظہ اللہ۔

مجھے شرعی علوم کے طلب کی خواہش ہے، امید ہیکہ آپ شرعی علوم کے طلب کا صحیح طریقہ بتلائیں گے، وجزاکم اللہ خیرا؟

جواب:

شرعی علوم کے طلب کا طریقہ بالکل واضح ہے، آپ اسے سلفی مشائخ سے حاصل کریں، تحریکی اور بدعتی علماء سے دور رہیں، ان کے قریب بھی نہ جائیں، ان اہل علم کے پاس جائیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول نیز سلفی صحیح عقیدہ کا درس دیتے ہیں، اور دینی علوم کے اندر یکے بعد دیگر اہمیت کے اعتبار سے علم حاصل کریں۔

❁❁❁

سوال نمبر ۴۷:

فضیلۃ الشیخ احمد بن یحیی النجمی حفظہ اللہ،

عرض یہ ہیکہ میرے دو سوالوں کا جواب آپ تحریری شکل میں دیں گے جو دلیلوں سے مزین ہوں گے، وجزاکم اللہ خیرا، والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ:

پہلا سوال: جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ کبار علماء کمیٹی کو فقہ الواقع کی سمجھ نہیں ہے ان کا کیا حکم ہے؟

دوسرا سوال: جو یہ کہتے ہیں کہ کبار علماء کمیٹی ایک ماسونی فکر ہے ان کا کیا حکم ہے؟

جواب:

پہلی بات: کبار علماء کمیٹی پر یہ ایک الزام ہے، مقصد ان پر طعن وتشنیع کرنا اور انہیں بدنام کرنا ہے اور ان کے مقام کو گھٹانا ہے۔

دوسری بات: اس طرح جو کبار علماء کمیٹی کے تعلق سے کہہ رہا ہے اسکی دشمنی اور بغض وحسد کا پتہ

چلتا ہے کہ وہ کس طرح اہل توحید سے بغض رکھتا ہے۔

تیسری بات: وہ سلفی علماء جو قال اللہ اور قال الرسول کا درس دیتے ہیں، کتاب وسنت کے مطابق فتوے دیتے ہیں، جو رات و دن شریعت کی نشر واشاعت کرتے ان سے بغض اور دشمنی رکھنے والے بدعتی، گمراہ اور منافق ہی ہو سکتے ہیں۔

چوتھی بات: کبار علماء کمیٹی کی طرف سے کوئی فتوی اسی وقت سامنے آتا ہے جب مسئلے کی باریکی اور حقیقت کو سمجھ کر اسے اچھی طرح جان لیا جاتا ہے کیونکہ متعلقہ امور کا فتوی سے گہرا تعلق ہوتا ہے، اور ایک مفتی اور قاضی پر یہ ضروری بھی ہے، اب اگر کوئی آ کر کہتا ہے کہ انہیں فقہ الواقع اور حالات حاضرہ کی سمجھ نہیں ہے تو اسکا مطلب یہی ہوا کہ یہ لوگ جاہل نادان اور بیوقوف ہیں، انہیں حقائق سے کچھ بھی آگاہی نہیں ہے، بلکہ ان سے پہلے حکومت کو متہم کرنا ہوا کہ اس نے اتنے بڑے عہدوں کو ضائع کر دیا، اور یہ حکومت پر خطرناک الزام ہے بلکہ سب کے ساتھ ایک ظلم عظیم ہے، ایسے الزامات لگانے والے سے اللہ ہی بدلہ لے گا۔

پانچویں بات: آخر یہ کبار علماء کمیٹی سے کیا چاہتے ہیں؟!! کیا یہ چاہتے ہیں کہ وہ سیاسی تجزیہ کار بن جائیں، جو جھوٹ، دجل اور مکاری کے ذریعے خبروں میں آسمان کے قلابے ملاتے ہیں، اللہ ایسے نفس پرستوں کو برباد کرے۔

چھٹی بات: کبار علماء کمیٹی کی جو ذمیداریاں ہیں انہیں وہ نبھارہی ہے، وہ دروس اور لیکچرز دیتے ہیں، فتاوؤں کے جوابات دیتے ہیں، علمی تحقیقات کرتے ہیں، وہ اپنا وقت دینی میدان میں صرف کرتے ہیں۔

ساتویں بات: اہل بدعت کے یہاں یہودیوں کی صفت پائی جاتی ہے، اگر کوئی انکا آدمی ہوتا ہے تو اسے آسمان پر پہونچا دیتے ہیں اور اگر انکا مخالف ہوتا ہے تو اسے تحت الثری میں گرا دیتے ہیں، اسکی

مثال ہمارے سامنے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی ہے جس وقت وہ اسلام لائے تو نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہود بہتان لگانے والی ایک مکار قوم ہے، اگر انہیں میرے اسلام کا پتہ چل جائے گا تو یہ مجھ پر بہتان لگائیں گے، آپ انہیں بلا بھیجیں اور میرے تعلق سے سوال کریں، پھر دیکھیں کیا ہوتا ہے، پوری تفصیل اس حدیث کے اندر وارد ہوئی ہے:

حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: " أَقْبَلَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ وَهُوَ مُرْدِفٌ أَبَا بَكْرٍ ، وَأَبُو بَكْرٍ شَيْخٌ يُعْرَفُ وَنَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَابٌّ لَا يُعْرَفُ، قَالَ: فَيَلْقَى الرَّجُلُ أَبَا بَكْرٍ فَيَقُولُ: يَا أَبَا بَكْرٍ ، مَنْ هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْكَ؟ فَيَقُولُ: هَذَا الرَّجُلُ يَهْدِينِي السَّبِيلَ، قَالَ: فَيَحْسِبُ الْحَاسِبُ أَنَّهُ إِنَّمَا يَعْنِي الطَّرِيقَ ، وَإِنَّمَا يَعْنِي سَبِيلَ الْخَيْرِ ، فَالْتَفَتَ أَبُو بَكْرٍ فَإِذَا هُوَ بِفَارِسٍ قَدْ لَحِقَهُمْ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ، هَذَا فَارِسٌ قَدْ لَحِقَ بِنَا ، فَالْتَفَتَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: " اللَّهُمَّ اصْرَعْهُ" ، فَصَرَعَهُ الْفَرَسُ، ثُمَّ قَامَتْ تُحَمْحِمُ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ مُرْنِي بِمَا شِئْتَ، قَالَ: فَقِفْ مَكَانَكَ لَا تَتْرُكَنَّ أَحَدًا يَلْحَقُ بِنَا، قَالَ: فَكَانَ أَوَّلَ النَّهَارِ جَاهِدًا عَلَى نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَكَانَ آخِرَ النَّهَارِ مَسْلَحَةً لَهُ فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَانِبَ الْحَرَّةِ، ثُمَّ بَعَثَ إِلَى الْأَنْصَارِ ، فَجَاءُوا إِلَى نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ فَسَلَّمُوا عَلَيْهِمَا، وَقَالُوا: ارْكَبَا آمِنَيْنِ مُطَاعَيْنِ، فَرَكِبَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَحَفُّوا دُونَهُمَا بِالسِّلَاحِ، فَقِيلَ فِي الْمَدِينَةِ: جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ، جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَأَشْرَفُوا يَنْظُرُونَ وَيَقُولُونَ: جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ، جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ، فَأَقْبَلَ يَسِيرُ حَتَّى نَزَلَ جَانِبَ دَارِ أَبِي أَيُّوبَ فَإِنَّهُ لَيُحَدِّثُ أَهْلَهُ إِذْ سَمِعَ بِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ وَهُوَ

فِي نَخْلٍ لِأَهْلِهِ يَخْتَرِفُ لَهُمْ ، فَعَجِلَ أَنْ يَضَعَ الَّذِي يَخْتَرِفُ لَهُمْ فِيهَا ، فَجَاءَ وَهِيَ مَعَهُ فَسَمِعَ مِنْ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَيُّ بُيُوتِ أَهْلِنَا أَقْرَبُ؟" فَقَالَ أَبُو أَيُّوبَ: أَنَا يَا نَبِيَّ اللَّهِ هَذِهِ دَارِي وَهَذَا بَابِي، قَالَ: فَانْطَلِقْ فَهَيِّئْ لَنَا مَقِيلًا ، قَالَ: قُومَا عَلَى بَرَكَةِ اللَّهِ ، فَلَمَّا جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ وَأَنَّكَ جِئْتَ بِحَقٍّ ، وَقَدْ عَلِمَتْ يَهُودُ أَنِّي سَيِّدُهُمْ وَابْنُ سَيِّدِهِمْ ، وَأَعْلَمُهُمْ وَابْنُ أَعْلَمِهِمْ ، فَادْعُهُمْ فَاسْأَلْهُمْ عَنِّي قَبْلَ أَنْ يَعْلَمُوا أَنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ ، فَإِنَّهُمْ إِنْ يَعْلَمُوا أَنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ، قَالُوا فِيَّ مَا لَيْسَ فِيَّ، فَأَرْسَلَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَأَقْبَلُوا فَدَخَلُوا عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُمْ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ، وَيْلَكُمْ اتَّقُوا اللَّهَ ، فَوَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ حَقًّا ، وَأَنِّي جِئْتُكُمْ بِحَقٍّ فَأَسْلِمُوا"، قَالُوا: مَا نَعْلَمُهُ، قَالُوا: لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَهَا: ثَلَاثَ مِرَارٍ، قَالَ:" فَأَيُّ رَجُلٍ فِيكُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ؟ قَالُوا: ذَاكَ سَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا ، وَأَعْلَمُنَا وَابْنُ أَعْلَمِنَا، قَالَ:" أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ؟" قَالُوا: حَاشَى لِلَّهِ مَا كَانَ لِيُسْلِمَ، قَالَ:" أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ؟" قَالُوا: حَاشَى لِلَّهِ مَا كَانَ لِيُسْلِمَ، قَالَ:" أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ؟" قَالُوا: حَاشَى لِلَّهِ مَا كَانَ لِيُسْلِمَ، قَالَ:" يَا ابْنَ سَلَامٍ ، اخْرُجْ عَلَيْهِمْ" ، فَخَرَجَ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ، اتَّقُوا اللَّهَ، فَوَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ وَأَنَّهُ جَاءَ بِحَقٍّ، فَقَالُوا: كَذَبْتَ، فَأَخْرَجَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ".

ترجمہ: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف

لائے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی سواری پر پیچھے بیٹھے ہوئے تھے ۔ابو بکر رضی اللہ عنہ بوڑھے ہو گئے تھے اور ان کو لوگ پہچانتے بھی تھے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی جوان معلوم ہوتے تھے اور آپ کو لوگ عام طور سے پہچانتے بھی نہ تھے ۔ بیان کیا کہ اگر راستہ میں کوئی ملتا اور پوچھتا کہ اے ابو بکر! یہ تمہارے ساتھ کون صاحب ہیں؟ تو آپ جواب دیتے کہ یہ میرے ہادی ہیں، مجھے راستہ بتاتے ہیں پوچھنے والا یہ سمجھتا کہ مدینہ کا راستہ بتلانے والا ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مطلب اس کلام سے یہ تھا کہ آپ دین و ایمان کا راستہ بتلاتے ہیں ۔ایک مرتبہ ابو بکر رضی اللہ عنہ پیچھے مڑے تو ایک سوار نظر آیا جو ان کے قریب آچکا تھا۔انہوں نے کہا: یارسول اللہ! یہ سوار آگیا اور اب ہمارے قریب ہی پہنچنے والا ہے ۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے مڑ کر دیکھا اور دعا فرمائی کہ اے اللہ! اسے گرا دے چنانچہ گھوڑی نے اسے گرا دیا۔ پھر جب وہ ہنہناتی ہوئی اٹھی تو سوار (سراقہ) نے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی جگہ کھڑا رہ اور دیکھ کسی کو ہماری طرف نہ آنے دینا۔راوی نے بیان کیا کہ وہی شخص جو صبح آپ کے خلاف تھا شام جب ہوئی تو آپ کا وہ ہتھیار تھا دشمن کو آپ سے روکنے لگا۔اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ پہنچ کر) حرہ کے قریب اترے اور انصار کو بلا بھیجا۔اکابر انصار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں کو سلام کیا اور عرض کیا آپ سوار ہو جائیں آپ کی حفاظت اور فرمانبرداری کی جائے گی، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سوار ہو گئے اور ہتھیار بند انصار نے آپ دونوں کو حلقہ میں لے لیا۔اتنے میں مدینہ میں بھی سب کو معلوم ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا چکے ہیں سب لوگ آپ کو دیکھنے کے لیے بلندی پر چڑھ گئے اور کہنے لگے کہ اللہ کے نبی آگئے ۔اللہ کے نبی آگئے ۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف چلتے رہے اور (مدینہ پہنچ کر) ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس سواری سے اتر گئے ۔عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ (ایک یہودی عالم نے) اپنے گھر والوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سنا، وہ اس وقت اپنے ایک کھجور کے باغ میں تھے

اور کھجور جمع کر رہے تھے انہوں نے (سنتے ہی) بڑی جلدی کے ساتھ جو کچھ کھجور جمع کر چکے تھے اسے رکھ دینا چاہا جب آپ کی خدمت میں وہ حاضر ہوئے تو جمع شدہ کھجوریں ان کے ساتھ ہی تھیں۔انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنیں اور اپنے گھر واپس چلے آئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے (نانہالی) اقارب میں کس کا گھر یہاں سے زیادہ قریب ہے؟ ابوایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرا اے اللہ کے نبی! یہ میرا گھر ہے اور یہ اس کا دروازہ ہے فرمایا (اچھا تو جاؤ) دوپہر کو آرام کرنے کی جگہ ہمارے لیے درست کرو ہم دوپہر کو وہیں آرام کریں گے۔ابوایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا پھر آپ دونوں تشریف لے چلیں،اللہ مبارک کرے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی ان کے گھر میں داخل ہوئے تھے کہ عبداللہ بن سلام بھی آگئے اور کہا کہ" میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور یہ کہ آپ حق کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں،اور یہودی میرے متعلق اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں ان کا سردار ہوں اور ان کے سردار کا بیٹا ہوں اور ان میں سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور ان کے سب سے بڑے عالم کا بیٹا ہوں، اس لیے آپ اس سے پہلے کہ میرے اسلام لانے کا خیال انہیں معلوم ہو، بلایئے اور ان سے میرے بارے میں دریافت فرمایئے، کیونکہ انہیں اگر معلوم ہو گیا کہ میں اسلام لا چکا ہوں تو میرے متعلق غلط باتیں کہنی شروع کر دیں گے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلا بھیجا اور جب وہ آپ کی خدمت حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اے یہودیو! افسوس تم پر، اللہ سے ڈرو، اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تم لوگ خوب جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسول برحق ہوں اور یہ بھی کہ میں تمہارے پاس حق لے کر آیا ہوں، پھر اب اسلام میں داخل ہو جاؤ،انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح تین مرتبہ کہا۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔اچھا عبداللہ بن سلام تم میں کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے، ہم میں سب سے زیادہ جاننے والے اور ہمارے سب سے

بڑے عالم کے بیٹے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ اسلام لے آئیں۔پھر تمہارا کیا خیال ہوگا۔ کہنے لگے اللہ ان کی حفاظت کرے، وہ اسلام کیوں لانے لگے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن سلام! اب ان کے سامنے آجاؤ۔عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ باہر آگئے اور کہا: اے یہود! اللہ سے ڈرو، اس اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں تمہیں خوب معلوم ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور یہ کہ آپ حق کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں۔یہودیوں نے کہا تم جھوٹے ہو۔پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے باہر چلے جانے کے لیے فرمایا۔

اس روایت کو امام بخاری نے کتاب الانبیاء اور کتاب مناقب الانصار میں نقل کیا ہے۔

حزبی اخوانیوں نے یہی یہودیوں کا طریقہ اپنالیا ہے کہ جو ان کے ساتھ ہوگا اسے یہ آسمان کی بلندی پر پہونچادیں گے، اور جو انکا مخالف ہوگا اسے تحت الثری میں پہونچادیں گے، اس پر ہر طرح کا الزام اور بہتان لگادیں گے، اس میں وہ کسی کی حرمت اور احسان کا کوئی خیال نہیں کریں گے۔

اور جہاں تک ان کا یہ کہنا کہ کبار علماء کمیٹی ایک ماسونی فکر ہے، ایسے لوگوں سے میں کہوں گا کہ ماسونیت ایک یہودی تنظیم ہے، جس کا مقصد شریعتوں کو معطل کرنا اور انسان کے شہوانی جذبات کو بھڑکانا ہے، مادے کی پرستش کرنا سکھانا ہے، کیا کبار علماء کمیٹی اس جانب دعوت دیتی ہے، اللہ کی لعنت ہو جھوٹوں پر؛ کبار علماء کمیٹی اہل علم اور باشرع متدین لوگوں پر مشتمل ہے جو تقوی والے ہیں، اللہ کے دین اور اسکی شریعت کے نشر کرنے میں اپنی زندگی کھپارہے ہیں، ہم انہیں ایسا ہی سمجھتے ہیں، اللہ ہی ہمارا اور انکا بہتر حساب لینے والا ہے۔

کیا ماسونیت کی فکر اس طرح ہوتی ہے؟!! ایسا کہنا سروری خارجی تکفیری سوچ اور فکر ہے؛ اللہ ہی اس طرح کا الزام لگانے والوں سے انتقام لے گا۔

اس کی ابتداء گمراہ، بدخواہ، بدعتی محمد سرور نے کی ہے مملکت سعودی عرب کے تعلق سے ایسی باتیں

کہی ہیں جن سے اس ملک کی تکفیر لازم آتی ہے، اسکا خیال ہے کہ یہاں لوگوں کا اصل حاکم امریکہ ہے، یہ بیہودہ ایسی بات برطانیہ کی راجدھانی لندن میں رہ کر کہہ رہا ہے۔

میرے بھائیو! ذرا سوچو۔

آخر کفار کی پرستش کونے کا اہل کون ہے؛ یہ آزاد ملک سعودی عرب اور اسکے حکام و رعایا؟! یا پھر وہ محمد سرور جو برطانیہ کے اندر وہاں کی کافر حکومت کے رحم و کرم پر رہ رہا ہے، ایک کافر ملک کی پناہ لیکر اسی کی روٹی کھا رہا ہے؟! فیصلہ قارئین کرام کے ہاتھ میں ہے۔

علمائے سعودیہ کے بارے میں کہتا ہے کہ یہ غلام کے غلام ہیں، مزید کہتا ہے کہ سعودی علماء باتوں کو صرف لیتے ہیں وہ اپنی طرف سے کچھ کہہ نہیں سکتے، اسی طرح وہاں کی حکومت کی حالت ایک پولیس کی ہے جو خطے میں صرف اوامر کو نافذ کرتی ہے۔

میں کہوں گا کہ حیاء اور ایمان کی نعمت سب سے بڑی نعمت ہے، جب یہ دونوں نعمتیں ایک انسان سے ختم ہو جاتی ہیں تو پھر وہ بے شرمی سے جو چاہتا ہے بکتا رہتا ہے، جس پر چاہتا ہے بہتان اور الزام لگاتا رہتا ہے۔

حقیقت یہ ہیکہ سعودی حکومت اپنے ملک کے علماء کی قدر کرتی ہے، ان کا حد درجہ احترام کرتی ہے، ایسا احترام کسی دوسرے ملک میں نہیں پایا جاتا، یہاں کا حاکم اور وزیر علماء کے گھروں میں انکی زیارت کرنے جاتے ہیں، ملک خالد بن عبدالعزیز نے شیخ ابن باز کی زیارت کی، ملک فہد نے شیخ ابن عثیمین کی قصیم جا کر زیارت کی، اسی طرح ولی عہد بھی علماء کی زیارت کرتے ہیں۔

ساتھ ہی یہ حکومت عدالتوں میں شریعت کو نافذ کرتی ہے، اور بعض مشکل امور میں کبار علماء کمیٹی ہی حل پیش کرتی ہے، اور پھر حکومت انہیں کی بات مانتی ہے، چنانچہ یہ شریعت کی روشنی میں جو فیصلے کر دیتے ہیں وہی نافذ کیا جاتا ہے۔

اور اخیر میں یہ کہوں گا کہ یہاں کی حکومت اور علماء پر اس طرح کے الزامات، جھوٹ اور بہتان وہی لگاتے ہیں جن کا عقیدہ خوارج جیسا ہوتا ہے، جن کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ دوزخ کے کتے ہیں، اور ایک دوسری جگہ فرمایا کہ یہ سب سے بری مخلوق ہیں۔

اور ایک تیسری جگہ فرمایا کہ اگر میں انہیں پا جاؤں تو قوم عاد کی طرح مار کر تباہ کر دوں۔ اور ایک دوسری روایت میں قوم ثمود کا ذکر ہے۔

اور ایک مرتبہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے ان خوارج کے بارے میں فرمایا:

تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ، وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ، وَيَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ) ترجمہ: تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلہ میں حقیر سمجھو گے، ان کے روزوں کے مقابلہ میں تمہیں اپنے روزے اور ان کے عمل کے مقابلہ میں تمہیں اپنا عمل حقیر نظر آئے گا اور وہ قرآن مجید کی تلاوت بھی کریں گے لیکن قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو پار کرتے ہوئے نکل جاتا ہے۔

ایک اور جگہ آپ ﷺ نے فرمایا: خوش خبری ہے ان لوگوں کیلئے جنہیں یہ خوارج قتل کرتے ہیں یا جو ان خوارج کو قتل کرتے ہیں۔

یہ سارے اقوال نبی مصطفی، رسول مجتبی ﷺ کی طرف سے صادر ہوئے ہیں جو اپنی خواہش نفس سے کلام نہیں کرتے، ارشاد باری ہے: {وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَى [3] إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى} ترجمہ: اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں [3] وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔

تعجب اس بات پر ہے کہ یہ سارے اوصاف خوارج کے وجود سے قبل ہی ان کے بارے میں بتا دیئے گئے تھے۔

کیونکہ انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں خروج کیا تھا، چنانچہ آپ کی تکفیر کی اور ابوبکر و عمر کے سوا تمام صحابہ کی تکفیر کر ڈالی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے چچازاد بھائی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کے پاس مناظرہ کرنے کیلئے بھیجا، آپ نے جا کر ان سے مناظرہ کیا تو کچھ لوگوں نے توبہ کرلیا اور کچھ اپنی تکفیری خارجیت پر باقی رہے، اور جب ان لوگوں نے عبداللہ بن خباب کو قتل کر دیا، انکی لونڈی کے پیٹ کو چاک کر دیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کیا اور بری طرح انہیں قتل کیا، آج تک انکی نسل باقی ہے۔

ان خوارج کا عقیدہ تھا کہ انکے ساتھ نہیں ہے وہ دوزخی ہے، اور آج کے خوارج کا بھی یہی عقیدہ ہے، یہ خروج کو جائز سمجھتے ہیں، اور حکام کو خصوصی طور پر اور رعایا کو عمومی طور پر کافر مانتے ہیں، اس طرح یہ کتاب اللہ اور سنت رسول دونوں کی مخالفت کرتے ہیں، کیونکہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا ہے: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا} ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور ان کا بھی جو تم میں سے حکم دینے والے ہیں، پھر اگر تم کسی چیز میں جھگڑ پڑو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے زیادہ اچھا ہے۔

اسی طرح ایک حدیث میں وارد ہوا ہے:

عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: " جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُطِيعٍ، حِينَ كَانَ مِنْ أَمْرِ الْحَرَّةِ مَا كَانَ زَمَنَ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ: اطْرَحُوا لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ وِسَادَةً، فَقَالَ: إِنِّي لَمْ آتِكَ لِأَجْلِسَ أَتَيْتُكَ لِأُحَدِّثَكَ حَدِيثًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُهُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: مَنْ خَلَعَ يَدًا

مِنْ طَاعَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا حُجَّةَ لَهُ، وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً "۔

ترجمہ: سیدنا نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عبداللہ بن مطیع کے پاس آئے جب حرہ کا واقعہ ہوا یزید بن معاویہ کے زمانہ میں، اس نے مدینہ منورہ پر لشکر بھیجا اور مدینہ والے حرہ میں جو ایک مقام ہے مدینہ سے ملا ہوا قتل ہوئے اور طرح طرح کے ظلم مدینہ والوں پر ہوئے۔ عبداللہ بن مطیع نے کہا: ابوعبدالرحمٰن (یہ کنیت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی) کے لیے توشک بچھاؤ۔ انہوں نے کہا: میں اس لیے نہیں آیا کہ بیٹھوں بلکہ ایک حدیث تجھ کو سنانے کے لیے آیا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ”جو شخص اپنا ہاتھ نکال لے اطاعت سے وہ قیامت کے دن اللہ سے ملے گا اور کوئی دلیل اس کے پاس نہ ہو گی اور جو شخص مر جائے اور کسی سے اس نے بیعت نہ کی ہو تو اس کی موت جاہلیت کی سی ہو گی۔“

اسی طرح ایک دوسری روایت میں وارد ہوا ہے: (مَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا حُجَّةَ لَهُ، وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً ") ترجمہ: ”جو شخص اپنا ہاتھ نکال لے اطاعت سے وہ قیامت کے دن اللہ سے ملے گا اور کوئی دلیل اس کے پاس نہ ہوگی اور جو شخص مر جائے اور کسی سے اس نے بیعت نہ کی ہو تو اس کی موت جاہلیت کی سی ہوگی۔“

صحیح مسلم کے اندر یہ حدیث بھی ہے: (عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا، فَمَاتَ عَلَيْهِ إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً ").

ترجمہ: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اپنے حاکم سے بری بات دیکھے وہ صبر کرے کیونکہ جو کوئی بادشاہ سے بالشت بھر جدا ہو پھر مرے اسی

حالت میں، اس کی موت جاہلیت کی سی موت ہوگی۔

صحیح مسلم کے اندر یہ حدیث بھی ہے: (عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: " مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً، وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ يَغْضَبُ لِعَصَبَةٍ أَوْ يَدْعُو إِلَى عَصَبَةٍ أَوْ يَنْصُرُ عَصَبَةً فَقُتِلَ فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ، وَمَنْ خَرَجَ عَلَى أُمَّتِي يَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا وَلَا يَتَحَاشَى مِنْ مُؤْمِنِهَا، وَلَا يَفِي لِذِي عَهْدٍ عَهْدَهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ ") ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص حاکم کی اطاعت سے باہر ہو جائے اور جماعت کا ساتھ چھوڑ دے پھر وہ مرے تو اس کی موت جاہلیت کی سی ہوگی اور جو شخص اندھے جھنڈے کے تلے لڑے (جس لڑائی کی درستی شریعت سے صاف صاف ثابت نہ ہو) غصہ ہو قوم کے لحاظ سے یا بلاتا ہو قوم کی طرف یا مدد کرتا ہو قوم کی اور اللہ کی رضا مندی مقصود نہ ہو، پھر مارا جائے تو اس کا مارا جانا جاہلیت کے زمانے کا سا ہوگا اور جو شخص میری امت پر دست درازی کرے اور اچھے اور بروں کو ان میں کے قتل کرے اور مؤمن کو بھی نہ چھوڑے اور جس سے عہد ہوا ہو، اس کا عہد پورا نہ کرے تو وہ مجھ سے علاقہ نہیں رکھتا اور میں اس سے تعلق نہیں رکھتا۔“ (یعنی وہ مسلمان نہیں ہے۔)

سیدنا حذیفہ کی حدیث میں وارد ہوا ہے:

(فَمَا تَرَى إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ؟، قَالَ: تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ، فَقُلْتُ: فَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ؟، قَالَ: فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ عَلَى أَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ ".)

ترجمہ: اگر اس زمانہ کو میں پاؤں تو کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہ اور ان کے امام کے ساتھ رہ۔“ کہا: اگر جماعت اور امام نہ ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: "توسب فرقوں کو چھوڑ دے اور اگرچہ ایک درخت کی جڑ دانت سے چباتا رہے مرتے دم تک۔"

سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: (وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، قَالَ: إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللَّهِ فِيهِ بُرْهَانٌ ".) ترجمہ: اور ہم جھگڑا نہ کریں گے اس شخص کی خلافت میں جو اس کے لائق ہو" مگر جب کھلا کفر دیکھیں جو اللہ تعالیٰ کے پاس حجت ہو۔"

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں وارد ہوا ہے: (أَفَلَا نُقَاتِلُهُمْ، قَالَ: لَا مَا صَلَّوْا ".) ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم ایسے امیروں سے لڑائی نہ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں جب تک وہ نماز پڑھا کریں۔" (اور نماز بھی چھوڑ دیں تو ان کو مارو اور امارت سے موقوف کردو۔)

یہ ساری حدیثیں صبر کرنے، خروج نہ کرنے اور حکام سے لڑائی نہ کرنے پر ابھارتی ہیں، سلفی علماء نے ان نصوص کی روشنی میں بہت کچھ لکھا ہے، سوالات کا جواب دیا ہے، خروج کی حرمت پر مناظرہ کیا ہے، مگر اللہ اور اسکے رسول کے احکام وفرامین کو ایک اچھا مومن ہی مانتا ہے۔

خلاصہ یہ ہیکہ جو کبار علماء کمیٹی کو ماسونی فکر بتلائے وہ علمائے مسلمین کی تکفیر کرتا ہے، وہ علماء جو انبیاء کے وارث ہیں، جو اللہ کی شریعت کو پھیلاتے ہیں، اسکے دین کی مدد کرتے ہیں، اسکے کلمے کو سربلند رکھنے کیلئے شب وروز جہاد کرتے ہیں، اللہ سے دعاء ہے کہ ان پر الزام لگانے والوں کو سرعام رسوا کرے اور دنیا وآخرت ہر دونوں جگہ انہیں ذلیل کرے۔

اللہ ہی اپنے بندوں میں جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ اور رسوا کردیتا ہے، اس سے کوئی سوال نہیں بندے ہی سے سوال کئے جائیں گے۔

۞۞۞

سوال نمبر ۴۸:

فضیلۃ الشیخ احمد بن یحی النجمی حفظہ اللہ

ان حزبی دعوتوں اور تحریکوں میں شامل ہونے والے مسلمان بھائیوں کو نصیحت فرمائیں، جو منہج سلف سے دور ہیں۔

نیز اس شخص کے تعلق سے آپ کی کیا رائے ہے جو یہ کہتا ہو کہ اس طرح کی آگاہی اور نصیحتوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے؛ کیونکہ اس سے اختلاف ہوتا ہے، مسلمانوں کی جماعت میں ٹوٹ پھوٹ ہوتا ہے؟ وجزاکم اللہ خیرا۔

جواب:

حقیقت یہ ہیکہ اختلاف اور ٹوٹ پھوٹ حزبی دعوتوں اور جماعتی تحریکوں سے ہوتا ہے، اور جہاں تک سلفیوں کا تعلق ہے تو یہ صرف کتاب اللہ اور سنت رسول کی طرف دعوت دیتے ہیں، یہ اختلاف اور فرقہ وجماعت کی طرف کبھی دعوت نہیں دیتے، یہ اسی توحید، روزہ اور نماز کی طرف دعوت دیتے ہیں جن کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعوت دیتے تھے، اسی طرح ہر اس اطاعت اور نیکی کی طرف بلاتے ہیں جس میں اللہ کی رضا جوئی ہو، جبکہ یہ حزبی اور تحریکی عجیب وغریب امور لاتے ہیں، انہیں آپ دیکھیں گے نوافل میں خوب محنت کرتے ہیں جو کہ واجب نہیں ہے، اور جو واجب ہے اسے ترک کر دیتے ہیں جیسے عقائد کہ جن کے بغیر کسی بندے کا اسلام ہی درست نہیں ہوسکتا، چنانچہ یہ توحید کے باب میں تساہل سے کام لیتے ہیں، شرک کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ پچھڑا ہوا شرک ہے یعنی بت پرستی کو کہتے ہیں۔

چنانچہ جو شرکیہ امور پر کلام کرتا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ پچھلے دور کے بارے میں گفتگو کر رہا ہے، سبحان اللہ العظیم! یہ کیا ہے! یقیناً ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور کی بات کرتے ہیں، ہم اسی دور کی طرف واپس جا کر کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرتے ہیں، اور ان تمام چیزوں کو لیتے ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت

ہیں، ہم انہیں کو لیتے ہیں جن پر سلف صالحین قائم تھے، اور ان میں سرفہرست خلفائے راشدین اور تمام صحابہ کرام شامل ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب حدیث افتراق کے اندر سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(افترقَت اليهود إحدى وسبعين فرقة وافترقت النصارى عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً، قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي)

ترجمہ: یہود اکہتر فرقوں میں بٹ گئے اور نصاری بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، اور ایک فرقہ کو چھوڑ کر باقی سبھی جہنم میں جائیں گے، صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ کون سی جماعت ہوگی؟ آپ نے فرمایا: "یہ وہ لوگ ہوں گے جو میرے اور میرے صحابہ کے نقش قدم پر ہوں گے۔

آخر ہم اس منہج پر کیسے قائم رہ سکتے ہیں جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ تھے جب تک ہم حدیثوں کی معرفت نہیں رکھیں گے، حدیث کی کتابوں کو نہیں پڑھیں گے؟!

اور جہاں تک ان حزبیوں کا تعلق ہے تو انکا عمل بلا شبہ باطل ہے، گمراہی ہے، دعاء ہے کہ اللہ ہم سب کو ہدایت سے نوازے۔

بعض سلف نے کہا: جو ہم سے اپنا عقیدہ چھپاتا ہے اسکا میل جول نہیں چھپ سکتا ہے۔

یعنی جو جس جماعت اور گروہ کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں وہ ہم سے نہیں چھپ سکتا، چنانچہ جو حزبیوں کے ساتھ اٹھے بیٹھے وہ بھی انہیں کی طرح حزبی ہوتا ہے، اسی لئے شاعر نے کہا ہے:

یقاس المرء بالمرء ...إذا ما هو ماشاه

قیاس النعل بالنعل... إذا ما هو حاذاه

وللشيء على الشيء ... مقاييس وأشباه
وللقلب على القلب ... دليل حين يلقاه

ترجمہ: آدمی کو آدمی پر قیاس کیا جاتا ہے جب وہ وہی چاہتا ہے جو وہ چاہتا ہے۔
جوتے کو جوتے سے ماپا جاتا ہے جب وہ اسکے مدمقابل میں ہوتا ہے۔
ایک چیز کو دوسری چیز کیلئے مقیاس اور معیار بنایا جاتا ہے۔
اور دل پر دل کیلئے دلیل ہے جب وہ اس سے ملتا ہے۔

دعاء ہے کہ اللہ سب کو توفیق دے، ہم صرف کتاب اللہ اور سنت رسول کی طرف دعوت دیتے ہیں، اور اس منہج کی طرف جس پر سلف صالح قائم تھے، اس کے سوا ہم کسی دوسری چیز کی طرف دعوت نہیں دیتے ہیں، اور ہم لوگوں سے کہتے ہیں: ہم پر سب سے پہلے یہ واجب ہے کہ ہم توحید سے اپنی دعوت کا آغاز کریں، چنانچہ ہم سب سے پہلے توحید کی دعوت دیں، اور یہ کہ ہماری دعوت کی بنیاد توحید ہی ہو۔

ہم اصول اور قواعد کا اہتمام زیادہ کریں، اور دوسری چیزیں جن کا تعلق نوافل سے ہے ان پر بھی اگر عمل کریں تو کوئی حرج نہیں ہے، مگر یہ اصولوں کو پورا کرنے کے بعد ہو، مگر اصولوں کو چھوڑ کر لوگوں سے مطالبہ کریں کہ اجتماعی طور پر روزہ رکھنا ہے، اجتماعی طور پر قیام اللیل کرنا ہے، یا اس طرح کی دوسری چیزیں اور ہم شریعت میں اپنی طرف سے ایسی چیزیں واجب کرنے لگ جائیں جنہیں شریعت نے واجب نہیں کیا ہے تو یہ درست نہیں ہے۔

یہ بہت بڑی غلطی ہے، یہ اللہ کی شریعت میں قانون سازی ہے جس کی کوئی دلیل نہیں ہے، ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ سے ڈریں، ہم اسکی کتاب اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی طرف رجوع کریں، اسی میں بہتری ہے، کیونکہ جو ایسی چیز کو واجب کرے گا جو شریعت میں واجب نہیں ہوگا تو گویا اس نے اللہ کے مقابلے میں قانون سازی کی، اور وہ اس آیت کے عموم میں داخل ہو جائے گا جس میں اللہ تبارک وتعالی

نے فرمایا ہے: {أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ} ترجمہ: یا ان کے لیے کچھ ایسے شریک ہیں جنھوں نے ان کے لیے دین کا وہ طریقہ مقرر کیا ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی اور اگر فیصلہ شدہ بات نہ ہوتی تو ضرور ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا اور بے شک جو ظالم ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

۞۞۞

سوال نمبر ۴۹:

فضیلۃ الشیخ احمد بن یحیی النجمی حفظہ اللہ۔

اس شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو کچھ لوگوں کو چند معلوم دنوں کیلئے روزہ رکھنے پر مجبور کرتا ہے، مثلاً وہ بعض نوجوانوں سے کہتا ہے کہ جمعرات کے دن فلاں کے گھر افطاری ہے، اس طرح میزبان اس دن روزہ رکھنے پر مجبور ہوتا ہے، کیونکہ اسے شرم آتی ہے کہ کچھ نوجوان اسکے گھر پر افطاری کریں اور وہ روزے سے نہ ہو، کیا اس میں کوئی شرعی ممانعت ہے یا نہیں؟

جواب:

اس طرح کرنا بہت بڑی غلطی ہے، ہم ان لوگوں کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ کون ہیں جو ایسی چیز کو واجب کرتے ہیں جسے اللہ نے واجب نہیں کیا ہے، اور کہتے ہیں کہ یہ تعلیم کی غرض سے ہوتا ہے، یا خیر میں تعاون کے باب سے ہوتا ہے، نہیں، یہ باطل ہے، اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ گویا اللہ اور اسکے رسول کے مدمقابل خود کو قانون ساز بناتا ہے اور وہ ایسی چیزوں کو واجب کرتا ہے جسے اللہ نے واجب نہیں کیا ہے، کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے: {أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ} ترجمہ: یا ان کے

لیے کچھ ایسے شریک ہیں جنھوں نے ان کے لیے دین کا وہ طریقہ مقرر کیا ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی اور اگر فیصلہ شدہ بات نہ ہوتی تو ضرور ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا اور بے شک جو ظالم ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اور خود نبی اکرم ﷺ نے اس طرح کی کوئی چیز واجب نہیں کی ہے کہ واجبی طور پر قیام اللیل کرنا ہے یا کسی خاص دن واجبی طور پر نفل روزہ رکھنا ہے، یا اس طرح کی کوئی دوسری چیز، اسلئے اس طرح کے کام جو حزبی کرتے ہیں باطل ہے، ان پر ضروری ہے کہ وہ اللہ سے ڈریں، اور اس سے توبہ کریں۔

سوال نمبر ۵۰:

فضیلۃ الشیخ احمد بن یحیی النجمی حفظہ اللہ،

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

شیخ! میرے پاس ایک شبہہ ہے جسے بعض جماعتی اور تحریکی پیش کرتے ہیں، اور وہ امارت کا شبہہ ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سفر میں امیر بنانے کا حکم دیا ہے جبکہ سفر معمولی مسافت ہوتی ہے، پھر ہم اس دنیا کیلئے امیر کیوں نہ بنائیں جو کہ ایک طویل مسافت ہے، وہ امیر ہمیں خیر پر ابھارے گا، ہماری صفوں کو منظم رکھے گا، وہ اس کیلئے یہ استدلال کرتے ہیں کہ جس طرح حاکم کے علاوہ بیعت کرنا جائز ہے اسی طرح امیر بنانا بھی جائز ہے، اسلئے مجھے آپ سے امید ہے کہ اس مسئلے کی شرعی نصوص کی روشنی میں وضاحت فرمائیں گے، جزاکم اللہ خیرا۔

جواب:

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، وعلی آلہ وصحبہ۔

وبعد: سفر میں امیر بنانے والی حدیث سنن ابی داود میں موجود ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا خَرَجَ ثَلَاثَةٌ فِي سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوا أَحَدَهُمْ".

ترجمہ: سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تین افراد کسی سفر میں ہوں تو ہوئے کہ اپنے میں سے کسی ایک کو امیر بنالیں"۔

عون المعبود کے اندر خطابی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ سفر میں اسلئے امیر بنانے کا حکم ہے تاکہ سب کا معاملہ ایک رہے، وہ آپس میں اختلاف رائے نہ رکھیں، اور نہ ہی ان کے درمیان اختلاف پیدا ہو اور نہ ہی وہ ادھر ادھر بکھرنے پائیں، اور حدیث کے حکم کے تعلق سے امام ترمذی خاموش ہیں۔

یہاں تین سے مراد جماعت ہے اور جماعت کی کم عدد تین ہے، اسی لئے انہیں امیر چننے کا حکم دیا گیا ہے کہ کسی ایک کو امیر بنالیں۔

اور جہاں تک ان حزبیوں کا اس حدیث سے استدلال کرنے کا تعلق ہے تو یہ باطل استدلال ہے، اسکے چند وجوہات ہیں:

پہلی وجہ: اللہ ہی شریعت سازی کرتا ہے اور اسکے رسول اسکی شریعت کے مبلغ ہیں، کسی کیلئے شریعت سازی کرنا جائز نہیں ہے، شریعت اسی کو مانا جائے گا جسے اللہ اور اسکے رسول نے بتایا ہو۔

دوسری وجہ: سفر اور حضر کے درمیان فرق واضح ہے؛ اسے ہر کوئی جانتا ہے، چنانچہ جو حضر یعنی جو مقیم ہوتے ہیں وہ امیر عام سے مربوط ہوتے ہیں، اب انکے لئے کسی صورت میں الگ سے امیر چننے کی اجازت نہیں ہے، ورنہ بدامنی پھیل سکتی ہے، نادانوں کا غلبہ ہوسکتا ہے، اور اچھے برے میں تمیز ختم ہوسکتی ہے، اور اللہ کی شریعت ان نادانیوں اور بیہودگیوں سے پاک ہے، چہ جائے کہ ان کی اجازت دے یا حکم دے۔

اللہ کی شریعت میں سلطان کے خلاف خروج کرنا حرام ہے، گرچہ وہ سلطان فاسق اور ظالم ہی کیوں

نہ ہو، اس تعلق سے بہت سی احادیث وارد ہیں، انہیں میں سے صحیح مسلم کی یہ حدیث بھی ہے:

(عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "سَتَكُونُ أُمَرَاءُ فَتَعْرِفُونَ وَتُنْكِرُونَ، فَمَنْ عَرَفَ بَرِءَ وَمَنْ أَنْكَرَ سَلِمَ وَلَكِنْ مَنْ رَضِيَ". وَتَابَعَ، قَالُوا: أَفَلَا نُقَاتِلُهُمْ، قَالَ: لَا مَا صَلَّوْا ".) وفی روایۃ: (فَمَنْ أَنْكَرَ فَقَدْ بَرِيَ وَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ سَلِمَ ")

ترجمہ: ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قریب ہے کہ تم پر امیر مقرر ہوں تم ان کے اچھے کام بھی دیکھو گے اور برے کام بھی پھر جو کوئی برے کام کو پہچان لے وہ بری ہوا (اگر اس کو روکے ہاتھ یا زبان یا دل سے) اور جس نے برے کام کو برا جانا وہ بھی بچ گیا لیکن جو راضی ہوا برے کام سے اور پیروی کی اس کی (تباہ ہوا)۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم ایسے امیروں سے لڑائی نہ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں جب تک وہ نماز پڑھا کریں۔" (اور نماز بھی چھوڑ دیں تو ان کو مار و اور امارت سے موقوف کر دو۔)

اور ایک دوسری روایت میں ہے: جو کوئی برے کام کو برا جانے وہ گناہ سے بچا اور جس نے دل میں برا کہا وہ بھی بچا۔

اس حدیث کا مفہوم یہی ہے کہ بعض امراء کچھ ایسے کام انجام دیں گے جنہیں تم حق سمجھو گے اور کچھ ایسے کام انجام دیں گے جنہیں تم منکر اور باطل سمجھو گے، ایسی صورت میں جو اسے اپنے دل میں برا سمجھے گا اور اسکے بطلان کو جان کر ناپسند کرے گا وہ بری الذمہ ہو جائے گا اور جو اپنی زبان سے نکیر کرے گا وہ محفوظ ہو جائے گا۔

مگر حاکم پر نکیر کرنے کی شرط یہ ہیکہ وہ خفیہ طریقے سے نکیر کرے تاکہ قبول کرنے کے زیادہ لائق ہو اور سماج کیلئے زیادہ محفوظ ہو، معاشرے کے اندر اس سے ابتری نہ پھیلنے پائے، البتہ جو اس منکر سے

راضی ہوا اور اسکی متابعت کی وہ گنہگار ہوگا۔

اور جب صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ! ہم ایسے امیروں سے لڑائی نہ کریں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں جب تک وہ نماز پڑھا کریں۔"

اس سے پتہ چلا کہ حاکم کے خلاف خروج کرنا حرام ہے اس وقت تک جب تک وہ نماز قائم کرتا ہے۔

صحیح مسلم کے اندر یہ حدیث بھی ہے: (عن عَرْفَجَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّهُ سَتَكُونُ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ، فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُفَرِّقَ أَمْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَهِيَ جَمِيعٌ، فَاضْرِبُوهُ بِالسَّيْفِ كَائِنًا مَنْ كَانَ)، وفي رواية عَنْ عَرْفَجَةَ: (مَنْ أَتَاكُمْ وَأَمْرُكُمْ جَمِيعٌ عَلَى رَجُلٍ وَاحِدٍ، يُرِيدُ أَنْ يَشُقَّ عَصَاكُمْ، أَوْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ، فَاقْتُلُوهُ)

ترجمہ: سیدنا عرفجہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔" قریب ہیں فتنے اور فساد پھر جو کوئی چاہے اس امت کے اتفاق کو بگاڑنا تو اس کو تلوار سے مارو چاہے جو کوئی بھی ہو۔" اور عرفجہ ہی سے ایک دوسری روایت میں ہے: "جو شخص تمہارے پاس آئے اور تم سب ایک شخص کے اوپر جمے ہو۔ وہ چاہے تم میں پھوٹ ڈالنا اور جدائی تو اس کو مار ڈالو۔"

اسی طرح صحیح مسلم کے اندر یہ حدیث بھی ہے: (عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا بُويِعَ لِخَلِيفَتَيْنِ فَاقْتُلُوا الْآخَرَ مِنْهُمَا".)

ترجمہ: سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب دو خلیفہ سے بیعت کی جائے تو جس سے اخیر میں بیعت ہوئی ہو اس کو مار ڈالو" (اس لیے کہ اس

کی خلافت پہلے خلیفہ کے ہوتے ہوئے باطل ہے)۔

اور صحیح مسلم کے اندر کتاب الامارہ میں یہ حدیث آئی ہے: (عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ رَبِّ الْكَعْبَةِ، قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ، وَالنَّاسُ مُجْتَمِعُونَ عَلَيْهِ، فَأَتَيْتُهُمْ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: " كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَمِنَّا مَنْ يُصْلِحُ خِبَاءَهُ، وَمِنَّا مَنْ يَنْتَضِلُ، وَمِنَّا مَنْ هُوَ فِي جَشَرِهِ إِذْ نَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ جَامِعَةً، فَاجْتَمَعْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِي إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ يَدُلَّ أُمَّتَهُ عَلَى خَيْرِ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ، وَيُنْذِرَهُمْ شَرَّ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ، وَإِنَّ أُمَّتَكُمْ هَذِهِ جُعِلَ عَافِيَتُهَا فِي أَوَّلِهَا، وَسَيُصِيبُ آخِرَهَا بَلَاءٌ وَأُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا، وَتَجِيءُ فِتْنَةٌ فَيُرَقِّقُ بَعْضُهَا بَعْضًا، وَتَجِيءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ هَذِهِ مُهْلِكَتِي ثُمَّ تَنْكَشِفُ، وَتَجِيءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ هَذِهِ هَذِهِ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ، وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ، فَلْتَأْتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَلْيَأْتِ إِلَى النَّاسِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْهِ وَمَنْ بَايَعَ إِمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ، فَلْيُطِعْهُ إِنِ اسْتَطَاعَ، فَإِنْ جَاءَ آخَرُ يُنَازِعُهُ فَاضْرِبُوا عُنُقَ الْآخَرِ ....الحدیث)

ترجمہ: زید بن وہب سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عبد رب کعبہ نے کہا کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے، اور لوگ ان کے ارد گرد جمع تھے میں ان کے پاس آیا اور ان کے پاس بیٹھ گیا تو عبداللہ نے کہا: ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہم ایک جگہ رکے ہم میں سے بعض نے اپنا خیمہ لگانا شروع کر دیا اور بعض تیر

اندازی کرنے لگے اور بعض وہ تھے جو جانوروں میں ٹھہرے رہے اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے آواز دی (الصلوہ جامعه) (یعنی) نماز کا وقت ہوگیا ہے، تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے قبل کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کے ذمے اپنے علم کے مطابق اپنی امت کی بھلائی کی طرف راہنمائی لازم نہ ہو اور برائی سے اپنے علم کے مطابق انہیں ڈرانا لازم نہ ہو، اور بیشک تمہاری اس امت کی عافیت ابتدائی حصہ میں ہے اور اس کا آخر ایسی مصیبتوں اور امور میں مبتلا ہوگا جسے تم ناپسند کرتے ہو اور ایسا فتنہ آئے گا کہ مومن کہے گا یہ میری ہلاکت ہے پھر وہ ختم ہو جائے گا اور دوسرا ظاہر ہوگا تو مومن کہے گا یہی میری ہلاکت کا ذریعہ ہوگا جس کو یہ بات پسند ہو کہ اسے جہنم سے دور رکھا جائے اور جنت میں داخل کیا جائے تو چاہیئے کہ اس کی موت اس حال میں آئے کہ وہ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ اس معاملہ سے پیش آئے جس کے دیئے جانے کو اپنے لیے پسند کرے اور جس نے امام کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر دل کے اخلاص سے بیعت کی تو چاہیئے کہ اپنی طاقت کے مطابق اس کی اطاعت کرے اور اگر دوسرا شخص اس سے جھگڑا کرے تو دوسرے کی گردن مار دو۔

اسی طرح صحیح مسلم کے اندر یہ حدیث بھی ہے: (عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَهُوَ مَرِيضٌ، فَقُلْنَا حَدِّثْنَا: أَصْلَحَكَ اللَّهُ بِحَدِيثٍ يَنْفَعُ اللَّهُ بِهِ، سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: دَعَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَايَعْنَاهُ، فَكَانَ فِيمَا أَخَذَ عَلَيْنَا، " أَنْ بَايَعَنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا، وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا، وَأَثَرَةٍ عَلَيْنَا، وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، قَالَ: إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللَّهِ فِيهِ بُرْهَانٌ ".)

ترجمہ: جنادہ بن امیہ سے روایت ہے، ہم سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس گئے وہ بیمار

تھے۔ ہم نے کہا: بیان کرو ہم سے (اللہ تعالیٰ تم کو اچھا کرے)۔ ایسی کوئی حدیث ہے جس سے اللہ فائدے دے اور جس کو تم نے سنا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ انہوں نے کہا ہم کو بلایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، ہم نے آپ سے بیعت کی اور آپ نے جو عہد لیے ان میں یہ بھی بتایا کہ ہم بیعت کرتے ہیں بات سننے اور اطاعت کرنے پر خوشی اور ناخوشی میں، سختی اور آسانی میں اور ہماری حق تلفیاں ہونے میں اور ہم جھگڑا نہ کریں گے اس شخص کی خلافت میں جو اس کے لائق ہو" مگر جب کھلا کفر دیکھیں جو اللہ تعالیٰ کے پاس حجت ہو۔"

میں کہتا ہوں: اب آخر اس سے بڑی لڑائی کیا ہوسکتی ہے کہ امیر عام کے مقابلے میں الگ سے کسی امیر کے ہاتھ پر بیعت لی جائے؟!

اس وقت آخر آپ کا کیا موقف ہوگا جب پہلا امیر حاکم عام آپ کو کوئی حکم دے اور دوسرا امیر آپ کو اس سے روکے، اب آپ کس کی اطاعت کریں گے، کیا آپ حاکم عام کی اطاعت کریں گے یا دوسرے امیر کی اور حاکم عام کی اطاعت ترک کردیں گے؟

اگر آپ نے پہلے کی اطاعت کی اور دوسرے کی ترک کردی تو آپ صحیح موقف پر ہوں گے، یہاں پر یہ جاننا بھی واجب ہے کہ آپ نے پہلے کی اطاعت کرکے اور دوسرے کی ترک کرے یہ اعتراف کرلیا کہ دوسرے کی بیعت باطل ہے، اسکی کوئی بنیاد نہیں ہے۔

اور اگر آپ نے دوسرے کی اطاعت کرلی اور پہلے کی ترک کردی حالانکہ پہلے اسی سے بیعت کیا تھا، اسی کے ہاتھ میں آپ نے ہاتھ دے کر دل کے اخلاص سے بیعت کی تھی، چنانچہ ایسی صورت میں اب آپ نے اپنے رب کو غصہ کردیا، اور سماج کے اندر فتنہ برپا کرنے کا سبب بن گئے، اب اگر سماج کے اندر خون بہے گا تو اسکا سبب آپ ہوں گے، اسکا بوجھ آپ اٹھائیں گے جسے صرف اللہ ہی جانتا ہوگا، اگر حرمتوں کی پامالی ہوئی تو بھی اسکا سبب آپ ہی ہوں گے، اسکا بھی بوجھ آپ اٹھائیں گے جسے صرف اللہ

ہی جانتا ہوگا، اگر راستے مخدوش ہوئے تو بھی اسکا سبب آپ ہی ہوں گے اور اسکا بوجھ بھی آپ اٹھائیں گے جسے صرف اللہ ہی جانتا ہوگا، اسلئے آپ اپنے کرتوتوں پر غور فرمالیں، پھر اللہ سے توبہ کریں، کیونکہ توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔

اور اگر آپ کہتے ہیں کہ میری گردن میں کسی کی بیعت نہیں ہے، تو ہم کہیں گے کہ آپ کی طرف سے آپ کے شیخ نے قبیلے کے رئیس نے بیعت کرلی ہے، اسلئے آپ کی گردن میں بھی بیعت موجود ہے، آپ اسکا انکار کریں یا نہ کریں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: (إِنَّا لَا نَدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِي ذَلِكَ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ، فَارْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعُوا إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ. فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ، ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوا".) ترجمہ: اس طرح ہم اس کی تمیز نہیں کر سکتے کہ تم میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی ہے۔ اس لیے تم سب (اپنے اپنے ڈیروں میں) واپس جاؤ اور وہاں سے تمہارے وکیل تمہارا فیصلہ ہمارے پاس لائیں۔ چنانچہ سب لوگ واپس چلے گئے۔ اور ان کے سرداروں نے (جو ان کے نمائندے تھے) اس صورت حال پر بات کی پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو بتایا کہ سب نے بخوشی دل سے اجازت دے دی ہے۔

آپ ﷺ نے ان کے نمائندوں کی بیعت کو انکے ماتحتوں کی بیعت پر محمول کیا۔

اگر آپ کہتے ہیں کہ پہلے کی بیعت باطل ہے۔

تو ہم کہیں گے: کس وجہ سے باطل ہوئی؟

اگر آپ کہتے ہیں کہ سودی بینک کاری کی وجہ سے باطل ہوئی ہے۔

تو ہم کہیں گے کہ کیا آپ کے نزدیک سودی کاروبار موجب کفر ہے؟

اگر آپ ہاں کہتے ہیں، تو ہم کہیں گے کہ یہ تو خوارج کا مذہب ہے جو گناہ کبیرہ کی بنیاد پر مسلمانوں کی

تکفیر کرتے ہیں، اور انکے مخلد فی النار ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں، اسلئے وہ صرف انہیں کو مسلمان سمجھتے ہیں جو انکے مذہب اور عقیدے پر ہو۔

اور جہاں تک اہل سنت والجماعہ کا تعلق ہے تو یہ گناہ کی بنیاد پر کسی کی تکفیر نہیں کرتے گرچہ وہ گناہ کبیرہ ہی کیوں نہ ہو اور گرچہ اس نے اس کا ارتکاب بار بار کیا ہو۔

اگر آپ پوچھیں گے کہ اس پر کیا دلیل ہے؟

تو ہم کہیں گے کہ اس پر صحیح حدیث موجود ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: " أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَكْرَانَ، فَأَمَرَ بِضَرْبِهِ، فَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُهُ بِيَدِهِ، وَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُهُ بِنَعْلِهِ، وَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُهُ بِثَوْبِهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ رَجُلٌ: مَا لَهُ أَخْزَاهُ اللَّهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَكُونُوا عَوْنَ الشَّيْطَانِ عَلَى أَخِيكُمْ ".

ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نشہ میں لایا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مارنے کا حکم دیا۔ ہم میں سے بعض نے انہیں ہاتھ سے مارا، بعض نے جوتے سے مارا اور بعض نے کپڑے سے مارا۔ جب مار چکے تو ایک شخص نے کہا، کیا ہو گیا اسے؟ اللہ اسے رسوا کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو۔

یہاں آپ ﷺ نے اسے اسلامی بھائی قرار دیا باوجودیکہ وہ بار بار شراب پیتا تھا جو کہ ام الخبائث ہے، اسکے باوجود اسے اسلام سے خارج نہیں کیا گیا، بلکہ الٹا نبی اکرم ﷺ نے اس شخص پر نکیر کی جس نے اس پر بددعاء اور لعنت کی تھی۔

مزید اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا

بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ[9] إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ} ترجمہ: اور اگر ایمان والوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو دونوں کے درمیان صلح کرادو، پھر اگر دونوں میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس (گروہ) سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے، پھر اگر وہ پلٹ آئے تو دونوں کے درمیان انصاف کے ساتھ صلح کرادو اور انصاف کرو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ [9] مومن تو بھائی ہی ہیں، پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کراؤ اور اللہ سے ڈرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

یہاں پر اللہ تعالی نے آپس میں دونوں لڑنے والوں پر مطلق ایمان کو ثابت کیا ہے جبکہ نبی اکرم ﷺ نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ دونوں دوزخی ہیں جیسا کہ اس حدیث میں وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا، فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ ".

ترجمہ: سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب دو مسلمان اپنی تلوار لے کر بھڑیں تو مارنے والا اور جو مارا جائے دونوں جہنمی ہیں۔"

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا کہ مومن سے قتال کرنا کفر ہے، جیسا کہ اس حدیث میں وارد ہوا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ ".

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مسلمان کو گالی دینا (یا اس کا عیب بیان کرنا) فسق ہے (یعنی گناہ ہے اور ایسا کرنے والا فاسق ہو جاتا ہے) اور اس سے لڑنا کفر ہے۔“

یہاں پر کفر سے مراد کفران نعمت ہے، یعنی اس نے اسلامی اخوت کی نعمت کی ناشکری کی، اور یہ کفر اصغر میں سے ہے، اس سے واضح ہوا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر نہیں ہوتا گرچہ بار بار کرے جب تک کہ اسے حلال سمجھ کر نہ کرے، اگر حلال سمجھ لیا ہے تو پھر کافر ہو جائے گا گرچہ وہ اسکا ارتکاب نہ کرے۔

حافظ ابن حجر نے فتح الباری (١٠/٦٦) میں کہا: اس بات پر اتفاق ہے کہ شراب کا تھوڑا حصہ ہو یا زیادہ سب حرام ہے، جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے، اور اگر اس حرام کو کوئی حلال سمجھتا ہے تو وہ بالاتفاق کافر ہے۔

مگر سوال یہ ہیکہ یہاں استحلال سے کیا مراد ہے، ایک بندہ کسی حرام کو حلال سمجھتا ہے اسکا پتہ کیسے چلے گا؟

جواب:

استحلال دل کے عمل کو کہتے ہیں، یعنی دل میں بندہ ایک بالاتفاق حرام چیز کے حلال کا اعتقاد کرے، گرچہ وہ زبان سے اس کا اظہار نہ کرے، چنانچہ اگر کوئی زنا کے حلال کا اعتقاد کرے تو وہ کافر ہے گرچہ وہ زنا کا ارتکاب نہ کرے، لیکن اگر کوئی مسلمان زنا کا ارتکاب کرے مگر اسے حرام سمجھے تو وہ فاسق ہوگا، اسی طرح اگر کوئی شراب کی حلت کا اعتقاد کرے تو وہ بھی کافر ہے گرچہ وہ شراب نہ پیئے، لیکن اگر کوئی مسلمان شراب پیتا ہے مگر اسکی حرمت کا قائل ہے تو وہ فاسق ہوگا۔

اس بنیاد پر ہم کیسے کسی کی طرف سے پتہ لگائیں گے کہ وہ استحلال کا اعتقاد رکھتا ہے؟

جواب:

ہم اسکا پتہ اسکی گفتگو اور اس کے اظہار خیال سے لگائیں گے، مثلاً وہ یہ صراحت کے ساتھ کہے کہ

شراب حلال ہے، یا اسی طرح کہے کہ سود حلال ہے، زنا حلال ہے، یا وہ تحریری شکل میں کسی کتاب یا کسی فورم پر موجود ہو اور قائل کی طرف اس تحریر کی نسبت صحیح ہو، تیسری کوئی صورت نظر نہیں آتی؛ کیونکہ استحلا ل دل کا عمل ہے، اور دلوں پر صرف اللہ ہی مطلع ہوسکتا ہے۔

اس تحقیق سے بہر حال ان لوگوں کا یہ عقیدہ باطل قرار پاتا ہے کہ گناہ کبیرہ سے آدمی کافر ہو جاتا ہے، گرچہ وہ اسکا ارتکاب بار بار کرے، اسی طرح اس کے ذریعے کسی دوسرے کی بیعت بھی باطل ہو جاتی ہے، کیونکہ حکام پر خروج کی اجازت اور ان سے قتال کا جواز کفر صریح کے ساتھ معلق ہے، جس کے ساتھ ہمارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل بھی ہونی چاہئے۔

مزید یہ کہ حکام کی اطاعت کو اقامت نماز کے ساتھ مقید کر دیا گیا ہے، جیسا کہ حدیث کے الفاظ سے واضح ہوتا ہے: (أطيعوهم مَا أَقَامُوا فِيكُمُ الصَّلَاةَ) ترجمہ: ان کی اطاعت کرو جب تک وہ نماز کو تم میں قائم کرتے رہیں۔

اسی طرح حکام کی اطاعت کو معروف کے ساتھ مقید کر دیا گیا ہے، جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے: (لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق) ترجمہ: خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں ہے۔

حدیثوں کے اندر مزید ایک شرط کا اضافہ ہے اور وہ حسب استطاعت کی شرط ہے، جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے:

عَنْ أُمَيْمَةَ بِنْتَ رُقَيْقَةَ، تَقُولُ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نِسْوَةٍ، فَقَالَ لَنَا: " فِيمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَأَطَقْتُنَّ "، قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَرْحَمُ بِنَا مِنَّا بِأَنْفُسِنَا، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، بَايِعْنَا، قَالَ سُفْيَانُ: تَعْنِي: صَافِحْنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّمَا قَوْلِي لِمِائَةِ امْرَأَةٍ كَقَوْلِي لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ".

ترجمہ: سیدہ امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کئی عورتوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی، آپ نے ہم سے فرمایا: "اطاعت اس میں لازم ہے جو تم سے ہو سکے اور جس کی تمہیں طاقت ہو"، میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ہم پر خود ہم سے زیادہ مہربان ہیں، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم سے بیعت لیجئے (سفیان بن عیینہ کہتے ہیں: ان کا مطلب تھا مصافحہ کیجئے)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم سو عورتوں کے لیے میرا قول میرے اس قول جیسا ہے جو ایک عورت کے لیے ہے"۔

معلوم ہونا چاہئے کہ زبان ہی سے بیعت لینا عورتوں کے لیے کافی ہے مصافحہ کی ضرورت نہیں ہے۔(مترجم)۔

آخر حاکم عام کے علاوہ حالت حضر میں کسی دوسرے کو امیر بنانے اور کسی دوسرے سے بیعت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟!!

سوائے نفس پرستی اور گمراہ افکار کی پیروی کے کچھ نہیں ہے، یہ ان لوگوں کا شیوہ ہے جو منہج نبوی کو چھوڑ کر کسی نئے منہج پر قائم ہوتے ہیں، اسی لئے جب یہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اعراض کرتے ہیں تو بطور سزا کے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا جاتا ہے اور وہ پھر باطل کو حق سمجھنے لگتے ہیں، فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

اگر آپ کہتے ہیں کہ ہم نے دوسرے امیر سے بیعت حکومت و امامت پر نہیں بلکہ دینی کاز کی خاطر کی ہے، یعنی دعوت دین اور جہاد کی خاطر۔

تو ہم کہیں گے کہ اسلامی کاز کیلئے کسی امیر کی ضرورت نہیں ہے، اسے اللہ نے خود آپ پر فرض کیا ہے، اور وہ چیز آپ کو کتاب اللہ اور سنت رسول میں مل جائے گی، چنانچہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ[159] إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا

وَبَيَّنُوا فَأُولَئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ} ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو اس کو چھپاتے ہیں جو ہم نے واضح دلیلوں اور ہدایت میں سے اتارا ہے، اس کے بعد کہ ہم نے اسے لوگوں کے لیے کتاب میں کھول کر بیان کر دیا ہے، ایسے لوگ ہیں کہ ان پر اللہ لعنت کرتا ہے اور سب لعنت کرنے والے ان پر لعنت کرتے ہیں۔ [159] مگر وہ لوگ جنھوں نے توبہ کی اور اصلاح کر لی اور کھول کر بیان کر دیا تو یہ لوگ ہیں جن کی میں توبہ قبول کرتا ہوں اور میں ہی بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا ہوں۔

چنانچہ اب اگر آپ دعوت دین کا کام کرتے ہیں تو اس میں اللہ اور اسکے رسول کے حکم کی اطاعت اور فرمانبرداری میں کرتے ہیں، اگر آپ اس میں مخلص ہوں گے تو اسکا اجر آپ کو ملے گا لیکن اگر آپ اس کام کو اپنے امیر کی اطاعت میں کرو گے تو مجھے خوف ہے کہ آپ کا یہ عمل ریا کاری میں شمار نہ ہو جائے، پھر آپ کو اس پر کوئی اجر نہ ملے بلکہ الٹا ندامت کا سامنا کرنا پڑے۔

تیسری وجہ:

سفر میں امیر بنانے کا حکم خود شریعت کی طرف سے آیا ہے جو کہ صرف سفر کے ساتھ خاص ہے، جیسا کہ یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا خَرَجَ ثَلَاثَةٌ فِي سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوا أَحَدَهُمْ".

ترجمہ: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تین افراد کسی سفر میں ہوں تو ہوئے کہ اپنے میں سے کسی ایک کو امیر بنالیں“۔

حدیث کے الفاظ (إذا خرج) میں سفر کو مشروط طور پر پیش کیا گیا ہے، یعنی جب سفر کیلئے نکلیں تو حالت سفر میں اپنا خاص امیر بنالیں، گویا اگر حالت حضر میں یعنی مقیم ہوں تو الگ سے کسی امیر کی

ضرورت نہیں ہے۔

اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث سے بھی ظاہر ہوتا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " لَا يَحِلُّ لِثَلَاثَةِ نَفَرٍ يَكُونُونَ بِأَرْضِ فَلَاةٍ إِلَّا أَمَّرُوا عَلَيْهِمْ أَحَدَهُمْ.

ترجمہ: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین لوگوں کا کسی صحرائی علاقے میں سفر کرنا جائز نہیں ہے الا یہ کہ وہ اپنا کوئی امیر بنالیں۔(مسند احمد: ۲/ ۱۷۶)۔

علامہ البانی نے سلسلۃ الصحیحہ (۳/ ۳۱۴) کے اندر کہا ہے کہ اس حدیث کے سارے رواۃ ثقہ ہیں سوائے ابن لہیعہ ہے کہ ان کا حافظہ کمزور تھا۔

میں کہتا ہوں: اس حدیث کی تائید دیگر حدیثوں سے ہوجاتی ہے۔ اوراس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اس خاص امارت کی اجازت صرف سفر کے اندر ہے، اب اگر کوئی اس سے حالت اقامت میں بھی استدلال کرتا ہے تو وہ جاہل ہے اسے شریعت کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے، اسکے لئے مناسب یہی ہے کہ وہ اپنی جہالت لوگوں کے سامنے ظاہر نہ کرے، وباللہ التوفیق۔

۞۞۞

سوال نمبر ۵۱:

فضیلۃ الشیخ احمد بن یحیی النجمی حفظہ اللہ،

اس وقت کچھ ایسی کتابیں پائی جاتی ہیں جن کے اندران حزبی اورسیاسی جماعتوں پر کلام کیا گیا ہے جنہوں نے علم وعمل کے میدان میں منہج سلف کو ترک کردیا ہے، یہ کتابیں کچھ بہت ہی مطول ہیں جنہیں سمجھ پانا ایک مبتدی طالب علم کیلئے بہت مشکل ہے، اسی طرح کچھ بہت ہی مختصر ہیں، جن سے مطلوبہ فائدہ حاصل کرپانا دشوار ہے۔

فضیلۃ الشیخ! امید ہے کہ آپ ان جماعتوں اور انکے بانیان کے تعلق سے ایک مفید خاکہ پیش کریں گے، اور چند ملاحظات جو قابل مواخذہ ہیں، تاکہ ایک مسلمان ان تحریکات کے جالوں میں پھنسنے سے بچ جائے، پھر آخر میں اگر منہج حق پر مختصر گفتگو فرما دیتے تو بہت ہی بہتر ہوتا وہ منہج حق جس پر چلنا اور اپنانا ہر مسلمان کیلئے واجب ہے، کہ جس کی روشنی میں صحیح اتباع پائی جاتی ہے، اور باطل و بدعات سے بچ سکتے ہیں، نیز ایک مسلم بندہ اپنے رب کی رضا اور کامیابی حاصل کرسکتا ہے۔ وجزاکم اللہ خیرا، والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

جواب:

الحمدللہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی أشرف الخلق أجمعین، نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین، وبعد:

تنظیم اخوان المسلمین

اخوان المسلمین کون ہیں؟

حسن بنا کے پیروکاروں کو اخوان المسلمین کہتے ہیں۔

ان کے منہج پر چند ملاحظات ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- توحید عبادت میں کوتاہی ہے، جوکہ دین اسلام کے اندر سب سے اہم رکن ہے کہ جس کے بغیر کسی کا اسلام ہی درست نہیں ہوسکتا۔

۲- شرک اکبر پر خاموشی کہ جس سے پتہ چلے کہ وہ بھی اسے تسلیم کرتے ہیں، شرک اکبر جیسے غیر اللہ کو پکارنا، قبروں کا طواف کرنا، قبر والوں کیلئے نذریں ماننا، انکے نام پر ذبیحہ کرنا وغیرہ۔

۳- اس منہج کا بانی صوفی ہے؛ انکے تعلقات اور اٹھنا بیٹھنا صوفیوں سے رہتا تھا، یہاں تک کہ انہوں نے خود حصافی شاذلی طریقے پر عبدالوہاب حصافی سے بیعت کر رکھی تھی۔

۴- ان کے یہاں بدعات کا پایا جانا، اور ان بدعات کا ارتکاب کرنا، یہاں تک کہ اس منہج کے بانی

یہ تسلیم کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ انکے ذکر کی مجلسوں میں حاضر ہوا کرتے تھے، اوران کے گناہوں کو معاف کرتے تھےنعوذ باللہ، چنانچہ کہتے ہیں:

صلی الإله علی النور الذی ظهرا للعالمین ففاق الشمس والقمرا

ترجمہ: اس نور پر اللہ کی رحمت ہو جو سارے دنیا کے لئے ظاہر ہوگئی اور اسکے سامنے شمس وقمر بھی مدھم پڑ گئے۔

هذا الحبیب مع الأحباب قد حضرا وسامح الکل فیما قد مضی وجری

ترجمہ: یہ ہمارے حبیب مصطفی ہیں جو احباب کے ساتھ حاضر ہیں، اور سارے لوگوں سے سرزد سارے گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔

۵- خلافت کے قیام کی دعوت دینا، جوکہ بدعت ہے؛ کیونکہ رسولوں اورانکے پیروکاروں کو اسکا مکلف کبھی نہیں بنایا گیاہے، بلکہ توحید کی دعوت کا مکلف بنایا گیاہے، ارشاد باری تعالی ہے: {وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ} ترجمہ: اور بلاشبہ یقینا ہم نے ہرامت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔

٦- انکے یہاں ولاء وبراء کا نہ پایا جانا یا کمزور ہونا، اور یہ چیز ظاہر ہوتی ہے جب یہ شیعہ اوراہل سنت کے تقارب کی بات کرتے ہیں، اوران کے بانی ومرشد کا یہ قول کہ ہم اپنے متفقہ امور میں ایک دوسرے کا تعاون کریں گے اور مختلف فیہ امور میں ایک دوسرے کو معذور سمجھیں گے۔

۷- اہل توحید اور سلفیوں سے ان کی دشمنی، اور یہ سعودی حکومت کے تعلق سے انکی گفتگو سے واضح ہوجاتاہے، وہ حکومت جو توحید پر قائم ہوئی ہے، جو اپنے تمام مدارس، معاہد اور جامعات میں توحید کی تعلیم دیتی ہے، اسی طرح سلفی عالم جمیل الرحمن افغانی کا قتل کرنا محض اس لئے کہ وہ توحید کی دعوت دیتے تھے، اورجنہوں نے ایسے مدارس قائم کئے تھے جہاں پر توحید کی تعلیم ہوتی تھی۔

۸- یہ حکام کی غلطیاں تلاش کرتے ہیں، اور ہر جھوٹی سچی خبر ان کی طرف منسوب کر کے اسے خوب پھیلاتے ہیں تا کہ نوجوان نسل ان سے دشمنی اور بغض کرنے لگے۔

۹- مبغوض قسم کی حزبیت اور گروہ بندی کے شکار ہوتے ہیں، یہ اپنی جماعت کی بنیاد پر دوستی کرتے ہیں اور اسی کی خاطر دشمنی کرتے ہیں۔

۱۰- یہ اخوانی منہج پر بیعت کرتے ہیں ان دس شروط کی روشنی میں جنہیں اس جماعت کے بانی اور مرشد نے اپنی طرف سے گڑھا ہے۔

ان کے علاوہ بھی کئی دیگر ملاحظات ہیں جنہیں بعد میں پیش کیا جائے گا۔

قطبی جماعت

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے سید قطب کی کتابیں پڑھ کر اس میں جو حق و باطل ہے سب کو مضبوطی سے پکڑ لیا، اسی لئے آپ دیکھیں گے کہ اگر کوئی سید قطب پر نقد کرتا ہے تو یہ فوراً دفاع کرنے پہونچ جاتے ہیں، گرچہ حق نقد کرنے والے ہی کے پاس کیوں نہ ہو، جبکہ یہ معلوم ہے کہ سید قطب عالم دین نہیں تھے، وہ حقیقت میں ایک ادیب تھے، پھر اشعری مذہب کو قبول کر لیا، جس کے اندر تاویل پائی جاتی ہے جس طرح مصر کے اندر دیگر اشاعرہ ہیں، تاویل کے علاوہ سید قطب کے پاس دیگر فحش غلطیاں ہیں، جن کی وضاحت بڑے بڑے اہل علم نے کی ہے۔

جیسے ہی علماء نے سید قطب کی فحش غلطیوں کی نشاندہی کی سارے قطبی دفاع قطبیت میں کھڑے ہو گئے اور فاضل علماء پر طرح طرح کے بھدے الزامات لگانا شروع کر دیئے، یقیناً اصل یہی ہے کہ لوگ حق کے ذریعے پہچانے جاتے ہیں نہ کہ حق شخصیات کے ذریعے، ہم پر واجب ہے کہ ہم حق کو لازم پکڑیں نہ کہ شخصیات کو، ہم اسی کو دین سمجھیں، چنانچہ ہر وہ منہج چھوڑ دیں جو بدعتی ہو، ہم رسول اللہ ﷺ اور آپ کے خلفاء اور صحابہ نیز تابعین وتبع تابعین کو اپنا اسوہ اور نمونہ بنائیں، واللہ الموفق۔

سروری جماعت

سروری منہج اور سروریت کسے کہتے ہیں؟

سروری ان لوگوں کو کہتے ہیں جو محمد سرور زین العابدین کی طرف خود کو منسوب کرتے ہیں، اور ان کے منہج اور فکر پر چلتے ہیں، انکے پاس کچھ سنت اور کچھ بدعت دونوں پایا جاتا ہے، ان پر جو ملاحظات ہیں وہ درج ذیل ہیں:

۱- یہ حکام پر نقد و جرح کرتے ہیں، انکے تعلق سے یہ ایسی باتیں کرتے ہیں جس سے شر و رفتن اور فساد کے پھیلنے کا خطرہ ہو، اور حقیقت میں یہ حکام کی تکفیر کرتے ہیں، البتہ یہ ان کے زبان حال سے پتہ چلتا ہے زبان قال سے یہ گرچہ نہ کہیں، کیونکہ یہ جو طریقہ اپنا رکھے ہیں وہ خوارج کا طریقہ ہے، یا قریب قریب انہیں کا طریقہ ہے۔

حالانکہ نصوص شرعیہ سے وجوبی طور پر حکام کی سمع وطاعت کا پتہ چلتا ہے، ساتھ ہی یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ ہمارے ملک (سعودی عرب) کے حکمران اور حکومتی اہلکار مسلمان ہیں، یہاں کی عدالتوں میں شریعت کو لاگو کیا جاتا ہے، حدود وقصاص کا نفاذ ہوتا ہے، چنانچہ ایسے حکمرانوں کی تکفیر کرنا ان پر خروج کو واجب کرتا ہے، جو کہ ایک فساد عظیم ہے، اسلئے ایسے منہج وفکر کے حاملین سے بچ کر رہنے کی ضرورت ہے یا ان سے براءت کا اظہار کر لینا مناسب ہے، بطور خاص جبکہ یہ یہاں کے علمائے کرام کو گالی دیتے ہیں، ان کے خلاف برے برے پروپیگنڈے کرتے ہیں، ان پر دینی خیانت کا الزام لگاتے ہیں، جس سے انکی خباثت کا پتہ چلتا ہے۔

۲- یہ جہاد کی دعوت دیتے ہیں، مگر اس جہاد سے ان کی مراد کفار سے جہاد کرنا نہیں ہوتا ہے، بلکہ مسلمان حکومت کے خلاف جہاد کرنا ہوتا ہے، حالانکہ ہم کسی حکومت کو معصوم نہیں سمجھتے البتہ ہم انکی اطاعت کو واجب سمجھتے ہیں، انہیں خفیہ طور پر نصیحت کرنا ضروری سمجھتے ہیں، اسلئے کہ وہ مسلمان ہیں، اور اللہ

کے رسول ﷺ نے حکام کے خلاف خروج کرنے سے منع کیا ہے سوائے اس صورت میں جب کفر صریح کا ارتکاب کرے اور اسکے لئے اللہ کی طرف سے واضح دلیل موجود ہو۔

۳- ان کا گمان ہے کہ یہاں کے علماء کو فقہ الواقع کا علم نہیں، یعنی انہیں حالات حاضرہ اور پیش آمدہ مسائل کا علم نہیں، تو اسکا جواب یہی ہے کہ یہاں کے مفتی اور قاضی کسی مسئلے میں اسی وقت فتوی دیتے ہیں یا فیصلہ کرتے ہیں جب اس مسئلے کے مالہ وماعلیہ کو اچھی طرح سمجھ نہیں لیتے، اور اس فیصلے سے کیا نتائج مرتب ہوں گے اور وہ مسئلہ کس پس منظر میں پیش آیا ہے ساری چیزوں کی جانکاری کے بعد ہی فیصلہ کیا جاتا ہے، اب اگر اس کے علاوہ کسی اور چیز کا نام فقہ الواقع ہے تو پھر الگ بات ہے۔

چنانچہ جو خیال کرے کہ یہاں کے علماء اور فقہاء کو فقہ الواقع کا علم نہیں وہ ظالم ہے، وہ ایسی بات یا تو دشمنی میں کہہ رہا ہے یا پھر جہالت کا وہ جیتا جاگتا ثبوت ہے، ہاں اگر یہ فقہ الواقع سے مراد ملکوں کی سازشی کردار، عالمی خبروں اور میڈیائی جھوٹ کو مراد لیتے ہیں تو اس کی ذمیداری وزارت اطلاعات کی ہے یا پھر فوج کی ہے، جب اس طرح کی چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے تو ان سے مدد لے لی جاتی ہے، یہ علماء کا کام نہیں ہے۔

تبلیغی جماعت

اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو اس جماعت کے بانی محمد الیاس کی پیروی کرتے ہیں۔

بانی جماعت کی سوانح:

بانی جماعت شیخ محمد الیاس کی ولادت ۱۳۰۲ھ میں ہوئی ہے، آپ نے قرآن کو حفظ کیا، حدیث کے اندر کتب ستہ کو پڑھا دیوبندی منہج پر، آپ مذہبا حنفی تھے، عقیدتا اشعری ماتریدی تھے، اور طریقتا صوفی تھے۔

ان کے نزدیک چار صوفی طریقے ہیں:

۱۔نقشبندیہ

۲۔سہروردیہ

۳۔ قادریہ

۴۔چشتیہ

شیخ محمد الیاس نےصوفی بیعت شیخ رشید احمد گنگوہی سے لی تھی، پھر رشید احمد کی وفات کے بعد شیخ احمد سہارنپوری کے ہاتھ پر اسکی تجدید کی، موصوف شیخ نور محمد بدایونی کی قبر پر جا کر خلوت کرتے تھے، اور چشتی مراقبہ کے وقت عبد القدوس گنگوہی کی قبر پر جاتے تھے، جن پر وحدت الوجود کا عقیدہ غالب تھا، آپ دہلی ہی میں رہے، وہیں پڑھائی کی اور پر دوسروں کو پڑھایا اور وہیں ۱۳۶۳ھ میں فوت ہو گئے۔

حالات وظروف:

شیخ ابوالحسن ندوی کا خیال ہے کہ شیخ محمد الیاس دعوت کے میدان میں اس طریقے کو اختیار کرنے پر مجبور ہوئے جب علاقے کے لوگوں کی اصلاح میں دیگر طریقوں کا استعمال کرکے تھک گئے۔محمد منظور نعمانی کی کتاب [ملفوظات الیاس] کے حوالے سے شیخ میاں محمد اسلم نے خود شیخ محمد الیاس کا قول نقل کیا ہے کہ انہیں اس طریقے کا انکشاف ہوا تھا بایں طور کہ خواب میں انکے دل میں اللہ کے اس قول کی ایک نئی تفسیر ڈال دی گئی: (كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ) ترجمہ: تم سب سے بہتر امت چلے آئے ہو، جو لوگوں کے لیے نکالی گئی، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

چنانچہ یہ آیت اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ دعوت الی اللہ کیلئے میدان میں نکلنا چاہیئے، کیونکہ یہ مقصد ایک جگہ بیٹھے رہنے سے پورا نہیں ہوگا، جیسا کہ اس پر یہ لفظ (اخرجت) دلالت کرتا ہے، اور نکلنے سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے، اس پر یہ قول (تومنون باللہ) دلالت کرتا ہے، اور آیت میں لفظ (امتہ) سے

مراد عرب اور (للناس) سے مراد عجم ہے۔

اس پر چند ملاحظات ہیں:

پہلا ملاحظہ: قرآن کی تفسیر انکشافات اور ان صوفی خوابوں سے نہیں کی جا سکتی جو اکثر یا سب کے سب شیطانی الہام ہوتے ہیں۔

دوسرا ملاحظہ: اس سے پتہ چلا کہ اس جماعت کے بانی تصوف میں سر سے پیر تک ڈوبے ہوئے تھے، بایں طور کہ انہوں نے دو صوفی بیعت لے رکھی تھی، اور ان طریقوں کے صوفیوں سے متاثر تھے، اور انہیں کی قبروں پر بیٹھ کر اپنا وقت گزارتے تھے۔

تیسرا ملاحظہ: اس جماعت کا بانی قبر پرست خرافاتی ہے، اور یہ خود اسی کے اقوال سے ظاہر ہے، چنانچہ وہ شیخ نور محمد کی قبر پر تنہائی میں جا کر بیٹھا کرتے تھے، اور دوسرے کے بارے میں بیان کیا کہ ان پر وحدت الوجود کا عقیدہ مسلط تھا، اب ایسے شخص سے خیر کی امید کیسے کی جا سکتی ہے جو ایسے شخص کی قبر پر مراقبہ کرتا ہو جس پر وحدت الوجود کا عقیدہ مسلط ہو؟ اور ایسے شخص کی قبر پر مراقبہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ بھی اس پر یقین کرتے تھے، اگر یقین نہ ہوتا تو ایسا نہیں کرتے۔

چوتھا ملاحظہ: یہ وحدت الوجود کا عقیدہ رکھتے ہیں؛ اس عقیدہ کے مطابق اللہ تعالی نعوذ باللہ خوبصورت عورت میں حلول کرتا ہے، یہ بہت ہی گھناؤنا عقیدہ ہے، ایسے لوگوں سے اللہ ضرور انتقام لے گا۔

تبلیغی دعوت کا منہج:

اصول ستہ یا صفات ستہ جو تبلیغیوں کے یہاں مشہور ہیں وہ یہ ہیں:

۱-کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر عمل کرنا۔

۲-خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھنا۔

۳- فضائل کا علم ہونا نہ کہ مسائل کا، ذکر کے ساتھ۔

۴- اکرام مسلم۔

۵- تصحیح نیت۔

۶- اللہ کی راہ میں دعوت کیلئے نکلنا تبلیغی منہج پر۔

ان اصول یا صفات میں سے ہر اصول کیلئے خاص مقصد، فضیلت اور مخصوص طریقہ ہے۔

چنانچہ مثال کے طور پر لا الہ الا اللہ کا مقصد دل سے فاسد یقین کا نکالنا، اور اللہ کی ذات پر صحیح یقین کا داخل کرنا ہے، اور اس سے یہ وحدت الوجود کا فاسد عقیدہ مراد لیتے ہیں۔

تبلیغی جماعت پر چند عمومی ملاحظات:

پہلا ملاحظہ:

تبلیغی جماعت کے بانی صوفیت پر پلے بڑھے، اور اس میں دو بیعت لی، اور اسی پر ان کی وفات ہوئی ہے، اس طرح وہ خالص صوفی تھے۔

دوسرا ملاحظہ:

یہ قبروں پر مراقبہ کرتے تھے کشف و کرامات اور روحانی فیوض و برکات حاصل کرنے کی امید میں۔

تیسرا ملاحظہ:

یہ عبدالقدوس گنگوہی کی قبر پر چشتی مراقبہ کرتے تھے، جو کہ وحدت الوجود کے قائل تھے۔

چوتھا ملاحظہ:

مراقبہ چشتیہ یہ ہیکہ قبر پر ہر ہفتہ نصف گھنٹہ بیٹھا جائے سر ڈھک کر، اور اس طرح ذکر کیا جائے: (اللہ حاضری، اللہ ناظری)، اور یہ عمل اگر اللہ کیلئے ہے تو پھر بدعت ہے، اور اگر صاحب قبر کی خاطر ہے تو پھر شرک باللہ ہوگا، اور یہی اخیر والا ہی بظاہر معلوم ہوتا ہے، کیونکہ اگر یہ عمل اسقدر خضوع کے ساتھ اللہ کیلئے ہوتا

تو پھر اسے مسجد میں کیا جاتا، نہ کہ قبر پر بیٹھ کر، لہذا جب اس طرح خضوع کے ساتھ قبر پر بیٹھا تو یہی دلیل ہے کہ اس کا مقصد قبر والے کیلئے ہے۔

پانچواں ملاحظہ:

وہ مسجد جہاں سے انہوں نے یہ دعوت کا کام شروع کیا تھا اس میں چار قبریں ہیں۔

چھٹا ملاحظہ:

اس جماعت کے بانی کشف پر ایمان لاتے تھے۔

ساتواں ملاحظہ:

اس جماعت کے بانی قبوری خرافاتی تھے۔

آٹھواں ملاحظہ؛

تبلیغی صوفیوں کے طریقے پر بدعتی ذکر کرتے ہیں یعنی کلمہ توحید لاالہ الااللہ کوتفریق کر کے۔

نواں ملاحظہ:

جو اثبات کونفی سے جان بوجھ کر کاٹ دے بایں طور کہ کہے (لاالہ) تو اس پر کفر لازم آئے گا، اور جو چانچ سو بار (لا الہ) کہے، اس نے پانچ سو بار کفر کیا، جیسا کہ شیخ حمود تویجری نے علماء سے نقل کیا ہے۔

دسواں ملاحظہ:

یہ ایسے دعاؤں کو لیکر چلنے کو جائز سمجھتے ہیں جن میں طلاسم اور مجہول نام ہوتے ہیں، ممکن ہے شیاطین کے بھی نام ہوں، اور یہ جائز نہیں ہے۔ ان میں سے بعض لوگ اپنا ورد (حرز الجوشن) کو بناتے ہیں جبکہ اس کے اندر بہت سارے شرک و بدعات بھرے ہوئے ہیں۔

سلفی منہج

۱- ہم اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرتے ہیں، ہم صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں، کسی کی پناہ میں ہم نہیں جاتے، خواہ نفع حاصل کرنا ہو یا نقصان سے بچنا ہو، مشرکین سے بغض اور دشمنی رکھنے کو ہم دین سمجھتے ہیں، ہاں ہم اپنے اوپر یہ بھی واجب سمجھتے ہیں کہ انہیں سب سے پہلے توحید کی دعوت دیں اور انہیں بتلا دیں کہ توحید کے بغیر کوئی اسلام نہیں ہے، جو اللہ کے سوا کسی غیر کو پکارے گا وہ کافر ہوگا، اگر اسکے بعد وہ اصرار اور ہٹ دھرمی کرے تو اس سے دور رہنا اور اللہ کی خاطر اس سے بغض رکھنا واجب ہے۔

۲- عقیدہ سلف کی بنیاد اس بات پر ہے کہ اللہ کو انہیں صفات سے متصف کیا جائے جن سے اس نے خود اپنی کتاب میں اور اپنے رسول کی زبانی کیا ہے بغیر کسی تحریف وتمثیل اور بلا کسی تشبیہ وتعطیل اور تاویل کے۔

۳- ہم اللہ کیلئے اسمائے حسنی کو ثابت مانتے ہیں جنہیں اللہ نے اپنے لئے ثابت کیا ہے، اور جن کے ذریعے اللہ نے اپنی مدح وستائش کی ہے خواہ وہ قرآن کے اندر وارد ہوں یا سنت کے اندر۔

۴- ہمارا یہ ایمان ہے کہ اللہ کی رضا جوئی اور جنت تک جانے کا محض ایک ہی راستہ ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ کا دامن ہے، اب اگر کوئی اسکے لئے کوئی دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے تو وہ بھٹک جائے گا، حق سے دور ہو جائے گا، وہ دنیا اور آخرت دونوں خسارے میں رہے گا۔

۵- ہمارا یہ ایمان ہے کہ اللہ کی شریعت صرف دونوں وحی کے ذریعے سے آئی ہے: کتاب اللہ اور سنت رسول، اور اسی کی طرف اللہ تعالی نے اپنے اس قول کے اندر اشارہ کیا ہے: {ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ} ترجمہ: پھر ہم نے آپ کو دین کی (ظاہر اور واضح) راہ پر قائم کر دیا، سو آپ اسی پر لگے رہیں اور نادانوں کی خواہشوں کی پیروی میں نہ پڑیں۔

٦- ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن پاک اللہ کی طرف سے منزل کلام ہے، جو غیر مخلوق ہے، اور سنت اسکی توضیح وتشریح ہے، قرآن کی تفسیر سنت سے، صحابہ اور تابعین کی تفسیر سے کی جائے گی، اور جن کتابوں کے اندر احادیث اور صحابہ وتابعین کے آثار منقول ہیں انہی کے ذریعے قرآن کی تفسیر کی جائے گی اور انہیں کو ہم پڑھتے ہیں جیسے تفسیر ابن جریر، تفسیر ابن کثیر، تفسیر بغوی، تفسیر الدر المنثور لسیوطی، اور اس طرح کی دیگر تفاسیر۔

٧- ہم حدیث کی صحت اور ضعف میں محدثین کے طریقے پر عمل کرتے ہیں، چنانچہ جو حدیثیں صحیح ہوتی ہیں انہیں ہم لے لیتے ہیں اور جو ضعیف ہوتی ہیں انہیں ترک کر دیتے ہیں۔

٨- حکام کی اطاعت کرتے ہیں، بشرطیکہ وہ مسلمان ہوں، اللہ کی شریعت نافذ کرتے ہوں، اللہ کے حدود قائم کرتے ہوں، وہ نماز قائم کرتے ہوں، انکی اطاعت کو ہم واجب مانتے ہیں گرچہ وہ ظلم کریں، اور جو اس کے خلاف کہے اور مسلمان حاکم کے خلاف خروج کو جائز بتلائے گرچہ وہ ظالم ہو، تو وہ بدعتی گمراہ ہے، علمائے اسلام پر واجب ہے کہ وہ اس پر رد کریں اور اسکی گمراہی اور بدعت کو واضح کریں۔

٩- حکام کی برائیوں کو اچھالنا جائز نہیں ہے؛ کیونکہ اس سے فتنوں کا امکان ہے۔

١٠- ہم سنت کی اتباع کرتے ہیں، بدعت اور اہل بدعت سے نفرت کرتے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہماری شریعت کے خلاف ہو تو وہ مردود ہوگا۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس نے ہماری شریعت میں کوئی نئی چیز ایجاد کی تو وہ مردود ہوگی۔

عقیدہ سلف کے تعلق سے یہ مختصر کلام ہے، ہم پر واجب ہے کہ اس پر عمل کریں اور اسی کے مطابق زندگی گزاریں تاکہ نجات سے ہمکنار ہوں۔

اس کیلئے ہم پر ضروری ہے کہ ہم شخصیات کے ان آراء واقوال کو چھوڑ دیں جن کی کوئی دلیل نہ ہو؛

کیونکہ شخصیات حق کے ذریعے جانی جاتی ہیں حق کو شخصیات کے ذریعے نہیں جانا جاتا۔

اخیر میں دعاءگو ہوں کہ اللہ تعالی ہمیں حق کی راہ دکھا، اور اسی کی اتباع کی توفیق دے، باطل کو باطل دکھا اور اس سے دور رکھ۔

وصلى الله على نبينا محمد خير الخليقه واتقاها وابرها وازكاها،وعلى آله وصحبه أجمعين۔

۞۞۞

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخوان المسلمین کے تعلق سے ایک یمنی ساتھی کی تحریر

الحمدللہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین، وعلی آلہ وصحبہ أجمعین۔

وبعد:

اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ} ترجمہ:]اور اس عظیم فتنے سے بچ جاؤ جو لازماً ان لوگوں کو خاص طور پر نہیں پہنچے گا جنھوں نے تم میں سے ظلم کیا اور جان لو کہ اللہ بہت سخت سزا والا ہے۔

صحیح بخاری وغیرہ میں یہ حدیث وارد ہوئی ہے:

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ، يَقُولُ: " كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ، وَشَرٍّ فَجَاءَنَا اللَّهُ بِهَذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ شَرٌّ؟، قَالَ: نَعَمْ، فَقُلْتُ: هَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟، قَالَ: نَعَمْ وَفِيهِ دَخَنٌ، قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهُ؟، قَالَ: قَوْمٌ يَسْتَنُّونَ بِغَيْرِ سُنَّتِي، وَيَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ، فَقُلْتُ: هَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟، قَالَ: نَعَمْ دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، صِفْهُمْ لَنَا، قَالَ: نَعَمْ، قَوْمٌ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَمَا تَرَى إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ؟، قَالَ: تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ، فَقُلْتُ: فَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ؟، قَالَ: فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ عَلَى أَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ ".

ترجمہ: سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھلی باتوں کو پوچھا کرتے اور میں بری بات کو پوچھتا اس ڈر سے کہیں برائی میں نہ پڑ جاؤں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم جاہلیت اور برائی میں تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ بھلائی دی (یعنی اسلام) اب اس کے بعد بھی کچھ برائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لیکن اس میں دھبہ ہے۔" میں نے کہا: وہ دھبہ کیسا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایسے لوگ ہوں گے جو میری سنت پر نہیں چلیں گے اور میرے طریقہ کے سوا اور راہ پر چلیں گے ان میں اچھی باتیں بھی ہوں گی اور بری بھی۔" میں نے عرض کیا، پھر اس کے بعد برائی ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو جہنم کے دروازے کی طرف لوگوں کو بلائیں گے جو ان کی بات مانے گا اس کو جہنم میں ڈال دیں گے۔" میں نے کہا: یا رسول اللہ! ان لوگوں کا حال ہم سے بیان فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان کا رنگ ہمارا سا ہی ہوگا اور ہماری ہی زبان بولیں گے۔" میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر اس زمانہ کو میں پاؤں تو کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہ اور ان کے امام کے ساتھ رہ۔" کہا: اگر جماعت اور امام نہ ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو سب فرقوں کو چھوڑ دے اور اگرچہ ایک درخت کی جڑ دانت سے چباتا رہے مرتے دم تک۔"

یہ حدیث نبوت کی نشانیوں میں سے ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے جن فتنوں، آزمائشوں اور بڑے بڑے آلام ومصائب کے بارے میں خبر دی تھی وہ سب اسی طرح واقع ہو رہے ہیں، اللہ تعالی سے ہم عافیت کے طلبگار ہیں۔

اور صحیح مسلم وغیرہ کے اندر سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے ایک لمبی روایت ہے جس کے اندر یہ وارد ہوا ہے:

(وَإِنَّ أُمَّتَكُمْ هَذِهِ جُعِلَ عَافِيَتُهَا فِي أَوَّلِهَا، وَسَيُصِيبُ آخِرَهَا بَلَاءٌ وَأُمُورٌ

تُنْكِرُونَهَا، وَتَجِيءُ فِتْنَةٌ فَيُرَقِّقُ بَعْضُهَا بَعْضًا، وَتَجِيءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ هَذِهِ مُهْلِكَتِي ثُمَّ تَنْكَشِفُ، وَتَجِيءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ هَذِهِ هَذِهِ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ، وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ، فَلْتَأْتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَلْيَأْتِ إِلَى النَّاسِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْهِ) ترجمہ: اور بیشک تمہاری اس امت کی عافیت ابتدائی حصہ میں ہے اور اس کا آخر ایسی مصیبتوں اور امور میں مبتلا ہو گا جسے تم ناپسند کرتے ہو اور ایسا فتنہ آئے گا کہ مومن کہے گا یہ میری ہلاکت ہے پھر وہ ختم ہو جائے گا اور دوسرا ظاہر ہو گا تو مومن کہے گا یہی میری ہلاکت کا ذریعہ ہو گا جس کو یہ بات پسند ہو کہ اسے جہنم سے دور رکھا جائے اور جنت میں داخل کیا جائے تو چاہیئے کہ اس کی موت اس حال میں آئے کہ وہ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ اس معاملہ سے پیش آئے جس کے دیئے جانے کو اپنے لیے پسند کرے۔

اور جن شرور وفتن کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے پیشین گوئی کی تھی ان میں یہ حزبیات، تحریکات اور آپس میں لڑائی کرتی ہوئی جماعتوں کا فتنہ بھی ہے جو ہمارے نبی اکرم ﷺ کی سنت سے ہٹ کر ہیں، آج ہم اس دور سے گزر رہے ہیں جس کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے خبر دی ہے کہ وہ ایسے داعیوں کا زمانہ ہو گا جو جہنم کی طرف بلائیں گے۔

لادینیت کے داعی خود کو داعی سمجھتے ہیں مگر وہ حقیقت میں جہنم کے داعی ہیں، وہ کہتے ہیں (لا الہ، والحیاۃ مادۃ)۔ وہ شریعتوں کا انکار کرتے ہیں، رسولوں کی تکذیب کرتے ہیں، رب کے منکر ہیں، اس طرح یہ جہنم کے داعی ہیں۔

انہیں کی طرح قوم پرست بعثی دعوت کا فتنہ ہے، جو کفر صریح کی طرف دعوت دیتے ہیں، بلکہ ارتداد کی طرف بلاتے ہیں، یہ بھی خود کو داعی سمجھتے ہیں، مگر یہ بھی جہنم کے داعی ہیں، اور یہ سب دین اسلام کے دشمن ہیں، موحدین سے مقابلہ کرتے ہیں، جو انہیں کتاب وسنت کی طرف دعوت دیتے ہیں، فہم سلف کی

طرف بلاتے ہیں۔

اور موجود فتنوں میں سے ایک بڑا فتنہ جو دین کے نام پر برپا کیا گیا ہے وہ حزبی دعوت کا فتنہ ہے، جو دین کے نام اور حساب پر اپنی دکان چمکاتے ہیں، بہت ہی تنگ دائرے میں یہ دین کو سامنے لاتے ہیں، ولاء اور براء سے متعلق آیات واحادیث کو یہ اپنے حزبی ذہنیت سے سمجھتے ہیں۔

اس جماعت کے افراد ہر اس شخص سے نفرت کرتے ہیں جو حزبی دعوت کی مخالفت کرتا ہو، گرچہ وہ کوئی بڑا افاضل شیخ ہی کیوں نہ ہو، وہ ہر اس شخص سے محبت کرتے ہیں جو انکی طرف میلان رکھتا ہو اور انکے باطل کی تائید کرتا ہو خواہ اسکی حالت کیسی بھی ہو۔

اور ان حزبی جماعتوں میں سب سے بڑی جماعت افراد کے اعتبار سے اخوان المسلمین ہے، اور اسی کے اندر سب سے زیادہ گمراہ پائے جاتے ہیں، انکا مقصد اکثریت کا حصول ہے خواہ وہ عقیدہ ہی کے حساب پر ہو۔

یہ باتیں میں اپنے تجربات کی بنیاد پر کہتا ہوں، میں ان کے ساتھ ایک زمانے تک رہ چکا ہوں، بلکہ سات سال انکے ساتھ دعوت کا کام کر چکا ہوں، میں یہی سمجھتا تھا کہ یہی مسلمانوں کی جماعت ہے، جو سنت پر قائم ہے، کیونکہ بچپن میں اسی جماعت کا سابقہ پڑا اور اس سے منسلک ہو گیا۔

دراصل یہ لوگوں کو حق تک پہونچنے ہی نہیں دیتے ہیں، کتاب وسنت کے سرچشمہ صافی کے کنارے کسی کو جانے ہی نہیں دیتے، یہ چاہتے ہیں کہ ان سے جڑے افراد بس اندھا بہرا بن کر پیچھے پیچھے چلتے رہیں، انکے کسی بھی عمل پر کوئی اعتراض نہ کرے، لیکن اللہ کا مجھ پر کرم ہوا کہ ان سے میری جان چھوٹ گئی، اور میں ہدایت کی راہ پر آگیا، وللہ الحمد۔

میں ان کے ساتھ متحدہ یمن کے وقت تک تھا، ایک بار ایسا ہوا کہ میں دیکھا یہ لوگ جمہوریت کا نعرہ لگا رہے ہیں، اور کہہ رہے ہیں: جمہوریت اسلامی شورائیت کا نام ہے، جبکہ متحدہ یمن سے قبل وہ ایسا نہیں

کہتے تھے۔

پھر اس نعرے کے بعد ان لوگوں نے اپنی ایک مستقل سیاسی پارٹی بنالی، اور جمہوریت کو بہتر آپشن قرار دیا، تاکہ جماعت کی طرف سے ملک کے اندر ایک مضبوط پارٹی ہو اور اسکے ذریعے اقتدار تک پہونچا جائے، پھر اسکے بعد سیاسی پارٹیوں کے جواز کا فتوی دے دیا گیا۔

یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آیا کہ ان لوگوں نے حزبیت اور سیاسی گروہ بندی کی باتیں جمعہ کے دن لاؤڈ اسپیکر سے کرنے لگے، میں ایک حزبی سے سوال کیا جو کہ اس وقت مرجع کی حیثیت رکھتا تھا: شریعت میں گروہ بندی کا کیا حکم ہے؟

تو اس نے علانیہ کہا- کاش اس نے یہ بات نہ کہی ہوتی -: یہ اس وقت سب سے بڑا فریضہ ہے، یہ سن کر میں سوچ میں غرق ہو گیا کہ آخر یہ کب سے فریضہ بن گیا چہ جائے کہ سب سے بڑا فریضہ ہو، میں نے تو اب تک اس فریضے کے بارے میں کہیں نہیں پڑھا اور نہ سنا۔

پھر میں ان کے مدارس سے جڑ گیا تا کہ دین کے بارے میں کچھ مزید سیکھ لوں ، اور پھر میں اسکے بعد متعصب اخوانیوں سے دور رہنے لگا۔

متحدہ یمن کے اندر پھر جب پہلا انتخاب کا وقت آیا تو میں نے دیکھا کہ یہ لوگ سڑکوں پر نکل کر اسلام کی مدد اور نصرت کیلئے لوگوں کو پکار رہے ہیں، مسجدوں سے اعلان کر رہے ہیں، عورتوں تک کو سڑکوں تک لا رہے ہیں، انہیں شرعی نصوص کا کوئی خیال نہیں، انہیں صرف ایک بات کی فکر ہے کہ ان کی پارٹی میں زیادہ سے زیادہ لوگ شامل ہوں۔

وہ توحید اور عقیدے کا کوئی اہتمام نہیں کرتے، اگر کوئی ان میں توحید پر کلام بھی کرتا ہے تو صرف توحید ربوبیت پر، جہاں تک توحید الوہیت اور شرکیہ امور کا تعلق ہے تو اس پر مکمل خاموشی رہتی ہے تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کی ہمدردی مل سکے۔

اور جہاں تک اخوانی جماعت کے اندر بدعات کا تعلق ہے تو اس بارے میں آپ جتنا چاہیں بات کر سکتے ہیں، کیونکہ بدعتیں انکے یہاں مسلمات کی حیثیت رکھتی ہیں، بلکہ یہ لوگ بدعتیوں کی مجلسوں میں جا کر بیٹھتے ہیں، اور انکا پورا ساتھ دیتے ہیں، جیسے ۱۲/ ربیع الاول کے دن جشن میلاد النبی، ۲۷/ رجب، ۱۵/شعبان اور اس طرح کے دیگر بدعتی ایام میں یہ اہل بدعت کا پورا ساتھ دیتے ہیں، کیونکہ اگر ساتھ نہ دیں تو اہل بدعت ان کا ساتھ چھوڑ دیں گے، اور پھر یہ پارلیمنٹ تک نہیں پہونچ سکیں گے، اسی لئے یہ اہل بدعت اور مشرکوں کی چاپلوسی کرتے ہیں گرچہ کتاب وسنت کی مخالفت کرنی پڑے۔

اور جب یہ اپنی جماعت میں کسی کو دیکھتے ہیں کہ وہ بدعات پر گفتگو کر رہا ہے اور لوگوں کو بدعات سے آگاہ کر رہا ہے تو اسے یہ روک دیتے ہیں اور بدعات پر خاموش رہنے کی تاکید کرتے ہیں، اور دوبارہ ایسی حرکت نہ کرنے کی تنبیہ کرتے ہیں، اور اگر وہ اسے دوبارہ وہی حرکت کرتے دیکھتے ہیں تو اسکی خوب ملامت کرتے ہیں، اسے ڈانٹتے ہیں اور بالاخیر اسکا بائیکاٹ کر دیتے ہیں۔

اور اگر کوئی ببانگ دہل حق کا پرچار کرتا ہے تو یہ اسکے خلاف ہو جاتے ہیں، اور بدعت اور بدعتیوں کا دفاع کرنے لگتے ہیں، اس شخص کو گالی دیتے ہیں اور اس پر الزام لگاتے ہیں کہ یہ رسول ﷺ سے محبت نہیں کرتا ہے، گویا یہ سمجھتے ہیں کہ رسول ﷺ سے صرف بدعتی ہی محبت کرتے ہیں۔

جب کہ حقیقت یہ ہیکہ نبی اکرم ﷺ سے محبت کا مطلب آپ کے اوامر کی اتباع ہے اور منہیات سے اجتناب کرنا ہے، اور آپ کی خبروں کی تصدیق کرنا ہے۔

میں نے یمن کے اندر بہت سے اخوانیوں کو قات چرس اور تمباکو کھاتے ہوئے دیکھا ہے، تاکہ عوام ان سے مانوس ہو جائے، اور انہیں متشدد نہ سمجھے: اسلئے کہ جو چرس اور تمباکو نہیں کھاتا ہے اسے ہمارے یہاں یمن میں متشدد وہابی کہا جاتا ہے جسے حقائق حال کا علم نہیں ہوتا، اور ان کے گمان کے مطابق نہ ہی اسے دعوت کے میدان میں بہتر اسلوب کا پتہ ہوتا ہے۔

ان کی بے اعتدالیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے انتخابات کی مناسبت سے شہر حدیدہ کے اندر سلخانہ میں ایک پروگرام رکھا جہاں پر سماج کے ہر طرح کے لوگوں کو اکٹھا کرلیا، وہاں عورتیں اور مرد بغیر کسی آڑ اور پردے کے سب ایک ہی حال میں بیٹھے تھے۔

میں نے ان میں سے ایک ذمیدار سے کہا: یہ عمل حرام ہے، تو اس نے مجھ سے کہا کہ اب تم عورتوں کے گیٹ پر جا کر نگرانی کرو، اور پھر مجھے یہ ذمیداری زبردستی سونپ دی گئی، لیکن اللہ تعالی نے مجھے اس آزمائش سے بچالیا بایں طور کہ اچانک وہاں پر فوج آگئی اور سارے دروازوں پر وہی نگرانی کرنے لگے، اس بیہودگی پر میں کئی دنوں تک افسوس کرتا رہا۔

میں حیران تھا مجھے سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ آخر وہ لوگ کہاں ہیں جن کے بارے میں فرقہ ناجیہ اور طائفہ منصورہ کہا گیا ہے؟! کیونکہ میں اخوانیوں کے بیچ میں رہ کر ان کی کارستانیوں کو دیکھتا تھا تو وہ دین حنیف کے صریح مخالف ہوتی تھیں، وہ مرد و عورت کو ایک ساتھ کھڑا کر کے تصویریں لیتے تھے، آپس میں ایک دوسرے کا جھوٹا تزکیہ کرتے تھے، وغیرہ وغیرہ۔

کمال کی بات یہ ہیکہ ان میں ایسے کسی کو میں نے نہیں دیکھا جو کسی منکر پر ٹوکنے والا ہو بلکہ سب خاموش رہتے تھے، اور اگر انجانے میں اتفاق سے کوئی ٹوک بھی دیتا تو اسے روک دیتے، اور بدعتوں کو وہ بدعات پر مزید ابھارتے تھے اور ان کا ساتھ دیتے تھے۔

ہاں دوسری طرف ایک کمال یہ بھی تھا کہ وہ صرف حکام کی برائیوں پر خاموش نہیں بیٹھتے ہیں، بلکہ اس پر کھل کر بولتے ہیں مگر مجال ہے کہ وہ سامنے بولیں، بلکہ پیٹھ پیچھے ہی وہ پبلک فورم پر بولتے ہیں تاکہ لوگ ان کے خلاف ہوجائیں، اور انہیں اپنا ہمدرد سمجھیں، یہ حکام کے تمام محاسن کو بھلا کر صرف انکی برائی کرتے ہیں، اور ایک وقت آیا کہ ہمارے ملک یمن کے اندر حکام کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اس بہانہ کے ساتھ کہ وہ شریعت کے مطابق حکومت نہیں کرتے ہیں۔

اور یہ حکام کے خلاف نکل کھڑے ہوئے انقلابات اور قتل وغارت گری مچاتے ہوئے، مظاہرے اور دھرنا دیتے ہوئے، اور یہ سارا کام انہوں نے دین اور دینی غیرت کے نام پر کیا، اور عملاً یہ ملک پر مسلط بھی ہو گئے، اور اتحادی پارٹیوں کی مدد سے حکومت بنالی، اور انہوں نے سب سے پہلے وزارت معیشت پر قبضہ کیا یہ کہہ کر کہ ہم بڑھتی قیمتوں اور بے روزگاری کو ختم کردیں گے، مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ انکے نزدیک سب سے اہم پیسہ ہے، انہوں نے اپنی دولت بڑھالی، اور انکا مقصد پورا ہو گیا، مگر جس مقصد کو لیکر بظاہر یہ آئے تھے اس میں سو فیصد نا کام رہے، چنانچہ قیمتیں مزید بڑھ گئیں، دس گنا قیمت میں اضافہ ہو گیا، کیونکہ ان کی نیت صاف نہیں تھی۔

ان سب سے ہوتے ہوئے میں منہج حق اور سیدھی راہ پر چلنے والوں کے بارے میں سوال کرتا رہا اور تلاش بھی کرتا رہا، یہاں تک کہ مجھے وہ مل گئے، اور پھر میں نے اہل حق اور اہل توحید کی صف میں آ کر اخوانی صف سے نکل گیا، میں نے انہیں دیکھا تو یہ نہ تو جمہوریت کو مانتے ہیں نہ حزبیت کو اور نہ ہی اشتراکیت کو جبکہ اخوانی سب کو مانتے ہیں۔

اخوانی جمہوریت پسند، انتخابات کے دلدادے، اشتراکیت کے پرستار ہیں، انہوں نے اشتراکی پارٹی حزب البعث، الحزب الناصری اور شیعوں کی پارٹی حزب الحق سے اتحاد کر رکھا تھا، اور اسی اتحاد کو یہ میثاق الشرف کہتے تھے، گویا ان کے نزدیک شیعہ اہل شرف ہیں، اخوانیون کے نزدیک عوام الناس میں انکا بڑا مقام ہے، خواہ یہ لوگ کچھ بھی کریں، اپنے ارتداد کا اعلان کریں یا فسق وفجور کا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس کے علاوہ اخوانیوں نے ایک دوسرا اتحاد الگ سے اشتراکیوں کے ساتھ ملکر بنایا تھا اور اسکا نام (الائتلاف الاشتراکی) رکھا تھا۔

ایسے اتحاد پر مجھے کوئی تعجب نہیں ہے کیونکہ یہ اتحاد ادیان تک کے قائل ہیں۔

اسی طرح میں نے دیکھا کہ زبید شہر کے مغربی سمت میں خوخہ نامی جگہ کے قریب ایک شرکیہ مزار جو ولی الجلاب کے مزار سے معروف ہے وہاں یہ لوگ برابر جاتے ہیں، سال میں ایک بار وہاں میلہ بھی لگتا ہے، شیخ جلاب کی قبر کا لوگ طواف کرتے ہیں، وہاں اونٹ، گائے، بکری سب ذبح کرتے ہیں، اور وہاں پر ذبح کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ذبح کرتے وقت مختلف اسالیب اپناتے ہیں کبھی گردن کو کاٹیں گے، کبھی ران کو، کبھی پیٹ کو اور ذبح کے وقت کہیں گے: (یا اللہ یا جلاب)، ہم اس پر اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں، ارشاد باری تعالی ہے: { كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِن يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا} ترجمہ: یہ تہمت بڑی بری ہے جو ان کے منہ سے نکل رہی ہے وہ نرا جھوٹ بک رہے ہیں۔

مجھ سے رہا نہ گیا، میں نے ان میں سے ایک بڑے اخوانی سے شکایت کرتے ہوئے کہا: یہ لوگ وہاں زیارت کیلئے جاتے ہیں، اور قبر والے سے ایسی چیزیں طلب کرتے ہیں جس پر صرف اللہ ہی قادر ہے، یہ توحید ربوبیت اور توحید الوہیت دونوں کے اندر شرک ہے، اسے شرک اکبر کہتے ہیں، اس نے مجھ سے ایسی بات کہی کہ کاش وہ خاموش رہتا، اس نے مجھے جواب دیا: ایسے عام امور میں دخل اندازی میں نہیں دیتا، پھر اسکے بعد سیاسی امور پر باتیں کرنے لگا، ایسی باتیں جو اسکی پارٹی کو مضبوط کریں، واللہ المشتکی۔

اسلئے میں سلفی بھائیوں کو سب سے پہلے یہ نصیحت کروں گا کہ وہ سب سے پہلے سلفی علماء سے فہم سلف کے مطابق کتاب وسنت کا علم حاصل کریں، دوسرے یہ کہ وہ اللہ کا تقوی اختیار کریں، اور ان لوگوں سے محبت کریں جو صحیح عقیدہ والے ہوں، اور جو مخالفت کریں ان سے بغض رکھیں، اور تمام دینی امور میں سلفی علماء کی طرف رجوع کریں، اور جو بھی پارٹی یا جماعت منظر عام پر آئے اسے باطل سمجھ کر اس سے دور رہیں، کیونکہ مختلف ناموں سے جماعتیں بنتی ہیں جو کتاب وسنت کے خلاف ہوتی ہیں، وہ سب ختم ہو جائیں گی، ارشاد باری تعالی ہے: {فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي

الْأَرْضِ كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ} ترجمہ: اب جھاگ تو ناکارہ ہو کر چلا جاتا ہے لیکن جو لوگوں کو نفع دینے والی چیز ہے وہ زمین میں ٹھہری رہتی ہے، اللہ تعالیٰ اسی طرح مثالیں بیان فرماتا ہے۔

حق کے سوا کوئی نہیں بچے گا، قیامت تک حق کا بول بالا رہے گا، و باللہ التوفیق، وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

کتبہ

الفقیر الی عفو ربہ

ابوعبداللہ

ا۔م۔س۔م۔یمن، الحدیدہ

۞۞۞

خاتمہ

الحمدللہ، اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے مجھے اس کتاب کی تکمیل کی توفیق بخشی، اسی کی طاقت اورقوت سے ساری چیزیں ممکن ہیں، اس کتاب کے اندر میں نے ان تمام اہم چیزوں کو ذکر کردیا ہے جو سوالات کی شکل میں موضوع سے متعلق ہمارے فاضل شیخ احمد بن یحی نجمی پر پیش کئے گئے، اگر طوالت اور اکتاہٹ کا خوف نہ ہوتا تو مزید تحریر کرتا، مگر اسی کو کفایت سمجھا، اور ہر طالب حق کیلئے اسے کافی سمجھا کہ منہج سلف پر چلنے والے کیلئے اتنی باتیں کافی ہیں، جو اللہ کی طرف سے نور کے سائے میں چلتا ہے جس پر سلف چلتے تھے، خواہ وہ صحابہ کرام اور تابعین عظام ہوں یا ان کے بعد آنے والے ان کے منہج پر چلنے والے ہوں، جو کتاب وسنت کو اپنا دلیل بناتے ہیں، اللہ ان سبھوں سے راضی ہو، اور ہم سب کو جنت الفردوس میں اکٹھا کرے، آمین یارب العالمین۔

اختتام پر اگر میں اپنے فاضل شیخ احمد بن یحی نجمی کا شکریہ ادا نہ کروں تو بہت بڑی ناسپاسی ہوگی، کیونکہ آپ ہی کے ساتھ رہ کر میں نے سب کچھ سیکھا ہے اچھے تجربات کی روشنی میں، بہتر ماحول میں سلف صالح کے منہج کو سمجھا ہے جنہیں میں نے شیخ کے جوابات کی روشنی میں آپ کے سامنے پیش کردیا ہے۔

شیخ فاضل نے اسے دیکھ کر بہت سراہا اور بہت خوش ہوئے؛ جس کی وجہ سے میرے اندر مزید شوق پیدا ہوا کہ اس سے بھی زیادہ سوالات وجوابات سامنے لانا چاہیئے۔

اسی طرح میں ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس اہم کتاب میں ہمارا ساتھ دیا بالخصوص ہمارے سلفی اخوان شیخ احمد، شیخ زید بن محمد بن ہادی مدخلی، وفقھما اللہ، آپ نے ہمیں اچھی نصیحت کی اور بہتر مشورہ دیا جس کی وجہ سے یہ قیمتی اضافہ ممکن ہوسکا ہے۔

اللہ تعالی ہماری طرف سے سب کو بہتر بدلہ اور نیکیوں سے نوازے، ہم کمال کے مدعی نہیں ہیں، کمال صرف اللہ کو حاصل ہے، اور عصمت صرف اسکے رسول ﷺ کو۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۞ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۞ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۞ : پاک ہے آپ کا رب جو بہت بڑی عزت والا ہے ہر اس چیز سے (جو مشرک) بیان کرتے ہیں ۔ پیغمبروں پر سلام ہے ۔ اور سب طرح کی تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہان کا رب ہے

کتبہ

استاذ حسن بن محمد بن منصور دغریری

معلم بیک مدرسہ، جازان

۞۞۞

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غلو: اسباب وعلاج

الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، وعلى آله وصحبه۔

وبعد:

یقیناً اللہ تعالی نے اپنے بندے اور رسول محمد ﷺ کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا ہے تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کردے گرچہ مشرکوں کو برا لگے، اور اللہ تعالی نے اس طرح آپ ﷺ کے دین کو دو مذموم کناروں کے درمیان اعتدال پر اور دو باطل کے درمیان حق پر رکھا ہے۔

پہلا: ایک کنارہ غلو کا ہے، غلو کہتے ہیں حق پر اضافہ کرنے اور تشدد میں آگے بڑھنے کو۔

دوسرا: کوتاہی کا کنارہ یعنی اللہ نے جن واجبات کا حکم دیا ہے ان کی ادائیگی میں کوتاہی کرے اور جن محرمات سے بچنے کا حکم دیا ہے ان کا ارتکاب کرے، اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا} ترجمہ: ہم نے اسی طرح تمہیں عادل امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہوجاؤ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تم پر گواہ ہوجائیں۔

اس طرح یہ جماعت اس امت کے تمام فرقوں کے درمیان وسط میں ہیں جس طرح یہ امت تمام امتوں کے درمیان وسط میں ہے۔

اسی طرح یہ جماعت صفات باری تعالی کے باب میں اہل تعطیل جہمیہ اور اہل تمثیل مشبہہ کے درمیان وسط میں ہے۔

اسی طرح یہ جماعت ایمان کے باب میں بھی حروری خوارج ومعتزلہ اور مرجئہ جہمیہ کے درمیان وسط میں ہے۔

اسی طرح یہ جماعت صحابہ کرام کے باب میں روافض اور خوارج کے درمیان وسط میں ہے۔

اس طرح یہ معلوم ہوگیا کہ میانہ روی ہی غلو اور کوتاہی اور اسی طرح افراط اور تفریط کے درمیان معتدل راستہ ہے، اور یہ وہی راہ ہے جس پر چلنے کا حکم اللہ تعالی نے ہمیں دیا ہے اور جس پر رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک چلتے رہے، اور یہ خبر دے کر گئے کہ سلامتی اسی راستے پر ہے، جبکہ ہلاکت اس سے ہٹنے میں ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: (قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا، لَا يَزِيغُ عَنْهَا بَعْدِي إِلَّا هَالِكٌ) ترجمہ: میں نے تم کو ایک ایسے صاف اور روشن راستہ پر چھوڑا ہے جس کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے، اس راستہ سے میرے بعد صرف ہلاک ہونے والا ہی انحراف کرے گا۔

آپ ﷺ نے اس طرح یہ خبر دے دی کہ ہلاکت اسی صورت میں ہے جب آدمی اس راستے سے ہٹے گا اور منحرف ہوگا، اور اسی کو اللہ تعالی نے اپنے اس قول کے اندر ثابت کیا ہے، چنانچہ ارشاد باری ہے: {وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ} ترجمہ: اور یہ کہ یہی میرا راستہ ہے سیدھا، پس اس پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ تمھیں اس کے راستے سے جدا کر دیں گے۔ یہ ہے جس کا تاکیدی حکم اس نے تمھیں دیا ہے، تاکہ تم بچ جاؤ۔

مزید اللہ تعالی نے اپنے اس قول کے اندر بھی ثابت کیا ہے، چنانچہ ارشاد باری ہے: {ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَى شَرِيعَةٍ مِنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ[18] إِنَّهُمْ لَنْ يُغْنُوا عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَإِنَّ الظَّالِمِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ} ترجمہ: پھر ہم نے تجھے (دین کے) معاملے میں ایک واضح راستے پر لگا دیا، سو اسی پر چل اور ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چل جو نہیں جانتے۔ [18] بلاشبہ وہ اللہ کے مقابلے میں ہرگز

تیرے کسی کام نہ آئیں گے اور یقینا ظالم لوگ، ان کے بعض بعض کے دوست ہیں اور اللہ متقی لوگوں کا دوست ہے۔

غلو کی تعریف اور اسکی مذمت پر دلیلیں:

غلو کہتے ہیں کہ کسی چیز میں مبالغہ کیا جائے اور اسے اسکے اصلی مقام سے اوپر اٹھا دیا جائے اور وہ جس مقام کا مستحق ہے اس سے فوق تر اور بلند مقام دے دیا جائے، کہا جاتا ہے (غلا السعر) یعنی کھانے یا کسی بھی چیز کی قیمت اسکی اصلی قیمت سے اوپر ہوگئی، اور اسی سے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی ہے: (لَا تُغَالُوا بِصُدُقِ النِّسَاءِ، فَإِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا أَوْ تَقْوَى عِنْدَ اللَّهِ لَكَانَ أَوْلَاكُمْ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا أَصْدَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ، وَلَا أُصْدِقَتِ امْرَأَةٌ مِنْ بَنَاتِهِ أَكْثَرَ مِنْ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً) ترجمہ: خبردار! عورتوں کے مہر بڑھا چڑھا کر مت باندھو اس لیے کہ اگر یہ (مہر کی زیادتی) دنیا میں باعث شرف اور اللہ کے یہاں تقویٰ اور پرہیزگاری کا ذریعہ ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ حقدار تھے، آپ نے تو اپنی کسی بھی بیوی اور بیٹی کا بارہ اوقیہ (چار سو اسی درہم) سے زیادہ مہر نہیں رکھا۔

ابن منظور نے لسان العرب (۱۵/۱۳۱) کے اندر کہا: غلاء اصل میں کہتے ہیں اوپر اٹھنے اور ہر چیز میں تجاور کرنے کو۔

اسی سے کہتے ہیں: (غلا فی الدین) جب دین کے اندر حد سے تجاوز کیا جائے، قرآن کے اندر وارد ہوا ہے: {يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ} ترجمہ: اے اہل کتاب! اپنے دین میں حد سے نہ گزرو۔

اور حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

(وَإِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ)

ترجمہ: اور تم اپنے آپ کو دین میں غلو سے بچاؤ۔ کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو ان کے دین میں غلو ہی نے ہلاک کر دیا ہے۔

یعنی حد سے تجاوز اور سختی نہ کرو جیسا کہ دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هَذَا الدِّينَ مَتِينٌ فَأَوْغِلُوا فِيهِ بِرِفْقٍ۔

ترجمہ: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ دین بڑا سنجیدہ اور مضبوط ہے، لہٰذا اس میں نرمی کو شامل رکھا کرو۔

غلو کا ایک دوسرا معنی: مخفی امور کو تلاش کرنا، ان کی علتوں اور اسباب کا پتہ لگانا۔

اسی سے یہ حدیث ہے:

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللَّهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ الْغَالِي فِيهِ وَالْجَافِي عَنْهُ وَإِكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ ".

ترجمہ: سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "معمر اور سن رسیدہ مسلمان کی اور حافظ قرآن کی جو نہ اس میں غلو کرنے والا ہو، اور نہ اس سے دور پڑ جانے والا ہو، اور عادل بادشاہ کی عزت وتکریم دراصل اللہ کے اجلال وتکریم ہی کا ایک حصہ ہے۔

غلو کرنے والے سے مراد ایسا شخص ہے جو قرآن مجید پر عمل کرنے، اس کے متشابہات کے معانی میں کھوج کرنے نیز اس کی قرات اور اس کے حروف کو مخارج سے ادائیگی میں حد سے تجاوز کرنے والا ہو۔ (مترجم)۔

یہاں پر غلو کہا گیا ہے کیونکہ تلاوت قرآن کے آداب واخلاق میں سے یہ ہیکہ میانہ روی اپنایا جائے کیونکہ اسکے دونوں کنارے شریعت میں مذموم ہیں۔

جب ہم نے غلو کا معنی اور مفہوم سمجھ لیا تو اب ضروری ہوگیا ہے کہ اس کی مذمت پر کتاب اللہ اور سنت رسول سے دلائل بھی جان لیں، چنانچہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَآمِنُوا خَيْرًا لَكُمْ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا} ترجمہ: اے لوگو! بلا شبہ تمھارے پاس یہ رسول حق کے ساتھ تمھارے رب کی طرف سے آیا ہے، پس تم ایمان لے آؤ، تمھارے لیے بہتر ہوگا اور اگر کفر کرو تو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ ہمیشہ سے سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔

مزید اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ انْتَهُوا خَيْرًا لَكُمْ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَهٌ وَاحِدٌ سُبْحَانَهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا} ترجمہ: اے اہل کتاب! اپنے دین کے بارے میں حد سے نہ گزر جاؤ اور اللہ پر بجز حق کے اور کچھ نہ کہو، مسیح عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) تو صرف اللہ تعالیٰ کے رسول اور اس کے کلمہ (کن سے پیدا شدہ) ہیں، جسے مریم (علیہا السلام) کی طرف ڈال دیا تھا اور اس کے پاس کی روح ہیں اس لئے تم اللہ کو اور اس کے سب رسولوں کو مانو اور نہ کہو کہ اللہ تین ہیں، اس سے باز آجاؤ کہ تمہارے لئے بہتری ہے، اللہ عبادت کے لائق تو صرف ایک ہی ہے اور وہ اس سے پاک ہے کہ اس کی اولاد ہو، اسی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور اللہ کافی ہے کام بنانے والا۔

حافظ ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں کہا:

اللہ تعالی یہاں پر اہل کتاب کو غلو کرنے سے منع کر رہا ہے، اور یہ چیز عیسائیوں کے یہاں بہت پائی جاتی ہے، انہوں نے عیسی علیہ السلام کی نبوت کی صرف تصدیق ہی نہیں کی بلکہ انہیں انکے نبوت کے مقام سے اٹھا کر معبود کے مقام تک پہونچا دیا اور پھر انکی پرستش کرنے لگے۔

بلکہ ان کے پیروکاروں تک میں غلو سے کام لیا، چنانچہ ان کے اندر عصمت کو ثابت کیا اور ان کی ساری باتوں کو من وعن مان لیا خواہ وہ حق ہوں یا باطل، گمراہی ہوں یا بھلائی، سچ ہو یا جھوٹ، اسی لئے اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ} ترجمہ: انھوں نے اپنے عالموں اور اپنے درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنا لیا اور مسیح ابن مریم کو بھی، حالانکہ انھیں اس کے سوا حکم نہیں دیا گیا تھا کہ ایک معبود کی عبادت کریں، کوئی معبود نہیں مگر وہی، وہ اس سے پاک ہے جو وہ شریک بناتے ہیں۔

مسند امام احمد کے اندر یہ حدیث مروی ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتْ النَّصَارَى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَام فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ فَقُولُوا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

ترجمہ: سیدنا ابن عباس سے مروی ہے کہ عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عیسائیوں نے جس طرح حضرت عیسی علیہ السلام کو حد سے زیادہ آگے بڑھایا مجھے اس طرح مت بڑھاؤ، میں تو اللہ کا بندہ ہوں، لہذا تم مجھے اس کا بندہ اور پیغمبر ہی کہا کرو۔

اسی طرح سے صحیح بخاری میں وارد ہوا ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ سَمِعَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، يَقُولُ: عَلَى الْمِنْبَرِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: " لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ، فَقُولُوا: عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ".

ترجمہ: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ کہتے سنا تھا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے میرے مرتبے سے زیادہ نہ بڑھاؤ جیسے عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو نصاریٰ نے ان کے رتبے سے زیادہ بڑھا دیا ہے۔ میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں، اس لیے یہی کہا کرو (میرے متعلق) کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔"

امام احمد نے کہا:

حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا مُحَمَّدُ يَا سَيِّدَنَا وَابْنَ سَيِّدِنَا وَخَيْرَنَا وَابْنَ خَيْرِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِتَقْوَاكُمْ وَلَا يَسْتَهْوِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ وَاللّٰهِ مَا أُحِبُّ أَنْ تَرْفَعُونِي فَوْقَ مَنْزِلَتِي الَّتِي أَنْزَلَنِي اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ

ترجمہ: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اے ہمارے سردار ابن سردار، اے ہمارے خیر ابن خیر! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! تقویٰ کو اپنے اوپر لازم کرلو، شیطان تم پر حملہ نہ کر دے، میں صرف محمد بن عبداللہ ہوں، اللہ کا بندہ اور اس کا پیغمبر ہوں، بخدا! مجھے یہ چیز پسند نہیں ہے کہ تم مجھے میرے مرتبے" جو اللہ کے یہاں ہے" بڑھا چڑھا کر بیان کرو۔

تفسیر ابن کثیر: ۱/ ۵۹۰

غلو کی کتنی قسمیں ہیں؟

غلو کی کئی قسمیں ہیں، اور وہ درج ذیل ہیں:

۱-شخصیات میں غلو، جس طرح عیسائیوں نے عیسی علیہ السلام کے اندر غلو کیا، شیعوں نے سیدنا علی اور انکی ذریت میں غلو کیا، نصاری نے عیسی کو معبود کے مقام تک پہونچا دیا، اور یہ گمان کرلیا کہ وہ اللہ کے بیٹے تھے، اللہ نے ان کے ان دونوں دعووں کو رد کردیا چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے: {مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ أَنَّى يُؤْفَكُونَ[75]قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ[76] قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ} ترجمہ: مسیح ابن مریم سوا پیغمبر ہونے کے اور کچھ بھی نہیں، اس سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو چکے ہیں ان کی والدہ ایک راست باز عورت تھیں دونوں ماں بیٹے کھانا کھایا کرتے تھے، آپ دیکھیے کہ کس طرح ہم ان کے سامنے دلیلیں رکھتے ہیں پھر غور کیجیئے کہ کس طرح وہ پھرے جاتے ہیں [75]۔آپ کہہ دیجیئے کہ کیا تم اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہارے کسی نقصان کے مالک ہیں نہ کسی نفع کے، اللہ ہی خوب سننے اور پوری طرح جاننے والا ہے [76] کہہ دیجیئے اے اہل کتاب! اپنے دین میں ناحق غلو اور زیادتی نہ کرو اور ان لوگوں کی نفسانی خواہشوں کی پیروی نہ کرو جو پہلے سے بہک چکے ہیں اور بہتوں کو بہکا بھی چکے ہیں اور سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں۔

جس طرح عیسی علیہ السلام کے اندر عیسائی غلو کرتے ہیں اسی طرح علی اور انکی ذریت کے اندر شیعہ

بھی غلو کرتے ہیں، چنانچہ ان میں سے بعض نے تو انکے اندر الوہیت کا دعوی کر دیا، اور بعض نے آپ کو اور آپ کی اولاد کو معصوم مان لیا۔

انہیں کی طرح صوفی بھی اپنے مشائخ کے اندر غلو کرتے ہیں، اسکی بہت ساری مثالیں ہیں۔

۲-فکری غلو؛ یہ پہلے کے مقابلے زیادہ خطرناک ہے، کیونکہ شخصیات میں غلو صرف غلو کرنے والے کے لئے خطرہ اور تباہی ہے، جبکہ فکری غلو دین کیلئے خطرہ ہے، قوموں کیلئے خطرہ ہے، ملکوں اور معاشروں کیلئے خطرہ ہے، اس سے ساری چیزیں تباہ ہو جاتی ہیں، جیسے دہشت گرد مفسد خوارج کا غلو، یہ فکر جس بھی قوم کے اندر آئے گی وہ قوم تباہ ہو جائے گی؛ کیونکہ یہ صرف فساد چاہتے ہیں، اور گمان کر رہے ہوتے ہیں کہ وہ اصلاح کر رہے ہیں، یہ تخریب مچاتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ اپنے ان تخریبی اعمال سے اللہ کا تقرب حاصل کر رہے ہیں، وہ معصوموں کا خون بہا رہے ہوتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ وہ جہاد کر رہے ہیں، ہمارے ملک میں جو کچھ ہوا یہی اسکے لئے سب سے بڑی دلیل ہے، اسی طرح ماضی قریب میں الجزائر کے اندر جو کچھ ہو چکا ہے۔

مسلمان بھائیو! یہ فکر جہاں بھی پائی جاتی ہے وہاں فتنہ وفساد اور انارکی کا دور دورہ ہوتا ہے، بدامنی اور متزلزل کیفیت کا سماں رہتا ہے، خوف وہراس اور بے چینی عام ہوتی ہے، بلکہ خوارج کی یہ فکر جس معاشرے میں پنپ جاتی ہے وہاں سے دین کا خاتمہ ہو جاتا ہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ کالعدم ہو جاتا ہے، وہاں صرف فتنہ وفساد کا بول بالا ہوتا ہے، اور جہاں فسادی ہوں وہاں آخر فساد کے سوا کیا ہوگا، وہاں پر مصلحین اور نیک لوگ ستائے جائیں گے، یہ مفسدین ایسے نیک لوگوں کو بزدل کہتے ہیں۔

یہ خوارج دوسروں کو مرتد مانتے ہیں اسی لئے اسی لئے معصوم جانوں کو حلال سمجھ کر انہیں قتل کر دیتے ہیں، ان کے جان ومال کو حلال سمجھ کر انہیں لوٹ لیتے ہیں، بلکہ ان کی عزتوں تک کو پامال کر دیتے ہیں۔

ہمیں یہ بتایا گیا کہ الجزائر کے اندر اس فکر کے لوگوں کا جب غلبہ ہوا تو ان میں سے کچھ ایسے غالی قسم کے پائے گئے جنہوں نے اپنے ماں باپ کو قتل کر دیا، اب آپ سوچیں کہ اس سے سنگین اور خطرناک غلو اور کیا ہو سکتی ہے۔

اسی لئے نبی رحمت محمد ﷺ نے اس غالی مفسد تخریبی فکر سے بہت ساری حدیثوں میں ڈرایا ہے اور اس سے دور رہنے کی تاکید کی ہے، یہ حدیثیں تواتر کے حد تک پہونچی ہوئی ہیں، چنانچہ یہ روایت صحیح مسلم کی ہے جس کے اندر خوارج کی علامت اور اس فکر کی سنگینی کو واضح کیا گیا ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: بَعَثَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ بِالْيَمَنِ، بِذَهَبَةٍ فِي تُرْبَتِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَسَمَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ: الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيُّ، وَعُيَيْنَةُ بْنُ بَدْرٍ الْفَزَارِيُّ، وَعَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيُّ، ثُمَّ أَحَدُ بَنِي كِلَابٍ، وَزَيْدُ الْخَيْرِ الطَّائِيُّ، ثُمَّ أَحَدُ بَنِي نَبْهَانَ، قَالَ: فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ، فَقَالُوا: أَتُعْطِي صَنَادِيدَ نَجْدٍ وَتَدَعُنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنِّي إِنَّمَا فَعَلْتُ ذَلِكَ لِأَتَأَلَّفَهُمْ ". فَجَاءَ رَجُلٌ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِينِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ، فَقَالَ: اتَّقِ اللَّهَ يَا مُحَمَّدُ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " فَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ إِنْ عَصَيْتُهُ أَيَأْمَنُنِي عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُونِي "، قَالَ: ثُمَّ أَدْبَرَ الرَّجُلُ فَاسْتَأْذَنَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فِي قَتْلِهِ، يُرَوْنَ أَنَّهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا، قَوْمًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ ".

ترجمہ: سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یمن سے کچھ سونا بھیجا مٹی میں ملا ہو (یعنی کان سے جیسا نکلا تھا ویسا ہی تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چار آدمیوں میں بانٹا، اقرع بن حابس اور عیینہ بن بدر اور علقمہ بن علاثہ عامری اور ایک شخص بنی نبہان سے اور اس پر قریش بہت جلے اور کہنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نجد کے سرداروں کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں ان کو اس لئے دیتا ہوں کہ ان کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا ہو۔" اتنے میں ایک شخص آیا کہ اس کی داڑھی گھنی تھی، گال پھولے ہوئے تھے آنکھیں گڑھے میں گھسی ہوئی تھیں ماتھا اونچا تھا سر منڈا ہوا تھا اور اس نے آ کر کہا: اللہ سے ڈرا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر میں نافرمانی کروں گا تو پھر اللہ تعالیٰ کی کون اطاعت کرے گا (معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام سے بڑھ کر کسی کا درجہ نہیں) اور اللہ تعالیٰ نے مجھے زمین والوں پر امانتدار مقرر فرمایا اور تم لوگ امانتدار نہیں جانتے۔" پھر وہ آدمی پیٹھ موڑ کر چلا گیا اور ایک شخص نے اجازت مانگی قوم میں سے اس کے قتل کی لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک اس کی اصل میں سے ایک قوم ہے کہ وہ لوگ قرآن پڑھتے ہیں اور ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترتا اور اہل اسلام کو قتل کرتے ہیں اور بت پرستوں کو چھوڑ دیتے ہیں، اسلام سے ایسا نکل جاتے ہیں جیسے تیر نکل جاتا ہے شکار سے اگر میں ان کو پاتا تو ایسا قتل کرتا جیسے عاد قتل ہوئے ہیں۔" (یعنی جڑ پیر سے اڑا دیتا جیسے عاد کو باد نے برباد کیا)۔

امام مسلم نے اسی طرح کی آگے ایک اور روایت نقل کی ہے:

عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي نُعْمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، يَقُولُ: بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ بِذَهَبَةٍ فِي أَدِيمٍ مَقْرُوظٍ، لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا، قَالَ: فَقَسَمَهَا

بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ: بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنٍ، وَالْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ، وَزَيْدِ الْخَيْلِ، وَالرَّابِعُ إِمَّا عَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ وَإِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: كُنَّا نَحْنُ أَحَقَّ بِهَذَا مِنْ هَؤُلَاءِ، قَالَ: فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: " أَلَا تَأْمَنُونِي وَأَنَا أَمِينُ مَنْ فِي السَّمَاءِ، يَأْتِينِي خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً "، قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ مُشَمَّرُ الْإِزَارِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اتَّقِ اللَّهَ، فَقَالَ: " وَيْلَكَ أَوَلَسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَنْ يَتَّقِيَ اللَّهَ "، قَالَ: ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ، فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ؟، فَقَالَ: " لَا لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ يُصَلِّي "، قَالَ خَالِدٌ: وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُولُ بِلِسَانِهِ مَا لَيْسَ فِي قَلْبِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنِّي لَمْ أُومَرْ أَنْ أَنْقُبَ عَنْ قُلُوبِ النَّاسِ، وَلَا أَشُقَّ بُطُونَهُمْ "، قَالَ: ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ، فَقَالَ: " إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا، قَوْمٌ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ رَطْبًا، لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ، كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ "، قَالَ: أَظُنُّهُ قَالَ: " لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُودَ ".

ترجمہ: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ سونا بھیجا ایک چمڑے میں جو بول کی چھال سے رنگا ہوا تھا اور مٹی بھی جدا نہیں ہوا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار آدمیوں میں بانٹا۔ عیینہ بن بدر اور اقرع بن حابس اور زید خیل میں اور چوتھے علقمہ بن علاثہ تھے یا عامر بن طفیل تو ایک شخص نے آپ کے اصحاب میں سے کہا کہ ہم اس کے زیادہ حقدار تھے ان لوگوں سے اور یہ خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم مجھے امانتدار نہیں جانتے اور میں اس کا امانتدار ہوں جو آسمان کے اوپر ہے (یعنی اللہ تعالیٰ اس سے

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر ہے نہ جیسا ملاعین جہمیہ جو مفسدانِ دین ہیں خیال کرتے ہیں اور برق و بجلی کی طرح اہل سنت پر کڑکتے ہیں کہ ذات مقدس ہر جگہ ہے (معاذ الله من ذلك) اور یہ ملاعین بیہودہ عقائد جہمیہ کو جان جہان جانتے ہیں اور عقیدہ انبیاء کو وہم و گمان سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے شر سے ہر بشر کو محفوظ رکھے) آتی ہے مجھے خبر آسمان کی صبح اور شام۔" پھر ایک شخص کھڑا ہوا جس کی دونوں آنکھیں گھڑے میں گھسی ہوئی تھیں، دونوں گال پھولے ہوئے تھے، پیشانی ابھری ہوئی تھی، سر منڈا ہوا تھا، تہہ بند اٹھائے ہوئے کہنے لگا: یارسول اللہ! اللہ سے ڈر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خرابی ہے تیری تو کیا سب زمین والوں سے بڑھ کر مستحق نہیں۔ اللہ سے ڈرنے کا۔" (یعنی سب سے زیادہ تو تو ہے مستحق اس سے ڈرنے کا اس لئے کہ اس کے رسول سے بے ادبی کرتا ہے) پھر وہ شخص چلا اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ! کیا میں اس کی گردن نہ ماروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں شاید یہ نماز پڑھتا ہو۔" (معلوم ہوا کہ وہ اکثر حاضر باش خدمت مبارک بھی نہ تھا ورنہ ایسی حرکت سرزد نہ ہوتی) سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے کہا: بہت نماز پڑھنے والے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ آپ اپنی زبان سے وہ باتیں کرتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے یہ حکم نہیں ہوا کہ کسی کا دل چیر کر دیکھوں، نہ یہ کہ کسی کا پیٹ پھاڑوں۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا اور وہ پیٹھ موڑے جارہا تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس کی اصل سے ایسے لوگ نکلیں گے کہ وہ اللہ کی کتاب آسانی سے پڑھیں گے مگر گلے سے نیچے نہیں اترے گی (یہی حال ہے اہل بدعت کا یک شنبہ قرآن پڑھیں گے مگر عقیدہ یہ رکھیں گے کہ قرآن کا ترجمہ پڑھنے سے آدمی گمراہ ہو جاتا ہے پھر قرآن کا مضمون کیونکر گلے اترے) نکل جائیں گے دین سے جیسے تیر نکل جاتا ہے شکار سے۔" (یعنی تمام اعمال صالحہ خیر و صدقات صلوٰۃ و زکوٰۃ حج و صیام سب کچھ بجالاتے ہیں مگر شرک و بدعت کی شومی سے جو ان کے عقائد و اعمال میں گھسی ہوئی ہے کوئی نیکی قبول نہیں جیسے تیر نکل گیا تو اس میں خون بھی

نہیں بھرتا) راوی نے کہا: میں گمان کرتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: "اگر میں ان کو پاؤں تو ثمود کی طرح قتل کروں۔"

صحیح بخاری میں کتاب فضائل القرآن کے اندر مختلف الفاظ سے کچھ یوں مروی ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:" يَخْرُجُ فِيكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ، وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ، وَيَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يَرَى شَيْئًا، وَيَنْظُرُ فِي الْقِدْحِ فَلَا يَرَى شَيْئًا، وَيَنْظُرُ فِي الرِّيشِ فَلَا يَرَى شَيْئًا، وَيَتَمَارَى فِي الْفُوقِ".

ترجمہ: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں ایک قوم ایسی پیدا ہوگی کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلہ میں حقیر سمجھو گے، ان کے روزوں کے مقابلہ میں تمہیں اپنے روزے اور ان کے عمل کے مقابلہ میں تمہیں اپنا عمل حقیر نظر آئے گا اور وہ قرآن مجید کی تلاوت بھی کریں گے لیکن قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو پار کرتے ہوئے نکل جاتا ہے اور وہ بھی اتنی صفائی کے ساتھ (کہ تیر چلانے والا) تیر کے پھل میں دیکھتا ہے تو اس میں بھی (شکار کے خون وغیرہ کا) کوئی اثر نظر نہیں آتا۔ اس سے اوپر دیکھتا ہے وہاں بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ تیر کے پر کو دیکھتا ہے اور وہاں بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ بس سوفار میں کچھ شبہ گزرتا ہے۔

اور ایک دوسری امام بخاری ہی نے ایک دوسری روایت نقل کی ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:"

يَخْرُجُ نَاسٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَيَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ حَتَّى يَعُودَ السَّهْمُ إِلَى فُوقِهِ قِيلَ مَا سِيمَاهُمْ؟ قَالَ: سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ، أَوْ قَالَ التَّسْبِيدُ".

ترجمہ: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کچھ لوگ مشرق کی طرف سے نکلیں گے اور قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، یہ لوگ دین سے اس طرح دور پھینک دیئے جائیں گے جیسے تیر پھینک دیا جاتا ہے۔ پھر یہ لوگ کبھی دین میں نہیں واپس آسکتے، یہاں تک کہ تیر اپنی جگہ (خود) واپس آجائے، پوچھا گیا کہ ان کی علامت کیا ہوگی؟ تو فرمایا کہ ان کی علامت سر منڈوانا ہوگی۔"

صحیح مسلم کے اندر ایک دوسری روایت کچھ طرح منقول ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي، أَوْ سَيَكُونُ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي، قَوْمٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَلَاقِيمَهُمْ، يَخْرُجُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَخْرُجُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ ". فَقَالَ ابْنُ الصَّامِتِ: فَلَقِيتُ رَافِعَ بْنَ عَمْرٍو الْغِفَارِيَّ أَخَا الْحَكَمِ الْغِفَارِيِّ، قُلْتُ: مَا حَدِيثٌ سَمِعْتُهُ مِنْ أَبِي ذَرٍّ كَذَا وَكَذَا، فَذَكَرْتُ لَهُ هَذَا الْحَدِيثَ، فَقَالَ: وَأَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بعد میرے میری امت سے یا فرمایا: اب ہوگی بعد میرے میری امت میں وہ قوم کہ قرآن پڑھیں گے اور ان کے حلقوں میں سے نیچے نہ اترے گا دین سے وہ ایسا نکل جائیں گے جیسے کہ تیر نکلتا ہے شکار سے اور پھر نہ آئیں گے وہ دین

میں وہ ساری مخلوق سے بدتر ہیں۔ ابن صامت نے کہا کہ پھر میں ملا رافع بن عمرو غفاری سے جو حکم غفاری کے بھائی ہیں اور میں نے کہا: وہ کیا حدیث ہے جو میں نے سنی ہے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ایسے ایسے؟ اور ذکر کی میں نے یہ حدیث تو انہوں نے کہا: میں نے سنی ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

مزید آگے ایک اور روایت نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، حَدَّثنا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ، حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ الْجُهَنِيُّ، أَنَّهُ كَانَ فِي الْجَيْشِ الَّذِينَ كَانُوا مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، الَّذِينَ سَارُوا إِلَى الْخَوَارِجِ، فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: " يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، لَيْسَ قِرَاءَتُكُمْ إِلَى قِرَاءَتِهِمْ بِشَيْءٍ، وَلَا صَلَاتُكُمْ إِلَى صَلَاتِهِمْ بِشَيْءٍ، وَلَا صِيَامُكُمْ إِلَى صِيَامِهِمْ بِشَيْءٍ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ يَحْسِبُونَ أَنَّهُ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ، لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَوْ يَعْلَمُ الْجَيْشُ الَّذِينَ يُصِيبُونَهُمْ، مَا قُضِيَ لَهُمْ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَّكَلُوا عَنِ الْعَمَلِ، وَآيَةُ ذَلِكَ أَنَّ فِيهِمْ رَجُلًا لَهُ عَضُدٌ، وَلَيْسَ لَهُ ذِرَاعٌ عَلَى رَأْسِ عَضُدِهِ مِثْلُ حَلَمَةِ الثَّدْيِ، عَلَيْهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ، فَتَذْهَبُونَ إِلَى مُعَاوِيَةَ وَأَهْلِ الشَّامِ، وَتَتْرُكُونَ هَؤُلَاءِ يَخْلُفُونَكُمْ فِي ذَرَارِيِّكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ، وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونُوا هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ، فَإِنَّهُمْ قَدْ سَفَكُوا الدَّمَ الْحَرَامَ وَأَغَارُوا فِي سَرْحِ النَّاسِ، فَسِيرُوا عَلَى اسْمِ اللَّهِ "، قَالَ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ: فَنَزَّلَنِي زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ مَنْزِلًا، حَتَّى قَالَ: مَرَرْنَا عَلَى قَنْطَرَةٍ فَلَمَّا الْتَقَيْنَا، وَعَلَى الْخَوَارِجِ يَوْمَئِذٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ الرَّاسِبِيُّ، فَقَالَ لَهُمْ: أَلْقُوا الرِّمَاحَ

وَسُلُّوا سُيُوفَكُمْ مِنْ جُفُونِهَا، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يُنَاشِدُوكُمْ كَمَا نَاشَدُوكُمْ يَوْمَ حَرُورَاءَ، فَرَجَعُوا فَوَحَّشُوا بِرِمَاحِهِمْ وَسَلُّوا السُّيُوفَ وَشَجَرَهُمُ النَّاسُ بِرِمَاحِهِمْ، قَالَ: وَقُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، وَمَا أُصِيبَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ إِلَّا رَجُلَانِ، فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: الْتَمِسُوا فِيهِمُ الْمُخْدَجَ. فَالْتَمَسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ، فَقَامَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِنَفْسِهِ حَتَّى أَتَى نَاسًا، قَدْ قُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، قَالَ: أَخِّرُوهُمْ فَوَجَدُوهُ مِمَّا يَلِي الْأَرْضَ فَكَبَّرَ، ثُمَّ قَالَ: صَدَقَ اللَّهُ وَبَلَّغَ رَسُولُهُ، قَالَ: فَقَامَ إِلَيْهِ عَبِيدَةُ السَّلْمَانِيُّ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَسَمِعْتَ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: إِي وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ حَتَّى اسْتَحْلَفَهُ ثَلَاثًا وَهُوَ يَحْلِفُ لَهُ.

ترجمہ: زید بن وہب جہنی سے روایت ہے کہ وہ اس لشکر میں تھے جو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ خوارج پر گیا تھا انہوں نے کہا کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے: ایک قوم نکلے گی میری امت سے کہ قرآن پڑھیں گے ایسا کہ تمہارا پڑھنا ان کے آگے کچھ نہ ہوگا اور نہ تمہاری نماز ان کی نماز کے آگے کچھ ہوگی اور نہ تمہارا روزہ ان کے روزوں کے آگے کچھ ہوگا قرآن پڑھ کو وہ سمجھیں گے کہ ہمارا اس میں فائدہ ہے اور وہ ان کا ضرر ہوگا نماز ان کے گلوں سے نہ اترے گی، نکل جائیں گے اسلام سے جیسے تیر شکار سے۔" اگر وہ لشکر جو ان پر جائے گا جان لے اس بشارت کو جس کا بیان فرمایا گیا ہے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر تو بھروسا کرے اسی عمل پر (یہ سمجھ لے کہ اب عمل کی حاجت نہیں اتنا ثواب ان کے قتل میں ہے) اور نشانی ان کی یہ ہے کہ ان میں آدمی ہے کہ اس کے شانے کے سر پر عورت کے سر پستان کی مثل ہے۔ اور اس پر بال ہیں سفید رنگ کے اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم جاتے ہو معاویہ کی

طرف اہل شام پر اور ان کو چھوڑے جاتے ہو کہ یہ تمہارے پیچھے تمہاری اولاد اور اموال کو ایذا دیں اور میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ یہ وہی قوم ہے کہ اس لیے کہ انہوں نے خون بہایا حرام اور لوٹ لیا مواشی کو لوگوں کے سوا ان پر چلو اللہ کا نام لے کر۔ سلمہ بن کہیل نے کہا پھر بیان کیا مجھ سے زید نے ایک ایک منزل کا یہاں تک کہ کہا انہوں نے کہ گزرے ہم ایک پل پر (اور وہ پل تھا دبرخان کا چنانچہ نسائی کی روایت میں وارد ہوا ہے) پھر جب دونوں لشکر ملے اس دن خوارج کا سپہ سالار عبداللہ بن وہب راسبی تھا اور اس نے حکم دیا ان کو کہ اپنے نیزے پھینک دو اور تلواریں میان سے نکال لو اس لیے کہ میں ڈرتا ہوں کہ یہ لوگ تم پر ویسی بوچھاڑ نہ کریں جیسی حروراء کے دن کی تھی سو وہ پھرے اور اپنے نیزے پھینک دئیے اور تلواریں میان سے نکال لیں اور لوگ ان سے جا ملے اور ان کو اپنے نیزوں سے کونچ لیا اور ایک پھر دوسرا مقتول ہوا اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لشکر سے صرف دو آدمی کام آئے پھر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ڈھونڈو اس میں (مخدج) کو اور اس کو ڈھونڈا اور نہ پایا پھر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ خود کھڑے ہوئے اور ان مقتولوں کے پاس گئے جو ایک دوسرے پر پڑے ہوئے تھے اور آپ نے فرمایا کہ ان کو ہٹاؤ پھر اس کو پایا زمین سے لگا ہوا اور آپ نے کہا: اللہ اکبر! پھر فرمایا کہ سچا ہے اللہ تعالیٰ اور پیغام پہنچایا اس کے رسول نے۔ کہا راوی نے کہ پھر کھڑے ہوئے عبیدہ سلمانی اور عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین! قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ آپ نے سنا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں قسم ہے اللہ پاک کی کہ نہیں معبود ہے کوئی سوا اس کے یہاں تک کہ تین بار اس نے آپ کو قسم دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی اس پر کہ سنا ہے میں نے اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

سنن نسائی کی ایک روایت میں وارد ہوا ہے:

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " يَخْرُجُ قَوْمٌ

فِي آخِرِ الزَّمَانِ، أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقُولُونَ: مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ".

ترجمہ: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "آخری زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے جو کم سن اور کم عقل ہوں گے، بات چیت میں وہ لوگوں میں سب سے اچھے ہوں گے، لیکن ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا، وہ دین سے اسی طرح نکل جائیں گے، جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے، لہٰذا جب تم ان کو پاؤ تو انہیں قتل کرو کیونکہ ان کے قتل کرنے والے کو قیامت کے دن اجر ملے گا"۔

اسی طرح ان خوارج کے بارے میں وارد ہوا ہے کہ وہ اس سرزمین پر سب سے برے مقتول ہوں گے۔

دوسری جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سب سے خوش نصیب مقتول ہوگا جسے یہ خوارج قتل کریں گے۔

ایک دوسری جگہ فرمایا: خوش خبری ہے ان لوگوں کیلئے جو ان خوارج کو قتل کریں گے یا جنہیں یہ خوارج قتل کریں گے۔

اور ایک دوسری جگہ فرمایا: ان خوارج کو جہاں بھی پاؤ قتل کردو، کیونکہ ان کے قتل کرنے میں عند اللہ اجر وثواب ہے۔

ایک جگہ فرمایا: یہ دوزخی کتے ہیں۔

ایک جگہ فرمایا: اگر میں انہیں پاجاؤں تو قوم عاد کی طرح قتل کردو۔ ایک دوسری روایت میں قوم ثمود کا ذکر ہے۔

اور ایک دوسری روایت میں ان کے تعلق سے وارد ہوا ہے کہ یہ دین سے ایسے ہی نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتی ہے پھر وہ اسکی طرف کبھی بھی واپس نہیں آئیں گے۔

یعنی خوارج دین سے اس طرح نکل جائیں گے کہ وہ دین کا کچھ شائبہ تک ان کے اندر نہیں پایا جائے گا۔

خوارج کے قتل کرنے اور ان سے قتال کرنے کا حکم:

خوارج کو قتل کرنا اور ان سے قتال کرنا مذکورہ احادیث کی روشنی میں واجب ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجموع الفتاوی (۲۸ / ۵۱۲) کے اندر کہا:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خوارج سے قتال کرنے کے تعلق سے بہت ساری حدیثیں مروی ہیں، جو کہ اہل علم کے نزدیک متواتر کے حد کو پہونچی ہوئی ہیں، چنانچہ امام احمد نے کہا کہ خوارج کے تعلق سے صحیح حدیثوں کی تعداد دس تک پہونچتی ہے، جنہیں امام مسلم نے اپنی کتاب صحیح کے اندر نقل کیا ہے، ان میں سے تین حدیثوں کو امام بخاری نے بھی روایت کیا ہے، وہ سیدنا علی، سیدنا ابوسعید خدری اور سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہم کی ہیں۔ ان کے علاوہ سنن اور مسانید کے اندر بھی متعدد طرق سے یہ روایتیں مروی ہیں۔

ایک جگہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوارج کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

(يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ عِنْدَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ) ترجمہ: کچھ لوگ پیدا ہوں گے کہ تم اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابل ناچیز سمجھو گے۔ وہ قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن وہ ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔ یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے زوردار تیر جانور سے پار ہو جاتا ہے، لہذا جہاں کہیں تم ان سے ملو تم انہیں قتل کر دو، اس لیے کہ ان کا قتل کرنا،

قیامت کے روز اس شخص کے لیے اجروثواب کا باعث ہوگا جو انہیں قتل کرے گا، اگر میں ان کو پاتا تو ایسا قتل کرتا جیسے عاد قتل ہوئے ہیں۔" (یعنی جڑ پیر سے اڑا دیتا جیسے عاد کو باد نے برباد کیا)۔

ان خوارج سے سیدنا علی اور دیگر صحابہ نے قتال کیا تھا، اور ان کے قتال پر سلف امت کا اجماع ہے اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے، حالانکہ جنگ جمل اور جنگ صفین کو لیکر صحابہ کے اندر اختلاف پایا جاتا تھا؛ اس تعلق سے ان کے اندر تین آراء تھے: کچھ لوگوں نے سیدنا علی کے ساتھ مل کر قتال کیا تھا، کچھ لوگ آپ کے مخالف گروپ میں تھے، اور کچھ لوگ قتال سے دور تھے، وہ کسی کے ساتھ نہیں تھے۔

ایک بات قابل غور ہے کہ سیدنا علی نے جن خوارج سے قتال کیا تھا ان کا ساتھ کسی صحابی نے نہیں دیا تھا، اور نہ ہی کسی صحابی نے ان سے قتال کرنے سے منع کیا تھا۔

آگے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: پوری امت خوارج کی مذمت اور ان کی گمراہی پر متفق ہے، ہاں ان کی تکفیر کے تعلق سے اختلاف ہے اس بارے میں امام مالک کا دو مشہور قول ہے۔

علامہ ابن قدامہ نے المغنی (۱۲/ ۲۳۹) میں کہا: تیسرے وہ خوارج جو گناہ کی نبیاد پر تکفیر کرتے ہیں، جو سیدنا عثمان، علی، طلحہ، زبیر اور بہت سے صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں، جو مسلمانوں کے جان ومال کو حلال سمجھتے ہیں سوائے ان کے جو ان کے ساتھ خروج کرے، تو ان خوارج کے بارے میں عام طور سے ہمارے متاخرین فقہاء کی رائے یہی ہے کہ وہ باغی ہیں، ان کے ساتھ باغیوں والا سلوک کیا جائے گا۔

یہی ابوحنیفہ، شافعی اور جمہور فقہاء اور بہت سارے اہل حدیث کا قول ہے، اور امام مالک کہتے ہیں کہ ان سے توبہ کرایا جائے گا، اگر توبہ کرلیا تو ٹھیک ورنہ انکے فساد فی الارض کی وجہ سے قتل کیا جائے گا نہ کہ انکے کفر کی وجہ سے، اور اہل حدیثوں میں سے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ مرتد کفار ہیں ان کا حکم مرتد کا ہوگا، چنانچہ ان کا جان ومال حلال ہوگا، اور اگر وہ قلعہ بند ہوجاتے ہیں اور انکی حکومت بن جاتی ہے تو وہ دوسرے کفار کی طرح اہل حرب سمجھے جائیں گے، اور اگر وہ حاکم وقت کے قبضے میں ہوں تو ان سے

مرتدین کی طرح توبہ کرایا جائے گا، اگرتوبہ کرلیا تو ٹھیک ورنہ انکی گردن ماردی جائے گی، اوران کا مال مال غنیمت سمجھا جائے گا، ان کی اولاد اس مال کا وارث نہیں بلکہ مسلمان وارث ہوں گے۔

یہاں تک کہ آگے کہا: صحیح یہ ہیکہ آغاز ہی میں خوارج کا قتل کرنا جائز ہے، ان کے زخمیوں کو مار دیا جائے گا؛ اسلئے کہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں قتل کرنے کا حکم دیا ہے، اور جو انہیں قتل کرے اسکے لئے اجر وثواب کا وعدہ کیا ہے، اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: اگر تم اترا نے نہ لگتے تو میں تمہیں بتلایا کہ کس طرح اللہ نے اپنے نبی محمد ﷺ کی زبانی ان لوگوں کیلئے وعدہ کیا ہے جو انہیں قتل کریں گے، اوران کے برے اعمال اور بدعات اس بات کا تقاضہ کرتے ہیں کہ ان کا خون حلال ہو جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے خبر دی ہے کہ ان کا گناہ بہت بڑا ہے، یہ مخلوق میں سب سے برے ہیں، یہ دین سے نکلے ہوئے ہیں، یہ جہنمی کتے ہیں، مزید آپ ﷺ نے ان کے قتل کرنے پر ابھارا ہے اور یہ خبر دی ہے کہ اگر میں انہیں پاجاؤں تو قوم عاد کی طرح قتل کردوں۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی نے اپنی کتاب [معرفۃ السنن والآثار: ۱۲/ ۲۲۹) کے اندر کہا: امام شافعی نے آیت سے ان کے قتل کے جواز پر استدلال کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: وہ آیت اللہ تعالی کا یہ قول ہے: {وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ} ترجمہ: اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں میل ملاپ کرا دیا کرو۔ پھر اگر ان دونوں میں سے ایک جماعت دوسری جماعت پر زیادتی کرے تو تم (سب) اس گروہ سے جو زیادتی کرتا ہے لڑو۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے، اگر لوٹ آئے تو پھر انصاف کے ساتھ صلح کرادو اور عدل کرو بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اسی طرح اس واقعے سے بھی استدلال کیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مانعین زکاۃ سے قتال کیا تھا، اوراسی طرح درج ذیل اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " تَمْرُقُ مَارِقَةٌ عِنْدَ فُرْقَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، يَقْتُلُهَا أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ ".

ترجمہ: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک فرقہ جدا ہو جائے گا جب مسلمانوں میں پھوٹ ہوگی اور اس کو قتل کرے گا وہ گروہ جو قریب ہوگا دونوں گروہوں میں حق سے۔"

اسی طرح مسند احمد کی اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے:

عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ وَسَأَلَهُ هَلْ سَمِعْتَ فِي الْخَوَارِجِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ سَمِعْتُ وَالِدِي أَبَا بَكْرَةَ يَقُولُ عَنْ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا إِنَّهُ سَيَخْرُجُ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ أَشِدَّاءُ أَحِدَّاءُ ذَلِقَةٌ أَلْسِنَتُهُمْ بِالْقُرْآنِ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ أَلَا فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ فَأَنِيمُوهُمْ ثُمَّ إِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ فَأَنِيمُوهُمْ فَالْمَأْجُورُ قَاتِلُهُمْ۔

ترجمہ: سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے بعد میری امت میں ایک ایسی قوم بھی آئے گی جو بہت تیز اور سخت ہوگی قرآن تو پڑھے گی لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا جب جب تمہارا ان سے سامنا ہو تب تب تم انہیں قتل کرنا کہ ان کے قاتل کو اجروثواب دیا جائے گا۔

اسی طرح صحیحین کی اس مشہور روایت سے بھی استدلال کیا ہے:

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " يَخْرُجُ قَوْمٌ

فِي آخِرِ الزَّمَانِ، أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقُولُونَ: مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ. يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ".

ترجمہ: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "آخری زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے جو کم سن اور کم عقل ہوں گے، بات چیت میں وہ لوگوں میں سب سے اچھے ہوں گے لیکن ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا، وہ دین سے اسی طرح نکل جائیں گے، جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے، لہذا جب تم ان کو پاؤ تو انہیں قتل کرو کیونکہ ان کے قتل کرنے والے کو قیامت کے دن اجر ملے گا"۔

اسکے بعد امام شافعی نے کہا: اس طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی قوم سے قتال کرنے کا حکم دیا ہے جو خروج کرتی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے اوصاف بھی بتا دیئے، اور میں کسی صحابی کے بارے میں نہیں جانتا جنہوں نے خوارج سے قتال کرنے میں سیدنا علی پر اعتراض کیا ہو۔

پھر اس کے بعد امام بیہقی نے کہا: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کا مفہوم یہی لیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوارج سے قتال کا حکم دیا ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکی نشانی بتاتے ہوئے کہا تھا کہ ان میں ایک آدمی مخدج ہوگا۔

میں کہتا ہوں: وہ شخص اہل نہروان میں پایا گیا تھا، جس کی وجہ سے ان کے خوارج ہونے میں کسی کو شک نہیں رہ گیا، اور دوسری حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کی جتنی نشانیاں بتلائی گئی ہیں وہ سب ان کے اندر موجود تھیں، وہ بہت سخت دل تھے، تیز زبان والے، کم عمر والے اور کم عقل تھے، وہ قرآن پڑھتے مگر اسکی مخالفت کرتے تھے، اور یہی چیز انکے عدم ایمان پر دلالت کرتی ہے، اسی لئے قرآن انکے حلق سے نیچے نہیں اترتا تھا، وہ مسلمانوں کو قتل کرتے تھے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیتے تھے، اسی طرح وہ

گناہوں کی بنیاد پر مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں، اسی لئے ان کا شاعر کہتا ہے:

صل ما شئت وصم فالدين لا　　　يعرف العابد من صلى وصاما

أنت قسيس من الرهبان ما　　　أنت من أحمد يكفيك الملاما

ترجمہ: جو چاہو نماز پڑھو اور روزہ رکھو، دین کسی عابد کو نہیں پہچانتا کہ کس نے نماز پڑھی اور کس نے روزہ رکھا۔ تم راہب ہو کہ پادری اگر احمد سے واسطہ نہیں تو یہی تمہاری ملامت کیلئے کافی ہے۔

جبکہ دوسری طرف اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: {وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ} ترجمہ: اور انھیں اس کے سوا حکم نہیں دیا گیا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، اس حال میں کہ اس کے لیے دین کو خالص کرنے والے، ایک طرف ہونے والے ہوں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہی مضبوط ملت کا دین ہے۔

اور اس شخص سے جس نے یہ سوال کیا کہ اے رسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا: اسکے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ تو اس آدمی نے بڑے ہی اطمینان سے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میں کوئی زیادہ روزہ نماز اور صدقہ تو نہیں کیا ہے، البتہ مجھے اللہ اور اسکے رسول سے محبت ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اسی کے ساتھ رہو گے جس سے تمہیں محبت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ اقرار کیا کہ عبادت نماز، روزہ اور اس طرح کے دوسرے امور ہیں، اور یہ دہشت گرد خوارج موحد مسلمانوں کو جو نماز روزہ اور صدقہ کرتے ہیں ان کی تکفیر کرتے ہیں محض کچھ گناہوں کے ارتکاب کرنے کی وجہ سے، ایسے گناہ جن سے کوئی اانسان محفوظ نہیں رہتا، اگر معاملہ اسی طرح ہو جیسا یہ عقیدہ رکھتے ہیں تو پھر دنیا میں کوئی مسلمان بچے گا ہی نہیں، بلا شبہ وہ خود اپنے عقیدے کی بنیاد پر کافر ٹھہریں گے۔

خوارج کو قتل کون کرے گا؟

وہ حکام انہیں قتل کریں گے جن کے ہاتھ میں امور سلطنت کا باگ ڈور ہوتا ہے، وہی ان کے باطل افکار اور گمراہیوں سے لوگوں کو بچائیں گے، جس کی وجہ سے معاشرے میں تباہی اور فساد پھیلتا ہے، بدامنی اور بھیانک نتائج رونما ہوتے ہیں، لوگوں کا جینا دوبھر ہوجاتا ہے، لوگ دووقت کی روٹی کے محتاج ہوجاتے ہیں، چنانچہ یہ جہاں بھی پائے گئے یہی ماحول دیکھنے کو ملا ہے، خواہ وہ صومال ہو، فلسطین ہو، عراق ہو یا افغانستان ہو کہیں پر راحت اور سکون نہیں ہے۔

ان باطل افکار کے تئیں حکام کا کردار:

حکام پر واجب ہے کہ وہ ان باطل افکار سے معاشرے کو محفوظ رکھیں، نبی اکرم ﷺ کے درج ذیل اقوال کو اسی پر محمول کیا جائے گا؛ چنانچہ ایک جگہ آپ ﷺ نے فرمایا: (ان سے جب ملو تو انہیں قتل کردو)، اور ایک دوسری روایت میں فرمایا: (انہیں جب دیکھو تو مار کر سلا دو)۔

اور یہ کام صرف حکام کریں گے، عوام کی ذمیداری نہیں ہے، کیونکہ اگر ہم ہر ایک کیلئے جائز کردیں تو اسے بدامنی اور انارکی مزید پھیل جائے گی، اور حکام کے سوا دوسروں کو روک دینے میں بہت بڑی مصلحت اور حکمت ہے، اس سے شر وفساد بھی ختم ہوجائے گا اور افکار بھی مٹ جائیں گے، اسی سے واضح ہوا کہ ان کے قتل کی ذمیداری حکام پر ہے، اسی میں سلامتی اور بھلائی ہے، وباللہ التوفیق۔

دور حاضر میں خوارج کے مذہب کو کس نے زندہ کیا؟

اخوانی جماعت نے خوارج کے مذہب کو زندہ کیا ہے، ذیل میں ہم ثابت کریں گے تاکہ آپ ان کے دھوکے میں نہ آئیں، چنانچہ یہ سید قطب ہیں جنہوں نے پوری امت محمدیہ کی تکفیر کرڈالی ہے، یہ اپنی کتاب [فی ظلال القرآن: ۳/ ۲۱۲۲] میں لکھتے ہیں: اس وقت پوری روئے زمین پر کوئی مسلم حکومت

نہیں ہے اور نہ ہی ایسا کوئی مسلم سماج ہے جہاں اللہ کی شریعت اور فقہ اسلامی کے مطابق تعامل برتا جاتا ہو۔

سورہ یونس کے اندر قریب قریب اسی طرح کی بات کہی ہے کہ مسلمانوں کی مساجد بت کدہ ہیں، اور سورہ انفال کی تفسیر کرتے وقت بغاوت، خروج اور انقلاب پر ابھارا ہے اور یہ گمان کیا کہ اسلام اسی کا حکم دیتا ہے۔

سورہ انعام کی تفسیر کرتے وقت (۲ / ۱۰۵۷) میں کہا:

زمانہ ایک بار پھر اسی موڑ پر واپس آگیا ہے جس وقت یہ دین انسانوں کیلئے کلمہ توحید لیکر آیا تھا، مگر پوری انسانیت دوبارہ بندوں کی عبادت اور ادیان کے جور وظلم کی طرف واپس جا چکی ہے اور لا الہ الا اللہ سے منہ موڑ چکی ہے، گرچہ کچھ لوگ مطلب سمجھے بغیر مناروں سے اس کلمہ کو بلند کریں۔

ظلال ہی کے اندر (۳ / ۱۶۳۴) پر لکھا کہ مسلمان اس وقت جہاد نہیں کر رہے ہیں اسلئے مسلمان اس وقت موجود ہی نہیں ہیں، اس وقت سب سے بڑا مسئلہ اسلام اور مسلمانوں کے وجود کا ہے جس کا علاج ضروری ہے۔

شیخ عبداللہ بن محمد نجمی نے اپنے رسالہ (منبع الارھاب المعاصر) کے اندر کہا: سید قطب نے اسلامی معاشروں کی تکفیر کی ہے اس پر اخوانیوں کے اندر بڑے علماء میں شمار کئے جانے والے یوسف قرضاوی نے گواہی دی ہے، چنانچہ وہ اپنی کتاب: (أولویات الحرکہ الاسلامیہ: ص ۱۱۰) کے اندر لکھتے ہیں: ''اسی مرحلے کے اندر سید قطب کی وہ کتابیں سامنے آئیں جو کہ ان کی فکر کا آخری مرحلہ تھا، جن کے اندر انہوں معاشرے کی تکفیر کی ہے، اور تمام لوگوں پر جہاد کا اعلان کیا ہے''۔

اخوانی قائد فرید عبدالخالق نے اپنی کتاب [میزان الحق: ص ۱۱۵] کے اندر کہا: تکفیر کی سوچ اخوانی نوجوانوں کے اندر پچاس اور ساٹھ کی دہائیوں میں اس وقت پیدا ہوئی جب وہ قناطر کی قید میں

تھے، اور وہ سید قطب کی فکر اور تحریروں سے متاثر تھے، اور انہوں نے اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ معاشرہ اس وقت جاہلیت میں ہے، اور انہوں نے اپنے وقت کے حکام کی تکفیر اس لئے کر دی تھی کہ وہ وحی کے مطابق فیصلے نہیں کرتے، اور محکومین بھی کافر ہوں گے اگر وہ انکے فیصلے سے راضی ہوں گے۔

میں کہتا ہوں: اسی فکر اور عقیدے کا اعتراف ان خودکش بم دھماکہ کرنے والے دہشت گرد خوارج نے اس وقت کیا تھا جب وہ سعودی ٹی وی پر ظاہر ہوئے تھے اور اقرار کیا تھا کہ تکفیر کا عقیدہ انہوں نے سید قطب کی کتابوں سے لیا ہے، اور بالخصوص انکی کتاب [فی ظلال القرآن] سے، اور اس میں ان مکار قسم کے لوگوں پر رد ہے جو یہ کہتے پھرتے ہیں اور عوام میں پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ ان لوگوں کو بم دھماکہ کرنے پر بے روزگاری نے ابھارا ہے۔

اسکے بعد آگے شیخ عبداللہ النجمی اپنے رسالے میں کہتے ہیں کہ اخوانی جماعت اسلامی معاشرے کے خلاف خروج اور انقلابات کی دعوت دیتی ہے: اس پر ہم ان کے اقوال پیش کریں گے اور ان کے اعمال کے ذریعے ثابت کریں اسلئے ان سے محتاط رہنے کی ضرورت ہے؛ چنانچہ اخوانی جماعت کے بانی حسن بنا اپنے فاسد منہج کو ثابت کرتے ہوئے اور اسلامی حکومتوں کے خلاف طاقت اور تشدد کے استعمال کی دھمکی دیتے ہوئے کہتے ہیں: ''طاقت کے استعمال کا اسلوب اخوان المسلمین کیلئے کوئی نئی چیز نہیں ہے اور انقلاب و بغاوت طاقت ہی کے مظاہر میں سے ہے اور اخوان المسلمین کی نظر اس تعلق سے بہت ہی دقیق اور عمیق ہے''۔ دیکھیں کتاب: المدخل الی دعوۃ الاخوان، ص ۱۴

پھر آگے کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں سوال کرنے والوں سے کہوں گا کہ اخوان طاقت کا استعمال اس وقت کرنے سے نہیں چوکیں گے جب اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہوگا، اور جب انہیں یقین ہوجائے گا کہ اب انہوں نے ایمان اور وحدت کے مرحلے کو پورا کرلیا ہے، اور وہ اس قوت کا استعمال پوری شرافت اور صراحت سے کریں گے، چنانچہ وہ پہلے آگاہ کریں گے، اور پھر عزت و کرامت کے ساتھ

حملہ کریں گے اور پھر تمام نتائج کا سامنا پورے صبر وشکر کے ساتھ کریں گے۔

اسی طرح اپنی کتاب [مجموعۃ رسائل البنا، ص ۱۱۶] کے اندر کہتے ہیں:

''اسلام پسند مصلحین وعظ ونصیحت کے فریضے کو اسی وقت تک قبول کرسکتے ہیں جب حکمران انکی باتوں کو سن کراس پر عمل کرنے لگیں، لیکن اگر معاملہ ایسا نہ ہو بلکہ اسلامی شریعت کسی وادی میں اور ان پر عمل کسی وادی میں، تو ایسی صورت میں اسلام پسند مصلحین ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھ سکتے بلکہ وہ طاقت کے زور پر ان حکمرانوں سے تنفیذی اقتدار چھین لیں گے جو دین اسلام کو نہیں مانتے''۔

اسی کتاب کے ص ۱۷۸ پر لکھتے ہیں:

''اخوان المسلمین اسی لئے خلافت کے مسئلے اور اس کے اعادے کو اپنے بنیادی ترجیحات میں شامل کیا ہے''۔

ایک جگہ کہتے ہیں:

''تمام اسلامی ملکوں کے اندر روابط کو مضبوط کرنا ضائع شدہ خلافت کے تعلق سے سنجیدگی کے ساتھ سوچنے میں پہلا قدم ہوگا''۔ دیکھیں: الاخوان المسلمون أحداث صنعت التاریخ: ۱/ ۴۳۵

سید قطب نے [فی ظلال القرآن: ۳/ ۱۴۵۱] کے اندر کہا:

''موجودہ حکومتوں کی جگہ ایسی حکومت قائم کرنا جسکی بنیاد اسلام پر ہو اسکے لئے کسی خاص جگہ نہیں بلکہ تمام مسلم ممالک میں انقلاب برپا کرنا ہوگا، یہی اسلام کا اعلی مقصد ہے جسکے سوا مسلمانوں کیلئے کوئی چارہ نہیں ہے کہ وہ جہاں بھی ہیں وہاں پر موجود نظام کو اکھاڑ پھینکیں''۔

اپنی کتاب [العدالۃ الاجتماعیۃ: ص ۲۱۰] کے اندر کہتے ہیں:

''اسلام ایک انقلابی فکر اور انقلابی منہج کا نام ہے، وہ پورے نظام عالم کو سرے سے منہدم کردینا چاہتا ہے، پھر اپنی فکر اور منہج پر اسکی بنیاد کھڑا کرنا چاہتا ہے، یہیں سے پتہ چلا کہ لفظ مسلم ایک ایسی عالمی

انقلابی جماعت کا وصف ہے جسے اسلام بناتا اور اسکی صفوں کو منظم کرتا ہے"۔

اخوانی مفکر سعید حوی اپنی کتاب [المدخل الی دعوۃ الاخوان، ص ۱۴] کے اندر کہتے ہیں:

"پوری دنیا کو آگاہ رہنا چاہئے کہ جب ہم حکومت واقتدار تک پہونچیں گے تو ان کے ساتھ کیسا تعامل کریں گے"۔

ایک دوسرے اخوانی مفکر محمود عبدالحلیم مجموعۃ الرسائل میں کہتے ہیں:

"اس جماعت کی آواز سے اوپر مصر کے اندر کوئی آواز نہیں ہے، نہ ہی اس سے مضبوط کوئی ہاتھ ہے، اور نہ ہی ان کی باتوں سے زیادہ موثر کسی کی بات ہے، یہ پہلے یہ سمجھتے رہے کہ یہ مصر سے آگے نہیں بڑھ سکتے، مگر اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ عربوں کے انتہا پر یعنی یمن میں پہونچے ہوئے ہیں، اور وہاں سے انہوں نے حکومت کا خاتمہ کرکے دوسری حکومت قائم کردی ہے، اسکا مطلب یہ ہے کہ یہ سلسلہ آگے بڑھتا جائے گا اور عرب حکومتیں ایک پر ایک کرکے گرتی جائیں گی اور پھر اسلامی حکومت کی بنیاد قائم ہوگی"۔

میں نے اخوانی مفکر عباس سیسی کی کتاب [فی قافلۃ الاخوان المسلمین] کا پہلا حصہ پڑھا ہے جس کے اندر بہت سے ایسے واقعات موجود ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اخوانیوں کو دہشت گردی کی فکر آغاز ہی سے دی گئی ہے۔

قارئین! آپ اسی کتاب (۱/ ۲۵۸) کے اندر دیکھیں گے قاضی احمد بک خازندار کے قتل کو دکھایا گیا ہے جنہیں اخوانیوں نے اغوا کرکے قتل کیا تھا، آگے ص ۲۶۷ پر الاعلات الشرقیہ کمپنی کو بم سے اڑانے کا واقعہ درج ہے، آگے ص ۲۶۹ پر جیپ کا حادثہ موجود ہے، ص ۲۷۱ پر وائرلیس اسٹیشن پر اخوانیوں کے ذریعے بم فٹ کرنے کا حادثہ درج ہے، ص ۲۷۲ پر ان اخوانیوں کا تذکرہ ہے جنہیں جیپ حادثہ میں متہم پایا گیا، اور پھر انہیں جیل ہوئی، ص ۲۷۵ پر اخوانی جماعت کے کالعدم ہونے کا واقعہ مذکور

ہے،ص ۲۸۵ پر عدالت کو بم سے اڑانے سازش کا واقعہ مذکور ہے،ص ۲۸۶ پر نقراشی پاشا کے قتل کا واقعہ درج ہے، جسے اخوانیوں نے اغوا کر کے قتل کیا تھا،عباس سیسی خود اخوانی مفکر تھے اور وہ اسی خارجی فکر کے حامل تھے،انہوں نے ان سارے واقعات کو نقل کیا ہے اوران کا اعتراف بھی کیا ہے، معلوم رہے کہ یہ سارے واقعات خود حسن بنا کی زندگی میں پیش آئے ہیں،کیا یہ کافی نہیں ہے کہ اخوانی جماعت ایک تکفیری جماعت ہے جو تشدد اور بم دھماکے کو استعمال کرتی ہے اوراسی اسلوب کو دورحاضر میں دہشت گردی کہتے ہیں۔

مذکورہ تکفیری فکر کے بھیانک نتائج:

یہ اچھی طرح جان لیں کہ اس وقت ہم ایسے دور سے گزر رہے ہیں جو بہت ہی پر آشوب اور پر فتن ہے، دل پژمردہ، ذہن پراگندہ،فکر حیران اور آنکھ نمناک ہیں،شیاطین کی گردنیں بلند ہیں، ہر چہار جانب قتل وغارت گری کا بازار گرم ہے،خودکش بم دھماکے،لوٹ مار،تخریب کاری اور بے حرمتی ہر جگہ عام ہے، جرائم کاارتکاب کرنا سب سے آسان ہوگیا ہے،لوگوں نے قتل وخونریزی اورلوٹ مار کو ہلکا سمجھ لیا ہے۔

حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي مُوسَى، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" إِنَّ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا، وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا، الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي، وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي، قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: كُونُوا أَحْلَاسَ بُيُوتِكُمْ ".

ترجمہ: سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمہارے سامنے فتنے ہوں گے اندھیری رات کی گھڑیوں کی طرح!ان میں صبح کو آدمی مومن رہے گا اور شام کو کافر، اور

شام کو مومن رہے گا اور صبح کو کافر، اس میں بیٹھا ہوا کھڑے شخص سے بہتر ہوگا، اور کھڑا چلنے والے سے بہتر ہو گا، اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا"، لوگوں نے عرض کیا: تو آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اپنے گھر کا ٹاٹ بن جانا یعنی گھر میں پڑے رہنا"۔

معجم طبرانی کے اندر ایک دوسری روایت میں وارد ہوا ہے:

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَقَلْبُ ابْنِ آدَمَ أَسْرَعُ تَقَلُّبًا مِنَ الْقِدْرِ إِذَا اسْتَجْمَعَتْ غَلَيَانًا.

ترجمہ: سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ابن آدم کا دل کھلتی ہوئی ہانڈی سے بھی زیادہ الٹنے پلٹنے والا ہے۔

سنن ابی داود کے اندر یہ حدیث وارد ہوئی ہے:

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: ايْمُ اللَّهِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: " إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنِ إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ وَلَمَنِ ابْتُلِيَ، فَصَبَرَ فَوَاهًا ".

ترجمہ: سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قسم اللہ کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: "نیک بخت وہ ہے جو فتنوں سے دور رہا، نیک بخت وہ ہے جو فتنوں سے دور رہا، اور جو اس میں پھنس گیا پھر اس نے صبر کیا تو پھر اس کا کیا کہنا"۔

مسند احمد کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتَ إِذَا بَقِيتَ فِي حُثَالَةٍ مِنَ النَّاسِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ ذَلِكَ قَالَ إِذَا مَرِجَتْ عُهُودُهُمْ وَأَمَانَاتُهُمْ وَكَانُوا هَكَذَا وَشَبَّكَ يُونُسُ بَيْنَ

أَصَابِعِهِ يَصِفُ ذَاكَ قَالَ قُلْتُ مَا أَصْنَعُ عِنْدَ ذَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ اتَّقِ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَخُذْ مَا تَعْرِفُ وَدَعْ مَا تُنْكِرُ وَعَلَيْكَ بِخَاصَّتِكَ وَإِيَّاكَ وَعَوَامَّهُمْ ۔

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تمہارا اس وقت کیا بنے گا جب تم بیکار اور کم تر لوگوں میں رہ جاؤ گے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیسے ہوگا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب وعدوں اور امانتوں میں بگاڑ پیدا ہو جائے اور لوگ اس طرح ہو جائیں (راوی نے تشبیک کر کے دکھائی) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس وقت میرے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا اللہ سے ڈرنا نیکی کے کام اختیار کرنا برائی کے کاموں سے بچنا اور خواص کے ساتھ میل جول رکھنا عوام سے اپنے آپ کو بچانا۔

اسی طرح سنن ابی داود کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:" كَيْفَ بِكُمْ وَبِزَمَانٍ أَوْ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ زَمَانٌ يُغَرْبَلُ النَّاسُ فِيهِ غَرْبَلَةً تَبْقَى حُثَالَةٌ مِنَ النَّاسِ قَدْ مَرِجَتْ عُهُودُهُمْ وَأَمَانَاتُهُمْ وَاخْتَلَفُوا، فَكَانُوا هَكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، فَقَالُوا: وَكَيْفَ بِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: تَأْخُذُونَ مَا تَعْرِفُونَ وَتَذَرُونَ مَا تُنْكِرُونَ وَتُقْبِلُونَ عَلَى أَمْرِ خَاصَّتِكُمْ وَتَذَرُونَ أَمْرَ عَامَّتِكُمْ ".

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمہارا اس زمانہ میں کیا حال ہوگا؟“ یا آپ نے یوں فرمایا: ”عنقریب ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ چھن اٹھیں گے، اچھے لوگ سب مر جائیں گے، اور کوڑا کرکٹ یعنی برے لوگ باقی رہ جائیں گے، ان کے عہد و پیمان اور ان کی امانتوں کا معاملہ بگڑ چکا ہوگا (یعنی لوگ بدعہدی اور امانتوں میں خیانت کریں گے) آپس میں اختلاف کریں گے اور اس طرح ہو جائیں گے“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے

ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر بتایا، تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اس وقت ہم کیا کریں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو بات تمہیں بھلی لگے اسے اختیار کرو، اور جو بری لگے اسے چھوڑ دو، اور خاص کر اپنی فکر کرو، عام لوگوں کی فکر چھوڑ دو"۔

سنن ابی داود کے اندر مزید وارد ہوا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ تَسْتَنْظِفُ الْعَرَبَ قَتْلَاهَا فِي النَّارِ اللِّسَانُ فِيهَا أَشَدُّ مِنْ وَقْعِ السَّيْفِ".

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عنقریب ایک ایسا فتنہ ہوگا جو پورے عرب کو گھیر لے گا جو اس میں مارے جائیں گے جہنم میں جائیں گے، اس میں زبان کا چلانا تلوار چلانے سے بھی زیادہ سخت ہوگا"۔

مسلمانو! اس وقت سب سے بڑا فتنہ مسعری، سعد فقیہ، اسامہ بن لادن اور ان جیسے خوارج کا فتنہ ہے، جو یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا دین ہم پر مشکوک بنا دیں، ہمارے معاملے کو بکھیر کر رکھ دیں، ہمارے درمیان اختلاف وانتشار برپا کر دیں، یہ فتنوں کے داعی ہیں، فساد کے حامی ہیں، گمراہی کے قائد ہیں، ان کے کسی بھی بات یا سوال سے دور رہو، ان کی باتوں میں شیاطین کا جادو ہے، ان کی باتوں کو سنیں گے تو دلوں کے اندر شک اور گمراہی پیدا ہوگی، ان کے جھوٹ اور پروپیگنڈوں کی تصدیق نہ کریں، یہ ان نعمتوں سے محروم ہیں جن میں تم جی رہے ہو، امن وایمان کی نعمت، عیش وآرام کی نعمت، اطمینان وچین کی نعمت، مگر وہ چاہتے ہیں کہ جس ابتری اور انارکی کے ماحول میں وہ جی رہے ہیں تم بھی اسی طرح ہو جاؤ۔

تمہارا ملک اسلامی ملک ہے، یہاں امن وامان اور ایمان واسلام ہے، علم ودین کا رواج ہے، آرام وسکون کا دور دورہ ہے، اسلئے فتنہ گروں کے فتنوں سے میں تم لوگوں کو آگاہ کرتا ہوں، خواہ وہ فتنہ گر

اندر کے ہوں یا باہر کے ہوں۔

کیا وہ پڑوسی ممالک جو دہشت گردی اور قتل وخونریزی کا شکار ہیں وہ ہمارے لئے عبرت کا مقام نہیں ہیں؟! کیسے وہاں پرسکون وچین غارت ہو کر رہ گیا بعد اس کے کہ وہ آرام وسکون سے رہ رہے تھے، لوٹ مار کا بازار گرم ہے جبکہ وہ پرامن ماحول میں تھے، اسلئے کبھی ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جن کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے: {وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ} ترجمہ: اور اللہ نے ایک بستی کی مثال بیان کی جو امن والی، اطمینان والی تھی، اس کے پاس اس کا رزق کھلا ہر جگہ سے آتا تھا، تو اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے اسے بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیا، اس کے بدلے جو وہ کیا کرتے تھے۔

غلو اور تکفیر کا کیا علاج ہے؟

اس کا علاج درج ذیل امور سے ممکن ہے:

۱- جہاد پر کتابیں لکھی جائیں اور برحق جہاد کے شرائط واضح کئے جائیں:

الف: یہ کہ وہ حاکم وقت کے جھنڈے کے تحت ہو، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَإِ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى إِذْ قَالُوا لِنَبِيٍّ لَهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ أَلَّا تُقَاتِلُوا قَالُوا وَمَا لَنَا أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ أُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَأَبْنَائِنَا فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ} ترجمہ: کیا آپ نے (حضرت) موسیٰ کے بعد والی بنی اسرائیل کی جماعت کو نہیں دیکھا جب کہ انہوں نے اپنے پیغمبر سے کہا کہ کسی کو ہمارا بادشاہ بنا دیجیے تاکہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔ پیغمبر نے کہا کہ ممکن ہے جہاد فرض

ہوجانے کے بعدتم جہاد نہ کرو، انہوں نے کہا بھلا ہم اللہ کی راہ میں جہاد کیوں نہ کریں گے؟ ہم تو اپنے گھروں سے اجاڑے گئے ہیں اور بچوں سے دور کردیئے گئے ہیں۔ پھر جب ان پر جہاد فرض ہوا تو سوائے تھوڑے سے لوگوں کے سب پھر گئے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

ب: جہاد کے شروط میں سے ہے کہ وہ جماعت کی شکل میں ہو نہ کہ انفرادی شکل میں۔

ج: جہاد کفار کے خلاف ہو، مقصد دین کی نشر واشاعت اور اسکا غلبہ ہو۔

د: غداری حرام ہے۔

ھ: حاکم وقت کی مدد اور نصرت مقصود ہو۔

۲-خوارج کی مذمت پر کتابیں لکھی جائیں۔اور یہ اعلان کیا جائے کہ یہ گمراہ جماعت ہے۔

۳-مسلمانوں کے جان ومال اور عزت وآبرو کی حرمت پر کتابیں لکھی جائیں اور انہیں بیان کیا جائے۔

۴-درج ذیل تحریکوں اور جماعتوں اور انکے افکار کا تعارف کرایا جائے:

اخوان المسلمین، سروری فرقہ، قطبی فرقہ، حزب التحریر، جماعت تبلیغ۔

اور یہ بتلایا جائے کہ یہ ساری جماعتیں مذموم ہیں؛ کیونکہ یہ توحید کی پرواہ نہیں کرتیں، شرک پر خاموش رہتی ہیں، ان کی تربیت تکفیر اور خارجی مذہب پر ہوتی ہے، انکے یہاں عقائد اور عبادات میں بدعات کی بھرمار ہے۔

۵-درج ذیل شخصیات کی سوانح لکھ کر ان کی حقیقت واضح کی جائے:

الف: سید قطب: انکی تکفیری سوچ کو واضح کیا جائے، انقلابات و بغاوت، توحید سے جہالت، موسیٰ علیہ السلام اور صحابہ کرام پر انکے کلام کو سامنے لایا جائے۔

ب: حسن بنا: انکے تصوفانہ خرافات، توحید سے انکی جہالت بلکہ انکے شرکیہ امور کو سامنے لایا جائے،

اور کس طرح انہوں نے اپنے پیروکاروں کیلئے بدعات کو رائج کیا ہے اسے واضح کیا جائے۔

ج: اخوانی، سروری اور قطبی شخصیات کو ایکسپوز کیا جائے، اور انکی غلطیوں کو سامنے لاکر لوگوں کو ان سے آگاہ کیا جائے۔

۶- حزبی کتابوں پر لکھا جائے اور ان کے اندر موجود بھیانک غلطیوں کو سامنے لایا جائے، ان کتابوں اور ان کے مصنفین کو ایکسپوز کیا جائے، لوگوں کو ان سے آگاہ کیا جائے، لائبریریوں کو عمومی طور پر اور مدارس وجامعات کو خصوصی طور پر ان سے پاک کیا جائے۔

۷- تعلیمی اداروں اور لائبریریوں میں سلفی علماء کو رکھا جائے جو صحیح ڈھنگ سے اپنے فرائض کو نبھاتے ہیں۔

۸- ان کیسٹوں پر نظر رکھی جائے جن کے اندر تکفیری خطابات پائے جاتے ہیں، اور حکومت کے خلاف عوام کو اکسایا جاتا ہے۔

۹- طلبہ کے خصوصی سیاحتی سفر کو بند کر دیا جائے خاص طور سے رات کے وقت نکلنے پر پابندی لگادی جائے، کیونکہ یہ رات ہی کے اوقات کو غنیمت سمجھ کر نوجوانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

۱۰- تعلیمی نصاب کے اندر غلو کے مظاہر اور انکے علاج پر کتابیں داخل کی جائیں، ذمیداروں کو اسکا مکلف بنایا جائے کہ اس موضوع پر خاص دھیان دیں، اور جیسے ہی کسی طالب علم کے اندر اس تعلق سے کوئی شرعی مخالفت پائی جائے فوری طور پر اسکے خلاف مناسب کارروائی کی جائے، و باللہ التوفیق۔

وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین۔

کتبہ

احمد بن یحی نجمی

۲۸/۱۱/۱۴۲۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تخریب کاری اور بم دھماکوں کے حوادث

اور انکے اسباب

الحمدللہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ۔

وبعد:

کچھ لوگوں کا گمان ہے کہ بعض نوجوانوں کی طرف سے بم دھماکے اور تکفیر کے حملے ہو رہے ہیں اسکی وجہ بے روزگاری ہے جو کہ صریح جھوٹ اور افترا پردازی ہے، کیونکہ ہر کوئی خبروں کو دیکھتا ہے کہ جب بھی ان دہشت گردوں میں سے کوئی گرفتار کیا جاتا ہے تو اسکے پاس بہت سارے مال بھی ضبط کئے جاتے ہیں، کبھی کبھی پانچ لاکھ ریال تک پایا گیا ہے، کبھی اس سے کم اور کبھی زیادہ بھی پایا گیا، اگر بم دھماکوں کا سبب بے روزگاری ہوتا تو یہ مال وزر انکے پاس نہیں ہوتا، اور جو لوگ ایسی باتیں کہتے ہیں وہ خود اس جھوٹ کو جانتے ہیں، دوسرے یہ کہ کتنی ایسی قومیں دنیا میں موجود ہیں جہاں بے روزگاری انتہا کو پہونچی ہوئی ہے، ان کے پاس کوئی کام نہیں مگر پھر بھی وہاں ایسی کوئی چیز نہیں ہے، اس سے پتہ چلا کہ ان نوجوانوں کو ضرور کچھ ایسے لوگ ہیں جو تربیت دیتے ہیں، انہیں اس بھیانک جرم پر ابھارتے اور انکا تعاون بھی کرتے ہیں۔

کچھ لوگوں نے کہا کہ ان تفجیریوں نے تکفیر کو شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ سے حاصل کیا ہے، تو یہ بھی صریح جھوٹ اور بہتان ہے، شیخ نے اسی کی تکفیر کی ہے جسکی تکفیر اللہ نے کی ہے، چنانچہ آپ نے صرف انہیں لوگوں کی تکفیر کی ہے جو شرک اکبر کا ارتکاب کرتے ہیں، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ

الْكَافِرُونَ﴾ ترجمہ: جوشخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں، پس اس کا حساب تو اس کے رب کے اوپر ہی ہے۔ بے شک کافر لوگ نجات سے محروم ہیں۔

اسی طرح شیخ اسی وقت کسی کی تکفیر کرتے ہیں جب اس پر حجت قائم کر دیتے ہیں، اس پر آپ کی کتابیں شاہد ہیں، جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ آپ پر صریح بہتان اور الزام لگاتے ہیں۔

بعض لوگوں نے کہا کہ انہوں نے تکفیر کو کتاب: [الدرر السنیۃ فی الاجوبۃ النجدیۃ] سے سیکھا ہے: تو یہ بھی پہلے ہی کی طرح صریح بہتان اور جھوٹ ہے، چنانچہ جو ایسی بات کہے کہ یہ کتاب ایسے شخص کی تکفیر کرتی ہے جو تکفیر کا مستحق نہیں ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اس کتاب کا حصہ، صفحہ اور سطر پیش کرے؛ اگر وہ ایسا نہیں کرسکتا تو وہ جھوٹا ہوگا۔

جو حقیقت اور صحیح بات ہے وہ یہ کہ ان تفجیری نوجوانوں نے تکفیری وتفجیری مذہب کو اخوان المسلمین سے سیکھا ہے قلب وقالب ہر اعتبار سے، بلکہ وہی لوگ انہیں تربیت بھی دیتے ہیں اور وہی ان جرائم پر انہیں ابھارتے اور ان بھیانک درندگی کیلئے تیار بھی کرتے ہیں، انہیں خوشنما باغ دکھاتے ہیں اور رغبت دلاتے ہوئے اس حیوانگی اور درندگی کو بلکہ سفاکانہ عمل کو جہاد بتا کر انکے سامنے پیش کرتے ہیں پھر وہ آگے بڑھ کر خودکشی کر کے خود جل مرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اپنے ساتھ مارتے ہیں، یہی وہ اخوانی جہاد ہے جسے ان لوگوں نے سید قطب کی کتابوں سے سیکھا ہے؛ جنہوں نے پوری امت محمدیہ کی تکفیر کر ڈالی ہے، جیسا کہ انکی کتاب [فی ظلال القرآن: ۴ / ۲۱۲۲] کے اندر آیا ہے: ''اس وقت پوری روئے زمین پر کوئی مسلم حکومت نہیں ہے اور نہ ہی ایسا کوئی مسلم سماج ہے جہاں اللہ کی شریعت اور فقہ اسلامی کے مطابق تعامل برتا جاتا ہو''۔

سورہ یونس کے اندر قریب قریب اسی طرح کی بات کہی ہے کہ مسلمانوں کی مساجد بت کدہ ہیں، اور سورہ انفال کی تفسیر کرتے وقت بغاوت، خروج اور انقلاب پر ابھارا ہے اور یہ گمان کیا کہ اسلام اسی کا

حکم دیتا ہے۔

سورہ انعام کی تفسیر کرتے وقت (۲/۷/۱۰۵۷) میں کہا:

زمانہ ایک بار پھر اسی موڑ پر واپس آگیا ہے جس وقت یہ دین انسانوں کیلئے کلمہ توحید لیکر آیا تھا، مگر پوری انسانیت دوبارہ بندوں کی عبادت اور ادیان کے جور وظلم کی طرف واپس جا چکی ہے اور لا الہ الا اللہ سے منہ موڑ چکی ہے، گرچہ کچھ لوگ مطلب سمجھے بغیر مناروں سے اس کلمہ کو بلند کریں۔

اسی فکر اور عقیدے کا اعتراف ان خودکش بم دھماکہ کرنے والے دہشت گرد خوارج نے اس وقت کیا تھا جب وہ سعودی ٹی وی پر ظاہر ہوئے تھے اور اقرار کیا تھا کہ تکفیر کا عقیدہ انہوں نے سید قطب کی کتابوں سے لیا ہے، اور بالخصوص انکی کتاب [فی ظلال القرآن] سے، اور اس میں ان مکار قسم کے لوگوں پر رد ہے جو یہ کہتے پھرتے ہیں اور عوام میں پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ ان لوگوں کو بم دھماکہ کرنے پر بے روزگاری نے ابھارا ہے۔

میں نے اخوانی مفکر عباس سیسی کی کتاب [فی قافلۃ الاخوان المسلمین] کا پہلا حصہ پڑھا ہے جس کے اندر بہت سے ایسے واقعات موجود ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اخوانیوں کو دہشت گردی کی فکر آغاز ہی سے دی گئی ہے۔

قارئین ! آپ اسی کتاب (۱/۲۵۸) کے اندر دیکھیں گے قاضی احمد بک خازندار کے قتل کو دکھایا گیا ہے جنہیں اخوانیوں نے اغوا کر کے قتل کیا تھا، آگے ص ۲۶۷ پر الاعلات الشرقیہ کمپنی کو بم سے اڑانے کا واقعہ درج ہے، آگے ص ۲۶۹ پر جیپ کا حادثہ موجود ہے، ص ۲۷۱ پر وائرلیس اسٹیشن پر اخوانیوں کے ذریعے بم فٹ کرنے کا حادثہ درج ہے، ص ۲۷۲ پر ان اخوانیوں کا تذکرہ ہے جنہیں جیپ حادثہ میں متہم پایا گیا، اور پھر انہیں جیل ہوئی، ص ۲۷۵ پر اخوانی جماعت کے کالعدم ہونے کا واقعہ مذکور ہے، ص ۲۸۵ پر عدالت کو بم سے اڑانے سازش کا واقعہ مذکور ہے، ص ۲۸۶ پر نقراشی پاشا کے قتل کا

واقعہ درج ہے، جسے اخوانیوں نے اغوا کر کے قتل کیا تھا، عباس سیسی خود اخوانی مفکر تھے اور وہ اسی خارجی فکر کے حامل تھے، انہوں نے ان سارے واقعات کو نقل کیا ہے اور ان کا اعتراف بھی کیا ہے، معلوم رہے کہ یہ سارے واقعات خود حسن بنا کی زندگی میں پیش آئے ہیں، کیا یہ کافی نہیں ہے کہ اخوانی جماعت ایک تکفیری جماعت ہے جو تشدد اور بم دھماکے کو استعمال کرتی ہے اور اسی اسلوب کو دور حاضر میں دہشت گردی کہتے ہیں۔

یہ میں نے اس لئے لکھا ہے تا کہ یہ واضح کر دوں کہ جو یہ کہتا ہے کہ تکفیری اور تفجیری فکر بے روزگاری کا نتیجہ ہے، یا یہ کہ انہوں نے اسے شیخ محمد بن عبدالوہاب یا کتاب الدرر السنیہ سے حاصل کیا ہے؛ یہ سارے دعوے جھوٹ ہیں، ایسی بات سوائے حزبی کے کوئی نہیں کہے گا، یا وہ کہہ سکتا ہے جو ان کا ہمدرد ہو۔

شاید میں اس تعلق سے انکا جھوٹ واضح کر چکا ہوں، اور صحیح سبب ذمیداروں تک پہونچا دیا گیا ہے، و باللہ التوفیق، وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ۔

کتبہ

احمد بن یحی بن محمد بن شبیر النجمی

١٤/ ٧/ ١٤٢٥ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تکفیر: اسکی سنگینی اور دلائل

پہلا مبحث: تکفیر کی حقیقت:

تکفیر کی حقیقت: ایک ایسے مسلمان پر کفر کا حکم لگانا جو اس لاالہ الااللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہو، نماز روزہ کی پابندی کرتا ہو، زکاۃ دیتا ہو، اور دوسرے تمام ارکان اسلام کو تسلیم کرتا ہو، اس کی تکفیر کر کے اس کے جان ومال کو حلال کرلیا گیا ہو، اور یہ اسی وقت ہوتا ہے جب فکر کے اندر انحراف پیدا ہوگیا ہو، عقیدہ بدل گیا ہو، کیونکہ یہ سوچ کسی ایسے مسلمان کے اندر نہیں آسکتی جو صحیح العقیدہ اور سلیم الفکر ہو؛ کیونکہ کتاب وسنت کے اندر ایسی بہت ساری دلائل کی بھرمار ہے کہ جو لاالہ الااللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہو، نماز روزہ کی پابندی کرتا ہو، زکاۃ دیتا ہو، اور دوسرے تمام ارکان اسلام کو تسلیم کرتا ہو، مسلمان کے جان ومال اور عزت وآبرو کی حرمت کا قائل ہو تو وہ مسلمان ہے اسے مسلمانوں کا بھائی تسلیم کیا جائے گا، واجبات کی ادائیگی میں اسکا تعاون کیا جائے گا خواہ وہ کسی بھی ملک، رنگ اور نسب کا ہو، قریبی ہو یا دور کا ہو۔

اس تعلق سے کتاب وسنت کے اندر دلائل بے شمار ہیں، ایک جگہ ارشاد باری ہے: {وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ} ترجمہ: انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں۔ ابراہیم حنیف کے دین پر اور نماز کو قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں یہی ہے دین سیدھی ملت کا۔

مزید اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ} ترجمہ: (یاد رکھو) سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو

بھائیوں میں ملاپ کرا دیا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

ایک حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ، يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ: النَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالْمَارِقُ مِنَ الدِّينِ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ".

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کسی مسلمان کا خون جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ماننے والا ہو حلال نہیں ہے البتہ تین صورتوں میں جائز ہے۔ جان کے بدلہ جان لینے والا، شادی شدہ ہو کر زنا کرنے والا اور اسلام سے نکل جانے والا (مرتد) جماعت کو چھوڑ دینے والا۔"

ایک دوسری حدیث کے اندر آیا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يَخْذُلُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ التَّقْوَى هَاهُنَا، وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، بِحَسْبِ امْرِءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ، حَرَامٌ دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ".

ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مت حسد کرو، مت دھوکے بازی کرو، مت بغض رکھو، مت دشمنی کرو، کوئی تم میں سے دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے اور ہو جاؤ اللہ کے بندو بھائی بھائی۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے، نہ اس کو ذلیل کرے، نہ اس کو حقیر جانے، تقویٰ اور پرہیزگاری یہاں ہے۔" اور اشارہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے

سینے کی طرف تین بار (یعنی ظاہر میں عمدہ اعمال کرنے سے آدمی متقی نہیں ہوتا جب تک سینہ اس کا صاف نہ ہو) " کافی ہے آدمی کو یہ برائی کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، مسلمان کی سب چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں اس کا خون، مال، عزت اور آبرو۔"

چنانچہ جو کسی مسلمان کو بغیر موجب کفر کے کافر کہے گا یعنی اس کے اندر نہ تو شرک اکبر پایا جائے اور نہ ہی کفر صریح ہو جیسے کہ وہ کسی متفق علیہ فرض کا انکار کر دے، یا کسی متفق علیہ حرام کو حلال سمجھ لے، یا کسی متفق علیہ حلال کو حرام سمجھ لے یا ارکان ایمان میں سے کسی رکن کا انکار کر دے۔

چنانچہ میں کہتا ہوں کہ اگر ان موجبات کفر میں سے کسی کے ارتکاب کے بغیر کوئی کسی مسلمان کی تکفیر کرتا ہے تو اسے تکفیری خارجی ارہابی کہا جائے گا، اور یہ معلوم ہے کہ ایسی تکفیر وہی کرسکتا ہے جس کا عقیدہ اور فکر گمراہ خوارج نے بدل دیا ہو، اور یہ معروف ہے۔

دوسرا مبحث: عہد سلف میں تکفیر کا آغاز

جہاں تک عہد سلف میں تکفیر کے آغاز کا تعلق ہے تو سب سے پہلے اسکی ابتداء عہد نبوی ہی میں ہو چکا تھا جیسا کہ اس حدیث کے اندر بتلایا گیا ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: بَعَثَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ بِالْيَمَنِ، بِذَهَبَةٍ فِي تُرْبَتِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَسَمَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ: الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيُّ، وَعُيَيْنَةُ بْنُ بَدْرٍ الْفَزَارِيُّ، وَعَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيُّ، ثُمَّ أَحَدُ بَنِي كِلَابٍ، وَزَيْدُ الْخَيْرِ الطَّائِيُّ، ثُمَّ أَحَدُ بَنِي نَبْهَانَ، قَالَ: فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ، فَقَالُوا: أَتُعْطِي صَنَادِيدَ نَجْدٍ وَتَدَعُنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنِّي إِنَّمَا فَعَلْتُ ذَلِكَ لِأَتَأَلَّفَهُمْ "، فَجَاءَ رَجُلٌ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِينِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ، فَقَالَ: اتَّقِ

اللَّهَ يَا مُحَمَّدُ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " فَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ إِنْ عَصَيْتُهُ أَيَأْمَنُنِي عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُونِي "، قَالَ: ثُمَّ أَدْبَرَ الرَّجُلُ فَاسْتَأْذَنَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فِي قَتْلِهِ، يُرَوْنَ أَنَّهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا، قَوْمًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ ".

ترجمہ: سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یمن سے کچھ سونا بھیجا مٹی میں ملا ہو (یعنی کان سے جیسا نکلا تھا ویسا ہی تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چار آدمیوں میں بانٹا، اقرع بن حابس اور عیینہ بن بدر اور علقمہ بن علاثہ عامری اور ایک شخص بنی نبہان سے اور اس پر قریش بہت جلے اور کہنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نجد کے سرداروں کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں ان کو اس لئے دیتا ہوں کہ ان کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا ہو۔“ اتنے میں ایک شخص آیا کہ اس کی داڑھی گھنی تھی، گال پھولے ہوئے تھے آنکھیں گڑھے میں گھسی ہوئی تھیں ماتھا اونچا تھا سر منڈا ہوا تھا اور اس نے آ کر کہا: اللہ سے ڈرا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر میں نافرمانی کروں گا تو پھر اللہ تعالیٰ کی کون اطاعت کرے گا (معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام سے بڑھ کر کسی کا درجہ نہیں) اور اللہ تعالیٰ نے مجھے زمین والوں پر امانتدار مقرر فرمایا اور تم لوگ امانتدار نہیں جانتے۔“ پھر وہ آدمی پیٹھ موڑ کر چلا گیا اور ایک شخص نے اجازت مانگی قوم میں سے اس کے قتل کی لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک اس کی اصل میں سے ایک قوم ہے کہ وہ لوگ قرآن پڑھتے ہیں اور ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترتا اور اہل اسلام کو قتل کرتے ہیں اور

بت پرستوں کو چھوڑ دیتے ہیں، اسلام سے ایسا نکل جاتے ہیں جیسے تیر نکل جاتا ہے شکار سے اگر میں ان کو پاتا تو ایسا قتل کرتا جیسے عاد قتل ہوئے ہیں۔" (یعنی جڑ پیر سے اڑا دیتا جیسے عاد کو باد نے برباد کیا)۔

اور ایک دوسری امام بخاری ہی نے ایک دوسری روایت نقل کی ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:" يَخْرُجُ نَاسٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَيَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ حَتَّى يَعُودَ السَّهْمُ إِلَى فُوقِهِ قِيلَ مَا سِيمَاهُمْ ؟، قَالَ: سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ، أَوْ قَالَ التَّسْبِيدُ".

ترجمہ: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" کچھ لوگ مشرق کی طرف سے نکلیں گے اور قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، یہ لوگ دین سے اس طرح دور پھینک دیئے جائیں گے جیسے تیر پھینک دیا جاتا ہے۔ پھر یہ لوگ کبھی دین میں نہیں واپس آسکتے، یہاں تک کہ تیر اپنی جگہ (خود) واپس آجائے، پوچھا گیا کہ ان کی علامت کیا ہوگی؟ تو فرمایا کہ ان کی علامت سر منڈوانا ہوگی۔"

چنانچہ اس حدیث کے اندر جو واقعہ بتلایا گیا ہے یہ ان خوارج کے تعلق سے پہلا واقعہ ہے۔

اور یہ چیز سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پورا ہوگیا جب آپ کے خلاف خوارج کی ایک جماعت کے بغاوت کیا تھا، اور آپ کو آپ ہی کے گھر میں محصور کر دیا تھا، اسکے بعد آپ کو قتل کر دیا۔

اور پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب آپ کے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان لڑائی چل رہی تھی اس وقت معاویہ کے ساتھیوں نے مصاحف کو بلند کر کے کہا تھا: ہمارے اور آپ کے درمیان اللہ کی کتاب فیصلہ کرے گی، تو سیدنا علی نے اپنے ساتھیوں کو لڑائی جاری رکھنے کا حکم دیا مگر انہوں نے انکار کر دیا، اور جب لڑائی رک گئی تو علی اور معاویہ دونوں کی جماعت سے کچھ لوگوں نے

صلح کرنے کی کوشش کی اور پھر دونوں اس بات پر متفق ہو گئے کہ دو حکم مل کر معاملہ طے کریں گے۔

اس وقت خوارج - جو کہ اس وقت سیدنا علی کے ساتھ تھے- نے سیدنا علی سے کہا: تم کافر ہو گئے؛ کیونکہ تم نے انسانوں کو فیصل بنا دیا، جبکہ اللہ تعالی فرماتا ہے: (إن الحكم إلا لله) یعنی فیصلہ صرف اللہ کیلئے ہے۔ پھر یہ خوارج جب عراق واپس آئے تو سیدنا علی کی تکفیر کا اعلان کیا؛ تو پھر ایسی صورت میں سیدنا علی نے ان کے پاس ابن عباس کو بھیجا جنہوں نے جا کر ان سے مناظرہ کیا، مناظرے سے بہت سے خوارج نے توبہ کر لیا، پھر اسکے بعد جنہوں نے اپنی خارجیت اور تکفیریت پر اصرار کیا ان سے سیدنا علی نے قتال کیا اور جنگ نہروان میں بہت سے خوارج مارے گئے۔

ان کی فکر کے جو خوارج بچے رہ گئے وہ آج بھی گاہے بگاہے خروج کرتے رہتے ہیں، جن سے حکام کو قتال کرنا پڑتا ہے، کبھی وہ کمزور ہو جاتے ہیں اور کبھی کسی جگہ طاقت ور ہو جاتے ہیں، مگر انہیں اب تک کہیں ایسی طاقت حاصل نہیں ہوئی ہے جس سے کہ وہ اپنی مضبوط حکومت بنا سکیں، چنانچہ ان کے بارے میں وہ پیشین گوئی پوری ہوگئی جسے اللہ کے نبی اکرم ﷺ نے کی تھی، جیسا کہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:" يَنْشَأُ نَشْءٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، كُلَّمَا خَرَجَ قَرْنٌ قُطِعَ". قَالَ ابْنُ عُمَرَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:" كُلَّمَا خَرَجَ قَرْنٌ قُطِعَ" أَكْثَرَ مِنْ عِشْرِينَ مَرَّةً،" حَتَّى يَخْرُجَ فِي عِرَاضِهِمُ الدَّجَّالُ".

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایک ایسی قوم پیدا ہو گی جو قرآن پڑھے گی لیکن قرآن اس کے حلق سے نیچے نہ اترے گا، جب بھی ان کا کوئی گروہ پیدا ہو گا ختم کر دیا جائے گا“، ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں نے بیسیوں بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

فرماتے سنا: ”جب بھی ان کا کوئی گروہ نکلے گا ختم کر دیا جائے گا، یہاں تک کہ انہیں میں سے دجال نکلے گا“۔

ختم کر دیا جائے گا، یعنی اس کا مستحق ہو گا کہ اس کا خاتمہ اور صفایا کر دیا جائے، اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اہل بدعت ہی سے دجال کا خروج ہو گا۔

تیسرا مبحث: دور حاضر میں تکفیر کا آغاز:

اور جہاں تک دور حاضر میں تکفیر کے آغاز کا تعلق ہے تو جن لوگوں نے موجودہ دور میں تکفیری مذہب کو زندہ کیا ہے وہ اخوان المسلمین کے لوگ ہیں، ذیل میں ہم اسے ثابت کریں گے تاکہ اس جماعت سے لوگ آگاہ رہیں:

چنانچہ یہ سید قطب ہیں جنہوں نے پوری امت محمدیہ کی تکفیر کر ڈالی ہے، یہ اپنی کتاب [فی ظلال القرآن: ۳/ ۲۱۲۲] میں لکھتے ہیں: اس وقت پوری روئے زمین پر کوئی مسلم حکومت نہیں ہے اور نہ ہی ایسا کوئی مسلم سماج ہے جہاں اللہ کی شریعت اور فقہ اسلامی کے مطابق تعامل برتا جاتا ہو۔

سورہ یونس کے اندر قریب قریب اسی طرح کی بات کہی ہے کہ مسلمانوں کی مساجد بت کدہ ہیں، اور سورہ انفال کی تفسیر کرتے وقت بغاوت، خروج اور انقلاب پر ابھارا ہے اور یہ گمان کیا کہ اسلام اسی کا حکم دیتا ہے۔

سورہ انعام کی تفسیر کرتے وقت (۲/ ۱۰۵۷) میں کہا:

زمانہ ایک بار پھر اسی موڑ پر واپس آ گیا ہے جس وقت یہ دین انسانوں کیلئے کلمہ توحید لیکر آیا تھا، مگر پوری انسانیت دوبارہ بندوں کی عبادت اور ادیان کے جور وظلم کی طرف واپس جا چکی ہے اور لا الہ الا اللہ سے منہ موڑ چکی ہے، گرچہ کچھ لوگ مطلب سمجھے بغیر مناروں سے اس کلمہ کو بلند کریں۔

ظلال ہی کے اندر (۳/ ۱۶۳۴) پر لکھا کہ مسلمان اس وقت جہاد نہیں کر رہے ہیں اسلئے مسلمان

اس وقت موجود ہی نہیں ہیں، اس وقت سب سے بڑا مسئلہ اسلام اور مسلمانوں کے وجود کا ہے جس کا علاج ضروری ہے۔

شیخ عبداللہ بن محمد نجمی نے اپنے رسالہ (منبع الارھاب المعاصر) کے اندر کہا: سید قطب نے اسلامی معاشروں کی تکفیر کی ہے اس پر اخوانیوں کے اندر بڑے علماء میں شمار کئے جانے والے یوسف قرضاوی نے گواہی دی ہے، چنانچہ وہ اپنی کتاب: (أولويات الحركہ الاسلاميہ: ص ١١٠) کے اندر لکھتے ہیں: ''اسی مرحلے کے اندر سید قطب کی وہ کتابیں سامنے آئیں جو کہ ان کی فکر کا آخری مرحلہ تھا، جن کے اندر انہوں معاشرے کی تکفیر کی ہے، اور تمام لوگوں پر جہاد کا اعلان کیا ہے''۔

اخوانی قائد فرید عبدالخالق نے اپنی کتاب [میزان الحق: ص ١١٥] کے اندر کہا: تکفیر کی سوچ اخوانی نوجوانوں کے اندر پچاس اور ساٹھ کی دہائیوں میں اس وقت پیدا ہوئی جب وہ قناطر کی قید میں تھے، اور وہ سید قطب کی فکر اور تحریروں سے متاثر تھے، اور انہوں نے اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ معاشرہ اس وقت جاہلیت میں ہے، اور انہوں نے اپنے وقت کے حکام کی تکفیر اس لئے کر دی تھی کہ وہ وحی کے مطابق فیصلے نہیں کرتے، اور محکومین بھی کافر ہوں گے اگر وہ انکے فیصلے سے راضی ہوں گے۔

میں کہتا ہوں: اسی فکر اور عقیدے کا اعتراف ان خودکش بم دھما کہ کرنے والے دہشت گرد خوارج نے اس وقت کیا تھا جب وہ سعودی ٹی وی پر ظاہر ہوئے تھے اور اقرار کیا تھا کہ تکفیر کا عقیدہ انہوں نے سید قطب کی کتابوں سے لیا ہے، اور بالخصوص انکی کتاب [فی ظلال القرآن] سے، اور اس میں ان مکار قسم کے لوگوں پر رد ہے جو یہ کہتے پھرتے ہیں اور عوام میں پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ ان لوگوں کو بم دھما کہ کرنے پر بے روزگاری نے ابھارا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ کیا اب بھی کوئی شک رہ گیا ہے کہ موجودہ دور میں تکفیر کا آغاز اخوانیوں نے کیا ہے؟ اگر آپ مزید تاکید چاہتے ہیں کہ اخوان المسلمین ہی اس دور میں دہشت گردی کے سرچشمہ ہیں تو اخوانی

مفکر عباس سیسی کی کتاب [فی قافلۃ الاخوان المسلمین] کا پہلا حصہ پڑھیں جس کے اندر بہت سے ایسے واقعات موجود ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اخوانیوں کو دہشت گردی کی فکر آغاز ہی سے دی گئی ہے۔اور یہ عباس سیسی خود انہیں میں سے ایک ہیں:

آپ اسی کتاب (۱/۲۵۸) کے اندر دیکھیں گے قاضی احمد بک خازندار کے قتل کو دکھایا گیا ہے جنہیں اخوانیوں نے اغوا کر کے قتل کیا تھا۔

ص ۲۶۷ پر الاعلات الشرقیہ کمپنی کو بم سے اڑانے کا واقعہ درج ہے۔

ص ۲۶۹ پر جیپ کا حادثہ موجود ہے۔

ص ۲۷۱ پر وائرلیس اسٹیشن پر اخوانیوں کے ذریعے بم فٹ کرنے کا حادثہ درج ہے۔

ص ۲۷۲ پر ان اخوانیوں کا تذکرہ ہے جنہیں جیپ حادثہ میں متہم پایا گیا،اور پھر انہیں جیل ہوئی۔

ص ۲۷۵ پر اخوانی جماعت کے کالعدم ہونے کا واقعہ مذکور ہے۔

ص ۲۸۵ پر عدالت کو بم سے اڑانے سازش کا واقعہ مذکور ہے۔

ص ۲۸۶ پر نقراشی پاشا کے قتل کا واقعہ درج ہے، جسے اخوانیوں نے اغوا کر کے قتل کیا تھا،عباس سیسی خود اخوانی مفکر تھے اور وہ اسی خارجی فکر کے حامل تھے،انہوں نے ان سارے واقعات کو نقل کیا ہے اور ان کا اعتراف بھی کیا ہے،معلوم رہے کہ یہ سارے واقعات خود حسن بنا کی زندگی (۱۹۴۷-۱۹۴۸)میں پیش آئے ہیں۔

کیا یہ کافی نہیں ہے کہ اخوانی جماعت ایک تکفیری جماعت ہے جو تشدد اور بم دھماکے کو استعمال کرتی ہے اور اسی اسلوب کو دور حاضر میں دہشت گردی کہتے ہیں؟!

چوتھا مبحث: تکفیر کا حکم:

دلیل تکفیر کے بغیر کسی مسلمان کی تکفیر حرام ہے،اس پر بہت ساری دلیلیں کتاب وسنت کے اندر

موجود ہیں، صحیح بخاری کے اندر یہ حدیث وارد ہوئی ہے:

عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الإِسْلاَمِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ، وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ رَمَى مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ".

ترجمہ: سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اسلام کے سوا کسی اور مذہب کی جھوٹ موٹ قسم کھائی تو وہ ویسا ہی ہو جاتا ہے، جس کی اس نے قسم کھائی ہے اور جس نے کسی چیز سے خودکشی کر لی تو اسے جہنم میں اسی سے عذاب دیا جائے گا اور مومن پر لعنت بھیجنا اسے قتل کرنے کے برابر ہے اور جس نے کسی مومن پر کفر کی تہمت لگائی تو یہ اس کے قتل کے برابر ہے۔

اسی طرح صحیح بخاری کے اندر ایک دوسری روایت ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ، أَنَّ أَبَا الأَسْوَدِ الدِّيلِيَّ، حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " لاَ يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ وَلاَ يَرْمِيهِ بِالْكُفْرِ، إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذَلِكَ".

ترجمہ: عبداللہ بن بریدہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے یحییٰ بن یعمر نے بیان کیا، ان سے ابوالاسود دیلی نے بیان کیا اور ان سے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی شخص کو کافر یا فاسق کہے اور وہ درحقیقت کافر یا فاسق نہ ہو تو خود کہنے والا فاسق اور کافر ہو جائے گا۔

حافظ ابن حجر نے کہا: یہ اس بات کا متقاضی ہے کہ اگر کوئی کسی کو کہتا ہے: تم فاسق ہو، یا یہ کہے کہ تم کافر

ہو،اور وہ اس وصف کا مستحق نہ ہوتو ایسی صورت میں وہ خود اس وصف کا مستحق ہو جائے گا۔

یہاں تک کہ کہا: صحیح مسلم کے اندر بایں الفاظ وارد ہوا ہے: ''اگر کوئی کسی کو کافر کہتا ہے یا اللہ کا دشمن کہتا ہے اور وہ ویسا نہیں ہے تو وہ وصف اسی پر واپس آتا ہے''۔

آگے حافظ ابن حجر نے کہا کہ امام نووی نے کہا: اس واپسی اور رجوع کی تفسیر میں اختلاف ہے، کہا گیا کہ اس پر کفر واپس ہوگا اگر وہ اسے حلال سمجھ رہا ہے، اور یہ حدیث کے سیاق سے بعید از قیاس ہے، اور کہا گیا کہ یہ خوارج پر محمول ہے؛ کیونکہ وہ مومنین کی تکفیر کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ چیز خوارج کے یہاں عام ہے، قدیم وجدید ہر دور کے خوارج کے یہاں یہ چیز ثابت ہے، ورنہ کیا وجہ تھی کہ ان لوگوں نے سب سے بہتر مومنین کو قتل کر دیا، کیونکہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو انہوں نے ہی قتل کیا ہے، سیدنا علی کو انہوں نے ہی قتل کیا ہے، انہوں نے پہلے تکفیر کی ہے پھر اس کے بعد ان کا خون حلال سمجھا ہے پھر قتل کیا ہے۔

خوارج کے یہاں گناہ کبیرہ کی بنیاد پر تکفیر کی جاتی ہے، اسی طرح ہمارے دور میں انہوں نے مسلمانوں کو اور معاہدین کو اسی لئے قتل کیا کہ پہلے انہوں نے ان کے خون کو حلال سمجھا، اسی لئے انہوں نے جان ومال کو نقصان پہونچایا، پرامن سماج کو خوفزدہ کیا، دشمنوں کے سامنے اسلام کی شکل کو بدنام کیا، کوئی مسلمان ایسی کارستانی نہیں کرسکتا ہے، یہ وہی کرے گا جو مسلمانوں کو کافر سمجھ کر ان کے جان ومال کو حلال سمجھے گا، خواہ وہ حکام ہوں یا رعایا، علماء ہوں یا ائمہ مساجد سب کی یہ تکفیر کرتے ہیں۔

ساتھ میں یہ بھی معلوم رہے کہ خوارج ہر دور میں مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں مگر ان کے پاس اسکے لئے ٹھوس شواہد نہیں ہوتے بلکہ ہمیشہ وہمیہ امور اور گمان کی باتوں ہی پر تکفیر کی ہے، یہ دوسروں کی تکفیر گناہ کی بنیاد پر کرتے ہیں اور خود اسی میں واقع ہوتے ہیں، اور ممکن ہے جس گناہ کی بنیاد پر انہوں نے جس کی تکفیر کی ہے وہ گناہ اس شخص کے اندر نہ پایا جاتا ہو، بلکہ جھوٹ اور پروپیگنڈا کی بنیاد پر تکفیر کر ڈالی ہو، یہ

بھی ہوسکتا ہے کہ وہ جس چیز کو گناہ سمجھ کر تکفیر کرتے ہوں وہ اصلاً گناہ ہی نہ ہو، محض اپنی خواہشات نفس کی پیروی میں تکفیر کر رہے ہوں، بس وہ تکفیر کے رسیا ہیں اسی لئے بلا کسی تحقیق اور بغیر علم و بصیرت کے ہر کسی کی تکفیر کرتے جاتے ہیں۔

اسی لئے نبی اکرم ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ وہ مخلوق میں سب سے برے ہیں، یہ دوزخی کتے ہیں، بلکہ روئے زمین پر سب سے برے مقتول ہوں گے، اب ان کی بدبختی اور مذمت کیلئے ان اوصاف سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتا ہے؟!

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجموع الفتاوی (۲۸ / ۵۱۲) کے اندر کہا:

''نبی اکرم ﷺ سے خوارج سے قتال کرنے کے تعلق سے بہت ساری حدیثیں مروی ہیں، جو کہ اہل علم کے نزدیک متواتر کے حد کو پہونچی ہوئی ہیں، چنانچہ امام احمد نے کہا کہ خوارج کے تعلق سے صحیح حدیثوں کی تعداد دس تک پہونچتی ہے، جنہیں امام مسلم نے اپنی کتاب صحیح کے اندر نقل کیا ہے، ان میں سے تین حدیثوں کو امام بخاری نے بھی روایت کیا ہے، وہ سیدنا علی، سیدنا ابوسعید خدری اور سیدنا سھل بن حنیف رضی اللہ عنہم کی ہیں۔ ان کے علاوہ سنن اور مسانید کے اندر بھی متعدد طرق سے یہ روایتیں مروی ہیں۔

ایک جگہ نبی اکرم ﷺ نے خوارج کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

(يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ عِنْدَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ) ترجمہ: کچھ لوگ پیدا ہوں گے کہ تم اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابل ناچیز سمجھو گے۔ وہ قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن وہ ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔ یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے زوردار تیر جانور سے پار ہو جاتا ہے، لہٰذا جہاں کہیں تم ان سے ملو تم انہیں قتل کر دو، اس لیے کہ ان کا قتل کرنا،

قیامت کے روز اس شخص کے لیے اجر وثواب کا باعث ہوگا جو انہیں قتل کرے گا، اگر میں ان کو پاتا تو ایسا قتل کرتا جیسے عاد قتل ہوئے ہیں۔" (یعنی جڑ پیر سے اڑا دیتا جیسے عاد کو باد نے برباد کیا)۔

ان خوارج سے سیدنا علی اور دیگر صحابہ نے قتال کیا تھا، اور ان کے قتال پر سلف امت کا اجماع ہے اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے، حالانکہ جنگ جمل اور جنگ صفین کو لیکر صحابہ کے اندر اختلاف پایا جاتا تھا؛ اس تعلق سے ان کے اندر تین آراء تھے: کچھ لوگوں نے سیدنا علی کے ساتھ مل کر قتال کیا تھا، کچھ لوگ آپ کے مخالف گروپ میں تھے، اور کچھ لوگ قتال سے دور تھے، وہ کسی کے ساتھ نہیں تھے۔

ایک بات قابل غور ہے کہ سیدنا علی نے جن خوارج سے قتال کیا تھا ان کا ساتھ کسی صحابی نے نہیں دیا تھا، اور نہ ہی کسی صحابی نے ان سے قتال کرنے سے منع کیا تھا۔

آگے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: پوری امت خوارج کی مذمت اور ان کی گمراہی پر متفق ہے، ہاں ان کی تکفیر کے تعلق سے اختلاف ہے اس بارے میں امام مالک کا دو مشہور قول ہے۔

پانچواں مبحث: تکفیر کے خطرات اور اسکے بھیانک نتائج:

تکفیر کے خطرات اور اسکے چند بھیانک نتائج درج ذیل ہیں:

۱-عہد و پیمان کو توڑنا؛ جب ایک خارجی حکام کی تکفیر کر دیتا ہے تو یہ سمجھتا ہے وہ وہ عہد و پیمان کا مستحق نہیں، جبکہ عہد و پیمان کا توڑنا گناہ کبیرہ میں سے ہے، اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {وَالَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِن بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ} ترجمہ: اور جو اللہ کے عہد کو اس کی مضبوطی کے بعد توڑ دیتے ہیں اور جن چیزوں کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے انہیں توڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، ان کے لئے لعنتیں ہیں اور ان کے لئے برا گھر ہے۔

۲-تو حاکم کی تکفیر کرتا ہے اسکے نزدیک اسکا اور اسکے عمال کا خون بھی حلال ہوتا ہے۔

۳-اس سے لڑائی کرنا اور اسکے خلاف خروج کرنا جائز سمجھتا ہے۔

۴-مسلمانوں کا خون بھی حلال سمجھتا ہے، اور جب ایسا ہے تو معاہدین کا خون بدرجہ اولی حلال سمجھے گا۔

۵-مذکورہ لوگوں کا قتل کرنا بھی حلال سمجھتا ہے، جبکہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا} ترجمہ: اور جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے، جس میں ہمیشہ رہنے والا ہو اور اللہ اس پر غصے ہو گیا اور اس نے اس پر لعنت کی اور اس کے لیے بہت بڑا عذاب تیار کیا ہے۔

۶- ان کی عزت وآبرو کو بھی حلال سمجھتا ہے، ساتھ ہی یہ ان کے خلاف جھوٹ بولتے ہیں اور افترا پردازی کرتے ہیں نیز انکی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جو بے بنیاد ہوتی ہیں۔

۷-ان کے مال کو حلال سمجھ کر اسے برباد کر دیتے ہیں۔

۸-مسلم معاشرے میں بدامنی پھیلاتے ہیں جس سے ماحول پرفتن اور پرآشوب ہو جاتا ہے، ایک دوسرے پر بھروسہ ختم ہو جاتا ہے۔

۹-مسلمانوں کے اندر پھوٹ ڈالنا اور انتشار پھیلانا۔

۱۰- دشمنان اسلام کو مزید لالچ دلانا جس کی وجہ سے وہ مسلم ممالک پر قبضہ کریں اور وہاں کی فوج اور حکومت کو تباہ کر دیں، اور پھر وہاں کی دولت لوٹ لیں جیسے عراق اور لیبیا میں کیا گیا۔

۱۱-اور جب دشمنان اسلام مسلمانوں پر مسلط ہوتے ہیں تو سخت عذاب میں مبتلا کرتے ہیں، اور کفریہ قوانین کے ساتھ ان پر حکومت کرتے ہیں۔

۱۲- پتہ چلا کہ دہشت گرد خوارج کی وجہ سے پوری امت کو تکلیف ہوتی ہے خواہ وہ حاکم ہوں یا محکوم، عام آدمی ہوں یا تعلیم یافتہ، مرد ہوں یا عورتیں، چھوٹا ہو یا بڑا، انکی تکلیف اور نقصان سے کوئی نہیں بچتا۔

مجھے امید ہے کہ یہ وضاحت ہر باشعور شخص کیلئے کافی ہے کہ دہشت گرد خوارج گمراہ اور بہت ہی برے ہیں، حزبیت پسند، تخریب کار، فسادی اور برائی کے داعی ہیں، انکی تخریبی کارستانیوں کے جو مفاسد ہیں وہ بےشمار اور نتائج بہت ہی بھیانک ہیں۔

وباللہ التوفیق۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔

کتبہ

احمد بن یحیی النجمی

۳/۱/۱۴۲۶ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معاہد باشندوں کے احکام

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ۔

وبعد:

اس بحث کے اندر میں نے معاہدین کے احکام کو جمع کیا ہے، چنانچہ معاہدین ان لوگوں کو کہتے ہیں جنہیں اسلامی حکومت کی طرف سے عہدنامہ مل چکا ہو؛ یعنی انکے اور اسلامی حکومت کے درمیان معاہدہ ہو جس کی بنیاد پر وہ اسلامی حکومت کے اندر آسکتے ہوں۔

معاہدہ اس عہد و پیمان کو کہتے ہیں جو دو آدمیوں یا دو جماعتوں کے درمیان ہوتا ہے، اور عالمی قانون کے اندر دو ملکوں کے درمیان یا دو سے زائد ملکوں کے درمیان آپسی تعلقات بنانے کیلئے کسی اتفاق کو کہتے ہیں۔(المعجم الوسیط: ص ۲۳۴)۔

میں کہتا ہوں: معاہد وہ شخص ہے جو معاہدہ کرنے والے کسی ملک کی طرف سے اس ملک کے اندر جائے جس سے معاہدہ ہوا ہے، اب وہ معاہدے کے شرائط کے تحت اس ملک کے اندر رہ سکتا ہے، اسے کوئی تکلیف نہیں پہونچا سکتا بشرطیکہ وہ ان شروط کی پابندی کرے، یعنی وہ پاسپورٹ کے ساتھ عالمی قوانین کے تحت آئے۔

معاہد کے تعلق سے حدیث میں وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:" مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَهُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ سَبْعِينَ عَامًا".

ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: ”جس نے کسی ایسے ذمی کو

قتل کر دیا جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے پناہ دے رکھی ہو، تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا، حالانکہ اس کی خوشبو ستر سال کی مسافت سے محسوس کی جاتی ہے"۔

اور سنن نسائی کے اندر ایک دوسری حدیث کے اندر اس طرح وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهِدَةً بِغَيْرِ حِلِّهَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ أَنْ يَشُمَّ رِيحَهَا ".

ترجمہ: سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے کسی ذمی کی جان لی جب کہ اس کا خون جائز نہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جنت کی خوشبو حرام کر دی ہے"۔

شریعت کی طرف سے یہ وعید ہر اس شخص کو ہے جو معاہد شخص کو ناحق قتل کرتا ہے؛ اس سے اسکے خون کی حرمت اور اس عہد و پیمان کے احترام پر دلالت کرتا ہے جس کے ذریعے وہ ملک میں داخل ہوا تھا، اسی لئے اس کا قتل کرنا حاکم وقت کے عہد و پیمان کے ساتھ غداری ہے جس کا معاہدہ اس نے اس کے ساتھ یا ملک کے ساتھ کر رکھا ہے۔

اور ایک حدیث کے اندر مزید وارد ہوا ہے:

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " الْمُسْلِمُونَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ، يَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ وَيُجِيرُ عَلَيْهِمْ أَقْصَاهُمْ، وَهُمْ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ، يَرُدُّ مُشِدُّهُمْ عَلَى مُضْعِفِهِمْ وَمُتَسَرِّعُهُمْ عَلَى قَاعِدِهِمْ، لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ وَلَا ذُو عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ ".

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسلمانوں کے خون برابر ہیں، ان میں سے ادنیٰ شخص بھی کسی کو امان دے سکتا ہے، اور سب کو اس کی امان قبول کرنی ہوگی، اسی طرح دور مقام کا مسلمان پناہ دے سکتا ہے (گرچہ اس سے نزدیک والا موجود ہو) اور

وہ اپنے مخالفوں کے لیے ایک ہاتھ کی طرح ہیں جس کی سواریاں زورآور اور تیز رو ہوں وہ (غنیمت کے مال میں) اس کے برابر ہوگا جس کی سواریاں کمزور ہیں، اور لشکر میں سے کوئی سریہ نکل کر مال غنیمت حاصل کرے تو لشکر کے باقی لوگوں کو بھی اس میں شریک کرے، کسی مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے اور نہ ہی کسی ذمی کو"۔

یہ حدیثیں قطعی طور پر دلالت کرتی ہیں کہ معاہد کافر کا قتل کرنا حرام ہے، اسی طرح اس شخص کو بھی قتل کرنا حرام ہے جسے امن دیا جاچکا ہو؛ کیونکہ مسلمانوں میں سے کوئی بھی اگر کسی کو امان دے دے خواہ وہ مرد ہو یا عورت، یا پناہ دینے والا خواہ آزاد ہو کہ غلام سب کی طرف سے مقبول ہوگا، جیسا کہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے: (يَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ وَيُجِيرُ عَلَيْهِمْ أَقْصَاهُمْ) ترجمہ: ان میں سے ادنی شخص بھی کسی کو امان دے سکتا ہے، اور سب کو اس کی امان قبول کرنی ہوگی۔

اسی طرح صحیح بخاری کے اندر سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کا یہ واقعہ مذکور ہے:

عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ، تَقُولُ: " ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ، وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ، قَالَتْ: فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَنْ هَذِهِ؟ فَقُلْتُ: أَنَا أُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، زَعَمَ ابْنُ أُمِّي أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا قَدْ أَجَرْتُهُ فُلَانَ ابْنَ هُبَيْرَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِئٍ، قَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ: وَذَاكَ ضُحًى ".

ترجمہ: عمر بن عبید اللہ کے غلام ابونضر سالم بن امیہ سے کہ ام ہانی بنت ابی طالب کے غلام ابومرہ یزید

نے بیان کیا کہ انہوں نے ام ہانی بنت ابی طالب سے یہ سنا۔ وہ فرماتی تھیں کہ میں فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ آپ غسل کر رہے ہیں اور آپ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا پردہ کئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کون ہے؟ میں نے بتایا کہ ام ہانی بنت ابی طالب ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھی آئی ہو، ام ہانی۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہانے سے فارغ ہو گئے تو اٹھے اور آٹھ رکعت نماز پڑھی، ایک ہی کپڑے میں لپٹ کر۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! میری ماں کے بیٹے (علی بن ابی طالب) کا دعویٰ ہے کہ وہ ایک شخص کو ضرور قتل کرے گا۔ حالانکہ میں نے اسے پناہ دے رکھی ہے۔ یہ (میرے خاوند) ہبیرہ کا فلاں بیٹا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ام ہانی جسے تم نے پناہ دے دی، ہم نے بھی اسے پناہ دی۔ ام ہانی نے کہا کہ یہ نماز چاشت تھی۔

پتہ چلا کہ مسلمانوں میں سے کوئی بھی اگر کسی کو پناہ یا امان دیتا ہے تو وہ تمام مسلمانوں پر لاگو ہوگا، اب کسی کیلئے جائز نہیں ہوگا کہ اسے قتل کرے یا اسکے مال کو لے، پھر اس پناہ دینے والے اور امان دینے والے کا کیا ہوگا اگر وہ حاکم وقت ہو کہ جس کی بیعت پر اسکی اطاعت کو اللہ نے واجب کر دیا ہے، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾ ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور ان کا بھی جو تم میں سے حکم دینے والے ہیں، پھر اگر تم کسی چیز میں جھگڑ پڑو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے زیادہ اچھا ہے۔

چنانچہ حاکم وقت کی اطاعت واجب ہے الایہ کہ وہ معصیت کا حکم دے تو ایسی صورت میں اسکی اطاعت واجب نہیں ہے، جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں ہے۔

اسلئے حاکم وقت کے ذریعے امان دیئے گئے کسی شخص کو اگر کوئی قتل کرتا ہے تو یہ بہت بڑا جرم ہوگا، پھر اسکے ساتھ اگر غداری اور خیانت، پرامن باشندوں کو خوفزدہ کرنے، خونریزی اور فساد کرنے، اموال تلف کرنے، تکفیر اور حاکم وقت سے اقتدار چھیننے کی کوشش کو بھی شامل کردیا جائے تو اسکا جرم کس قدر بھیانک ہوجائے گا، اسی لئے اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ ایک دہشت گرد سفاک مجرم خارجی ہی ہوگا، اسکا قتل کرنا واجب ہے، جیسا کہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " يَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ، أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقُولُونَ: مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ . يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ".

ترجمہ: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "آخری زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے جو کم سن اور کم عقل ہوں گے، بات چیت میں وہ لوگوں میں سب سے اچھے ہوں گے لیکن ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا، وہ دین سے اسی طرح نکل جائیں گے، جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے، لہٰذا جب تم ان کو پاؤ تو انہیں قتل کرو کیونکہ ان کے قتل کرنے والے کو قیامت کے دن اجر ملے گا"۔

امام ابن قدامہ نے المغنی (۱۳ / ۱۵۲) کے اندر کہا:

"جو دشمنوں کی سرزمین میں جائے اس پر واجب ہے کہ وہ نہ ہی ان کے مال میں خیانت کرے

اور نہ ہی ان کے ساتھ سودی کاروبار کرے، جہاں تک دارالحرب میں سودی کاروبار کی حرمت کا تعلق ہے تو اسے میں نے ربا کے باب میں بیان کر دیا ہے، کیونکہ اللہ تعالی کا یہ قول: (وحرم الربا) اور اسکے علاوہ دیگر آیات و احادیث عمومی پیمانے پر سود کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں، خواہ کسی بھی جگہ ہو یا کسی بھی وقت میں ہو، اور جہاں تک خیانت کا تعلق ہے تو یہ بھی حرام ہے؛ کیونکہ انہوں نے امان اسی شرط پر دی ہے کہ وہ ان کے ساتھ خیانت نہیں کرے گا، اور اسی لئے اگر کوئی ان میں سے امان کے ساتھ ہمارے ملک میں آئے اور ہمارے ساتھ خیانت کر دے تو وہ عہد و پیمان کو توڑنے والا ہوگا، اور جب یہ ثابت بھی ہو جائے کہ اس نے خیانت کی ہے تب بھی ہمارے لئے یہ جائز نہیں ہوگا کہ ہم ان کے ساتھ خیانت کریں؛ کیونکہ ہمارے دین کے اندر خیانت اور غداری کرنا جائز نہیں ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسلمان اپنے شروط پر قائم ہوتے ہیں۔

آگے کہا: اور جہاں تک معاہدہ کرنے والے حربی کافر کا تعلق ہے تو جیسے ہی وہ عہد کو توڑیں گے ان کا خون اور مال اور انکی ذریت کو غلام بنانا جائز ہو جائے گا؛ اسلئے کہ نبی اکرم ﷺ نے بنو قریظہ کے لڑنے والے مردوں کو قتل کر دیا اور انکی ذریت کو غلام بنالیا اور ان کے مال کو قبضے میں لے لیا، کیونکہ انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ کئے ہوئے معاہدے کو توڑ دیا تھا، اسی طرح جب آپ ﷺ نے قریش سے معاہدہ کیا اور قریش نے معاہدے کو توڑ دیا تو اس وقت بھی وہ ساری چیزیں حلال ہوگئیں جو اس معاہدے کی وجہ سے حرام ہوئی تھیں، اور اسلئے کہ معاہدے کی ایک مدت ہوتی ہے، اس مدت کے خاتمے کے ساتھ وہ معاہدہ ختم ہو جاتا ہے۔

پھر آگے کہا: اس طرح کا معاہدہ کرنا حاکم وقت کیلئے یا اس کے نائب کیلئے ہی جائز ہے؛ اسلئے کہ یہ جملہ کفار کے ساتھ معاہدہ ہوتا ہے، یہ کسی اور کیلئے جائز نہیں ہوگا، اور اس لئے کہ حاکم وقت اس تعلق سے جو مصلحت سمجھے گا وہ دوسرا نہیں سمجھ سکتا، اور دوسرے کیلئے جائز کر دینے سے جہاد کلی طور پر معطل ہو جائے گا،

اسلئے اگر حاکم یا اسکے نائب کے علاوہ کوئی دوسرا معاہدہ کرتا ہے تو اسے صحیح نہیں مانا جائے گا، اور اگر اس انفرادی معاہدے سے کوئی کافر دارالاسلام میں داخل ہو جائے تو وہ مامون مانا جائے گا اسلئے کہ وہ امان کے اعتقاد سے آیا ہے، لیکن اسے دارالحرب واپس بھیج دیا جائے گا، اسے اس شخصی معاہدے کی وجہ سے دارالاسلام میں نہیں رہنے دیا جائے گا؛ اسلئے کہ وہ معاہدہ ہی درست نہیں ہے۔

اور اگر حاکم وقت معاہدہ کر کے وفات پا جائے یا معزول ہو جائے تو وہ معاہدہ ختم نہیں ہوگا، بلکہ اس کے بعد جو حاکم آئے گا وہ اسکی پاسداری کرے گا؛ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ} ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! عہد پورے کرو۔ مزید اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَى مُدَّتِهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ} ترجمہ: بجز ان مشرکوں کے جن سے تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے اور انہوں نے تمہیں ذرا سا بھی نقصان نہیں پہنچایا نہ کسی کی تمہارے خلاف مدد کی ہے تو تم بھی ان کے معاہدے کی مدت ان کے ساتھ پوری کرو، اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔

اور اگر وہ عہد کو توڑتے ہیں تو ان سے قتال کرنا بھی جائز ہے، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {وَإِنْ نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ} ترجمہ: اگر یہ لوگ عہد و پیمان کے بعد بھی اپنی قسموں کو توڑ دیں اور تمہارے دین میں طعنہ زنی کریں تو تم بھی ان سرداران کفر سے بھڑ جاؤ۔ ان کی قسمیں کوئی چیز نہیں، ممکن ہے کہ اس طرح وہ بھی باز آجائیں۔

مزید اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ رَسُولِهِ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا

لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ } ترجمہ: مشرکوں کے لئے عہد اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک کیسے رہ سکتا ہے سوائے ان کے جن سے تم نے عہد و پیمان مسجد حرام کے پاس کیا ہے، جب تک وہ لوگ تم سے معاہدہ نبھائیں تم بھی ان سے وفاداری کرو، اللہ تعالیٰ متقیوں سے محبت رکھتا ہے۔

اسی لئے جب قریش نے معاہدہ توڑ دیا تو نبی اکرم ﷺ ان کی طرف نکلے اور ان سے قتال کیا، اور مکہ کو فتح کرلیا، اور اگر کبھی ایسا ہو کہ کچھ لوگ معاہدے کو توڑ دیں مگر باقی لوگ خاموش رہیں، اور نہ ہی کوئی اس پر نکیر کرے، نہ ہی حاکم وقت سے خط و کتابت کرے، اور نہ ہی توڑنے والے سے براءت کا اظہار کریں تو سارے لوگ معاہدے کو توڑنے والے مانے جائیں گے؛ اسلئے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے قریش سے معاہدہ کیا تو آپ ﷺ کے ساتھ خزاعہ کے لوگ بھی شامل ہو گئے، اور بنو بکر کے لوگ قریش کے ساتھ ہو گئے، ایک بار ایسا ہوا کہ بنو بکر نے خزاعہ پر چڑھائی کر دی، اور قریش نے انکی مدد بھی کر دی، اور باقی لوگ خاموش رہے، اس طرح اسے بدعہدی مانی گئی، اور اسی کو بنیاد بنا کر رسول اللہ ﷺ نے مکہ پر چڑھائی کی اور قریش والوں سے قتال کیا۔

آگے مزید ابن قدامہ کہتے ہیں: اگر ان کی طرف سے معاہدہ کے توڑنے کا خوف ہو یعنی خیانت کا ڈر ہو تو برابری کی حالت میں ان کا عہدنامہ توڑ دے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: { وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَوْمٍ خِيَانَةً فَانبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ } ترجمہ: اور اگر تجھے کسی قوم کی خیانت کا ڈر ہو تو برابری کی حالت میں ان کا عہدنامہ توڑ دے، اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

یعنی انہیں پہلے ہی معاہدہ توڑنے کی خبر کر دو تا کہ دونوں کے علم میں رہے، یہ صرف دل میں رکھنا کافی نہیں ہوگا اسی لئے اعلان سے پہلے ان پر حملہ کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ وہ معاہدے کے تحت مامون ہیں، اسی وجہ سے اعلان کرنے اور انہیں خبر کرنے سے پہلے نہ تو انکا قتل کرنا جائز ہوگا اور نہ ہی انکا مال لینا

جائز ہوگا۔

آگے مزید کہا: اور اگر حاکم وقت کافروں سے معاہدہ کرلے تو مسلمانوں اور ذمیوں سے اسکی حفاظت کرنا اس پر واجب ہوگی؛ کیونکہ اس نے اسے امان دی ہے اور معاہدے کے اندر جو شروط ہوتے ہیں انکی دو قسمیں ہوتی ہیں:

پہلی قسم: صحیح شرائط، دوسری قسم: فاسد شرائط۔

صحیح شرط یہ ہیکہ ان پر کچھ مال کی شرط لگادے یا ضرورت پڑنے پر مسلمانوں کی مدد کی شرط لگادے، اسی طرح یہ شرط لگادے کہ اگر مسلمانوں میں سے کوئی شخص آئے تو اسے واپس کردیں گے۔ شوافع کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کے لوٹانے کی شرط صحیح نہیں ہے الایہ کہ اسکا کوئی خاندان ہو جو اسکی حفاظت کرے، لیکن نبی اکرم ﷺ کی سیرت میں ہمارے لئے دلیل یہ ہیکہ آپ ﷺ نے اس تعلق سے شرط لگائی تھی اور اسے پورا بھی کیا تھا کہ ابوجندل بن سہیل اور ابوبصیر کو واپس کردیا تھا، اور اسکے لئے خاندان کی کوئی شرط نہیں لگائی تھی، اور یہ کہ جب خاندان کے لوگ یہ ستانے لگیں تو پھر اسکی حالت ایسی ہوجاتی ہے گویا اسکا کوئی خاندان ہی نہیں ہے، مگر یہ شرط لگانا جائز نہیں ہے الایہ کہ اسکی سخت ضرورت ہو اور مصلحت بھی درکار ہو، اور اگر یہ شرط لگادی جائے تو اسے پورا کرنا واجب ہوگا یعنی اگر وہ اسے لینے کیلئے آئیں گے تو واپس کرنا پڑے گا۔

آگے کہا: اسی طرح اگر کفار میں سے کچھ لوگ مسلمان ہوجائیں تو ان کیلئے جائز ہوگا کہ وہ کسی علاقے میں الگ تھلک ہوجائیں اور پھر وہ کفار میں سے جس پر قادر ہوسکیں اسے قتل کردیں اور انکا مال چھین لیں کیونکہ وہ صلح میں داخل نہیں ہیں، ہاں اگر کفار کی اجازت کے بعد انہیں حاکم وقت اپنے پاس بلالے تو پھر وہ بھی صلح میں شامل ہوجائیں گے، پھر اسکے بعد کفار کا قتل کرنا اور انکا مال لینا انکے لئے جائز نہیں ہوگا۔

آگے کہتے ہیں: دوسری فاسد شرط کی مثال یہ ہیکہ عورتوں کے لوٹانے یا انکی مہر کے لوٹانے یا انکے اسلحوں کے لوٹانے یا کچھ اسلحہ دینے کی شرط لگائیں، یا یہ شرط لگائیں کہ وہ جب چاہیں گے معاہدے کو توڑ دیں گے، یا یہ کہ ان میں سے جتنے گروہ ہیں سب کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ معاہدے کو توڑ دے، یا یہ کہ بچوں کو یا مردوں کو بلا ضرورت واپس کر دیں گے، یہ سارے شروط فاسد ہیں انکا پورا کرنا جائز نہیں ہے۔

آگے کہتے ہیں: عورتوں کو لوٹانے کی شرط صحیح نہیں ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا ہے: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ} ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تمھارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کی جانچ پڑتال کرو، اللہ ان کے ایمان کو زیادہ جاننے والا ہے۔ پھر اگر تم جان لو کہ وہ مومن ہیں تو انھیں کفار کی طرف واپس نہ کرو۔

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (اللہ تعالی نے عورتوں کے تعلق سے صلح کرنے سے منع کر دیا ہے)۔

المغنی لابن قدامہ: ۱۳/ ۱۶۱-۱۶۲

وباللہ التوفیق، وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم تسلیماً کثیرا۔

کتبہ

احمد بن یحی النجمی

۷/ ۴/ ۱۴۲۶ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

الحمدلله ،والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ۔

وبعد:

”الانتقادات العلية لمنهج الخرجات والطلعات والمكتبات والمخيمات والمراكز الصيفية،“نامی کتاب سے مطلع ہوا جسے شیخ احمد بن عمر بازمول اور شیخ احمد بن یحیی الزہرانی دونوں نے تالیف کی ہے، اپنے فن میں بہت ہی جامع اور عمدہ ہے اللہ نے جس کے لئے انہیں توفیق سے نوازا، دونوں مشائخ نے اپنے تجربات کی روشنی میں اس طرح کے مخیمات، گرمائی مراکز، شب بیداری کی محفلوں اور دعوت کے نام پر سیاحتی اسفار میں جانے والوں اور ان کے منتظمین کے برے عزائم کا پردہ فاش کیا ہے، گرچہ یہ لوگ بڑے ہی خاموشی اور خفیہ طور پر کام کرتے ہیں، مگر اللہ تعالی ان کے برے عزائم کو ان لوگوں کے ذریعے ظاہر کردیتا ہے جو ان کے ساتھ شریک ہوتے ہیں پھر ان کے غلط رویوں، ملک دشمنی اور دین مخالف عزائم کی وجہ سے ان کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں، اسی طرح یہ لوگ کچھ لوگوں سے مناقشہ کے دوران اور سوالات وجوابات کی شکل میں بہت سارے راز خود کھول دیتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ حکام اور سلفی علماء کو انکی گالیاں اور دشمنیاں جنہیں یہ چھپا کر رکھتے ہیں، انہی کے بعض افراد کے ذریعے یا پھر دوسروں کے ذریعے اللہ تعالی ظاہر کردیتا ہے، اس طرح عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی وہ بات پوری ہوجاتی ہے کہ اگر کچھ لوگوں کو دیکھو کہ وہ دین کے نام پر چھپ کر کام کرتے ہیں تو جان لو کہ وہ گمراہی پر قائم ہیں۔

چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ ان حزبی تحریکیوں کے پاس بدعات وگمراہیاں بھری پڑی ہیں، بار بار یاد دلانے اور نصیحت کرنے پر بھی وہ ان گمراہیوں پر اصرار کرتے ہیں، دونوں مشائخ نے اس رسالے

کے اندر بعض سلفی علماء کے ایسے فتاوے تحریر کر دیئے ہیں جو سلفی علماء کی طرف سے اجماعی طور پر حزبیت خارجیت اور اسکے لئے تیاری کرنے نیز بدعات پر نکیر کرنا وقت کی ضرورت ہے؛ اسی لئے میں طلبہ کو مشورہ دوں گا کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ ضرور کریں کیونکہ اس کے اندر غلط افکار پر مبنی مناہج کا بہترین تعارف کیا گیا ہے، اور اسکے علاوہ بھی بہت سارے فوائد ہیں، واللہ ولی التوفیق۔

کتبہ

احمد بن یحی النجمی

۹/۶/۱۴۲۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''الساحۃ الاسلامیہ'':المبتھل (۲۷/۹/۲۰۰۴ء/۱۱:۳۸)

الرد العلمی علی تقریظ الشیخ احمد بن یحی نجمی

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ۔

وبعد:

ہر متلاشی حق اور صاحب استقامت کو یہ معلوم ہے کہ قیامت سے پہلے ایسے فتنے رونما ہوں گے جو شب دیجور کے اندھیرے ٹکڑوں کے مانند ہوں گے، ایک شریف انسان جہاں حیران و ششدر رہے گا، اور شاید اسکے بڑے اسباب میں سے یہ بھی ہوگا کہ علم کی طرف نسبت کرنے والے بعض لوگ راہ حق سے دور ہوں گے جو بے بنیاد اور بے جا دعوؤں اور باطل دلائل کے ذریعے مصلحین امت پر کیچڑ اچھالیں گے۔

دین کے محکم امور بالکل واضح ہیں، ان میں کوئی غموض اور التباس نہیں ہے، سوائے اس کے لئے جس کے دل میں بیماری ہو، اسکا دل کجی کا شکار ہو، وہ اپنی خواہشات کے مطابق ہی امور کو لیتا اور ترک کرتا ہو، اسکے رگ وریشے میں ٹیڑھا پن بسا ہوا ہو، فہم کے اندر زیادتی، فکر میں گمراہی اور تصور میں مروڑ بھرا ہوا ہو۔

جب یہ خواہشات دین کے اندر آجائیں تو بہت ہی خطرناک شکل اختیار کرلیتے ہیں، کیونکہ ان کی وجہ سے دین کو کھلواڑ بنالیا جاتا ہے، اسے بگاڑا جاتا ہے اور اسے صرف اپنے مقاصد کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔

احمد نجمی نے اس کتاب پر جو بھی تقریظ لکھی ہے اسے بغور پڑھنے والا یہ ضرور محسوس کرے گا کہ اس

مسکین کے اندر غلو کا کچھ حصہ ضرور پایا جاتا ہے، اسکی آفاقی نظر کمزور اور علمی بے بضاعتی کا شکار ہے۔

وہ مسائل جن کا ذکر اس کتاب کے اندر کیا گیا اور جس کی تقریظ شیخ احمد نے کی ہے ان کا تعلق دین کے بنیادی امور میں سے نہیں ہے اور نہ ہی اسکے محکم عقائد سے اسکا کوئی تعلق ہے، اور نہ ہی ان قطعی مسائل سے ان کا تعلق ہے کہ جن میں آراء وافکار کا اختلاف ممکن نہیں۔

چنانچہ مکتبات اور گرمائی مراکز کا تعلق اجتہادی مسائل سے ہے جنہیں مصلحت کے پیش نظر قائم کیا جاتا ہے، اور یہ شریعت کے عظیم مقاصد ہی کو پورا کرتے ہیں خواہ ان کا تعلق ضروریات سے ہو یا حاجیات سے ہو یا پھر تحسینات سے ہو۔

مگر جو انہیں حزبیت اور گروہ بندی کی گندی نظر سے دیکھنے لگے تو اسے تکلف بے جا کے سوا کچھ نہیں کہیں گے، وہ ان ظالمانہ فیصلوں اور ہلاکت خیز فتاوؤں راہ اعتدال سے روکنے والے اقوال کے بارے میں سب سے پہلے عند اللہ مسوؤل ہوگا پھر اسکی مخلوق کے سامنے جواب دہ ہوگا۔

انکے کلام پر رد کرنے سے پہلے اختصار کے ساتھ یہ تنبیہ کرتا چلوں کہ شیخ احمد نجمی وفقہ اللہ اپنے بہت سارے پیروکاروں کے ساتھ پیش آمدہ مسائل اور حالات حاضرہ پر نظر رکھنے میں دو چیزوں میں ممتاز ہیں:

۱- بہت سارے اجتہادی امور میں دقت نظری اور قطعی فیصلے کرنا، اسلئے کہ ان کا تعلق نہ ہی دین کے بنیادی امور سے ہے اور نہ ہی شریعت کے اندر ان کے تعلق سے واضح نصوص وارد ہوئے ہیں، بلکہ ان میں سے اکثر کا تعلق فرعی اور اجتہادی امور ہے جن کے اندر فکری استعداد اور علمی وسعت اور مسائل کے ادراک کے اعتبار سے اختلاف ہوتا رہتا ہے۔

۲- کسی بھی اجتہادی فیصلے اور مسئلے کو سلف صالح کے رنگ میں رنگ دینا، چنانچہ وہ کسی بھی مسئلے میں حکم لگاتے وقت یہ کہنے میں گریز نہیں کرتے کہ یہ تمام سلف کا قول ہے بلکہ اس پر اجماع کا دعوی تک کر دیتے ہیں۔

اس مسلک اور منہج کے اندر بہت سی خطرناکیاں ہیں:

الف-: ایسا کر کے یہ اپنے پیروکاروں کو منظم بناتے ہیں تاکہ وہ ان کے فیصلے کو من وعن قبول کرلیں کیونکہ یہ سلف کا قول ہے، اب ایسی صورت میں مخالف کو کیا مجال کہ وہ ان کے اجتہاد میں مناقشہ کرے یا انکے دعوؤں کو رد کرنے آئے، یا یہ دعوی کرے کہ وہ بھی انکی طرح مرد ہے۔

مگر یہ معلوم رہے کہ یہ سلف کا قول نہیں ہوتا ہے کیونکہ سلف صالح نے اس دور کو نہ تو پایا اور نہ ہی ان امور کے فیصلے کو جانا، اس طرح ان اقوال کو سلف کی طرف منسوب کرنا ان پر بہتان ہے، اور انہیں ایسے معرکے میں دکھانا ہے جن میں وہ شریک بھی نہیں ہوئے، دراصل ان کے نام کی تجارت مقصود ہوتی ہے، اور یہ بلاشبہ ان پر ظلم، جھوٹ، بہتان اور افترا پردازی ہے۔

کیونکہ وہ قطعی طور پر سلف کا قول نہیں ہوتا، اسی لئے آپ دیکھیں گے کہ اکابر علماء کے فتاوے ان کے استدلال کو توڑ دیتے ہیں اور انکی حجتوں کو باطل کر دیتے ہیں، چنانچہ معاصر علماء ان کی دقت نظری اور اس منہج سے بالکل اتفاق نہیں کرتے۔

ج-: سلف صالح امور دین سے متعلق بہت سارے معاملات میں اختلاف کرتے تھے، اسکی وجہ سے انکی شخصیات میں کوئی قدح لازم نہیں آتی تھی اور نہ ہی انکے مقام میں کوئی کمی، چنانچہ ان کی اچھائی، انکی عظمت شان اور مقام الگ چیز ہے اور انکے اختیار کردہ مسائل کو معصوم سمجھنا دوسری چیز۔

جو بھی مصنفات، اجزاء، سنن اور مسانید کے اندر آثار سلفیہ کو تلاش کرے گا وہ پائے گا کہ سلف بھی پیش آمدہ مسائل میں اجتہاد کرتے تھے، چنانچہ ان میں بھی کوئی غلطی کرتا تھا اور کوئی درستگی کو پہونچ جاتا تھا، اور یہ معلوم ہے کہ درستگی تک پہونچنے والے کیلئے دو اجر ہے جبکہ غلطی کرنے والے کیلئے بھی ایک اجر ہے۔

د-: مریدوں کو ڈرانا دھمکانا، اور اسی طرح ان مخالفین کا قلع قمع کرنا؛ یہ دعوی کرکے کہ جن مسائل میں وہ فیصلہ کرتے ہیں وہ اجماعی ہوتا ہے، ان سے اختلاف کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اور آپ اکثر

دیکھیں گے کہ احمد نجمی - ھداہ اللہ- یا انکی فکر کا کوئی دوسرا اپنے مخالف پر اجماع توڑنے اور امت کے خلاف سازش کرنے کا الزام لگائے گا۔

ھ-: ان میں سے ہر کوئی منہج سلف کو اپنے فہم وفکر کے اعتبار ہی سے تفسیر وتوضیح کرتا ہے، اور دوسروں کو بھی اپنے ہی حزبی اور فکری معیار سے تولنے کی کوشش کرتا ہے، چنانچہ وہ اپنے ہی قول کو قول فیصل اور آخری بات سمجھتا ہے، اور حق اسی کو مانتا ہے جو اسکے ساتھ ہے، اسکی دلیلیں ہمیشہ فرقان قاطع اور نور ساطع کا درجہ رکھتی ہیں، جبکہ دوسرا کوئی بھی ہو اسکے پاس صرف متشابہات ہیں ان سب کو اسی کے محکم دلیل اور اسی کے فہم پر محمول کیا جائے۔

اس غالی منہج اور تنگ نظری کی سنگینی ہی ہے کہ یہ ہمیشہ اختلافات کو ہوا دیتے ہیں، اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں اور اتحاد پیدا کرنے کی بجائے انتشار کی بیج بوتے ہیں۔

اس وقت آپ دیکھیں گے کہ یہ لوگ ایک خاص جماعت کو اپنا مخالف سمجھ بیٹھے ہیں، سلف کے دفاع کے نام پر علی الصباح ہی یہ کمر کس لیتے ہیں، جبکہ حقیقت یہ ہیکہ یہ جن مسائل کو متنازع فیہ بنا کر رکھے ہوئے ہیں وہ چند مسائل سے زیادہ نہیں ہیں، انہیں کو یہ ایشو بنا کر ذاتی فوائد حاصل کرتے ہیں، اور یہ ایسا معرکہ چھیڑ رکھے ہیں، جس کی نہ تو کوئی ابتداء ہے اور نہ ہی انتہاء۔

اس معرکہ میں یہ آج فرید مالکی کے ساتھ ہوتے ہیں کل اسکے خلاف ہو جاتے ہیں، پہلے مغراوی کے خلاف برستے تھے آج اسی کی تعظیم کرتے ہیں، انہیں نہ اللہ کا خوف ہے نہ اسکے بندوں سے حیاء، حلبی آج سلفی ہے کل منہج وعقیدے میں منحرف ہو جائے گا، وہ آج رمضانی کے ساتھ ہیں، کل انکے خلاف ہو جائیں گے، وہ آج القوصی کی تعظیم کرتے ہیں کل ہی انہیں بدعتی اور گمراہ بنا دیں گے، آج وہ فوزی اثری کے ساتھ ہیں، کل ہی ان پر برسیں گے، اور ان پر طعن وتشنیع کریں گے، المآربی آج ایک سلفی عالم دین اور محدث ہیں کل ہی آپ دیکھیں گے کہ اس روئے زمین پر سب سے برے ہو جائیں گے، فالح الحربی آج انکے یہاں امام

وقت ہیں، تھوڑاانتظار کیجئے کچھ مدت بعد وہی مقلد اور تارک دلیل ٹھہریں گے۔

دراصل حقیقی سبب یہی ہے کہ ان میں سے ہر کوئی منہج سلف کو اپنی مرضی اور خواہش نیز اپنی مصلحت کے مطابق توضیح وتشریح کرتا ہے، جیسے ہی مصلحتیں بدلتی ہیں، انکا منہج بھی بدل جاتا ہے، اور یہ خود اپنے ہی منہج کی مخالفت کرنے لگتے ہیں، اسلئے کہ انہوں نے تاویل کی مخالفت کی اور اپنی روشن حجتوں اور خالص ردود سے دوسروں کو قانع نہیں کرسکے۔

اور چونکہ اجتہادی مسائل میں سلف کا منہج بہت ہی وسیع اور لچک دار ہے اسلئے اسکے اندر ہر کوئی اپنا مقصد حاصل کرلیتا ہے، اور اسی دعوی اور اسی طرز سے یہ دوسروں کو بدعتی قرار دیتے ہیں اور اپنے مخالفین کو مختلف تہمتوں، عیبوں اور نقائص سے متصف کرتے ہیں۔

اور یہ کچھ مشکل اور دشوار نہیں ہے، ہر کوئی کتب سلف، انکے آثار واقوال اور انکے اجتہادات کے بحر بے کراں میں جاکر اپنے مقصد اور خواہش کے مطابق چیزوں کو ڈھونڈھ سکتا ہے۔

مثلاً آپ انہیں دیکھیں گے کہ آپس میں ہی ایک دوسرے پر یہ گرم ہوتے رہتے ہیں، اور ہر کوئی شیخ الاسلام ابن تیمیہ ہی کی عبارت کو دلیل بناتا ہے، ایک کہے گا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے فلاں جگہ یہ فتوی دیا ہے، تو دوسرا کہے گا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے فلاں مقام پر یہ فتوی نقل کیا ہے، اور اسی حجت اور دلیل سے وہ اپنے مخالف پر رد کرے گا، ہر کوئی اس سے اپنی اپنی تعبیر پیش کرے گا، اور ہر کوئی دوسرے کو متہم کرے گا، آخر میں دونوں خالی ہاتھ واپس ہوں گے۔

میں تمہید کو زیادہ طول نہ دیتے ہوئے چپائے ہوئے بھس اور گرد وغبار میں سے کچھ نقل کرنا چاہتا ہوں تاکہ بات مزید واضح ہوکر سامنے آئے۔

پہلی چیز: احمد نجمی تقریظ کے آغاز میں کہتے ہیں:

"الانتقادات العلمية لمنهج الخرجات والطلعات والمكتبات والمخيمات والمراكز الصيفية" نامی کتاب

سے مطلع ہوا جسے شیخ احمد بن عمر بازمول اور شیخ احمد بن یحی الزہرانی دونوں نے تالیف کی ہے"۔

میں کہتا ہوں:

احمد زہرانی خالص مرجئہ میں سے ہیں، دائمہ کمیٹی برائے افتاء نے ان کی بدعقیدگیوں سے آگاہ کیا ہے۔

آگے احمد نجمی کہتے ہیں:

"اپنے فن میں بہت ہی جامع اور عمدہ ہے اللہ نے جس کے لئے انہیں توفیق سے نوازا، دونوں مشائخ نے اپنے تجربات کی روشنی میں اس طرح کے مخیمات، گرمائی مراکز، شب بیداری کی محفلوں اور دعوت کے نام پر سیاحتی اسفار میں جانے والوں اور ان کے منتظمین کے برے عزائم کا پردہ فاش کیا ہے، گرچہ یہ لوگ بڑے ہی خاموشی اور خفیہ طور پر کام کرتے ہیں، مگر اللہ تعالی ان کے برے عزائم کو ان لوگوں کے ذریعے ظاہر کر دیتا ہے جو ان کے ساتھ شریک ہوتے ہیں پھر ان کے غلط رویوں، ملک دشمنی اور دین مخالف عزائم کی وجہ سے ان کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں، اسی طرح یہ لوگ کچھ لوگوں سے مناقشہ کے دوران اور سوالات وجوابات کی شکل میں بہت سارے راز خود کھول دیتے ہیں"۔

میں کہتا ہوں:

اللہ کی قسم! یہ توفیق سے دور ہیں، ایسے لوگوں کو توفیق کہاں سے مل سکتی ہے جو دلیلوں کو اپنی خواہشات اور اپنے مسلک ومشرب کے اعتبار سے لے لیتے ہیں اور باقی کو حذف کر دیتے ہیں، نفس پرستوں کا یہی حال ہوتا ہے، یہ انہیں دلیلوں کو لیتے ہیں جو ان کے موافق ہوتی ہیں اور انہیں چھوڑ دیتے ہیں جو انکے خلاف ہوتی ہیں، میں نے کتنی آرزو کی کہ یہ لوگ ان سلفی علماء کے دلائل کو بھی ذکر کریں جو ان کے خلاف ہیں خواہ وہ شبہات کے رد ہی کے ضمن میں ہوں نہ کہ انہیں بدنام کرنے کے ضمن میں، مگر ایسا کچھ نہیں ہوا۔

احمد نجمی کہتے ہیں:

”گرچہ یہ لوگ بڑے ہی خاموشی اور خفیہ طور پر کام کرتے ہیں، مگر اللہ تعالی ان کے برے عزائم کو ان لوگوں کے ذریعے ظاہر کر دیتا ہے جو ان کے ساتھ شریک ہوتے ہیں پھر ان کے غلط رویوں، ملک دشمنی اور دین مخالف عزائم کی وجہ سے ان کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں، اسی طرح یہ لوگ کچھ لوگوں سے مناقشہ کے دوران اور سوالات و جوابات کی شکل میں بہت سارے راز خود کھول دیتے ہیں“۔

میں کہتا ہوں:

یہ بات قطعی طور پر غلط ہے، یہ محض افترا اور ظلم ہے، تہمت، بدگمانی اور بے لگام کلام ہے۔

یہ جو گرمائی مراکز قائم ہوتے ہیں حکام کی طرف سے اجازت کے بعد قائم ہوتے ہیں، گرمی کی چھٹیوں میں وزارت المعارف کے دعوتی پروگراموں کا وہ حصہ ہوتے ہیں، اور ان کے لئے اور مکتبات کیلئے سالانہ حکومت خرچ کرتی ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ سب یہاں کے حکام اور علماء کے اقرار اور موافقت کے بعد ہی ہوتے ہیں۔

مگر جہاں تک شیخ احمد نجمی کا یہ دعوی کہ ان مراکز کو تشدد اور فساد پر مبنی سرگرمیوں کیلئے استعمال کیا جاتا ہے، تو اس سے ان کے قانونی جواز اور ان کے عظیم فوائد کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔

اگر شیخ کی مراد کچھ فسادی ذہن کے لوگ ہیں تو آخر آپ اس پر عام حکم کیوں لگا رہے ہیں اور تمام داعیوں اور مصلحین پر شکوک کا اظہار اور انہیں بدنام کیوں کر رہے ہیں، یہ ناصح اہل علم کا طریقہ نہیں ہے، اور نہ ہی علمائے ربانیین کا اسلوب دعوت ہے، بلکہ یہ تو ترکی الحمد اور منصور النقید ان اور ان جیسے لوگوں کا طرز اسلوب ہے، تاکہ ان دعوتی سرگرمیوں پر قدغن لگا کر اور ان کے روشن کارناموں پر تشدد اور دہشت گردی کا لیبل چڑھا کر اور انکے خلاف پروپیگنڈا کر کے انکی دعوتی روشن نشانیوں کو مٹا دیا جائے۔

احمد نجمی کہتے ہیں:

”خلاصہ یہ کہ حکام اور سلفی علماء کو انکی گالیاں اور دشمنیاں جنہیں یہ چھپا کر رکھتے ہیں، انہی کے بعض افراد کے ذریعے یا پھر دوسروں کے ذریعے اللہ تعالی ظاہر کر دیتا ہے، اس طرح عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کی وہ بات پوری ہو جاتی ہے کہ اگر کچھ لوگوں کو دیکھو کہ وہ دین کے نام پر چھپ کر کام کرتے ہیں تو جان لو کہ وہ گمراہی پر قائم ہیں۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ ان حزبی تحریکیوں کے پاس بدعات وگمراہیاں بھری پڑی ہیں، بار بار یاد دلانے اور نصیحت کرنے پر بھی وہ ان گمراہیوں پر اصرار کرتے ہیں“۔

میں کہتا ہوں:

اس طرح عام حکم لگانا بالکل جائز نہیں ہے، اوران کا یہ کہنا کہ اس طرح کی چیزیں ان لوگوں کی طرف سے ہوتی رہتی ہیں، تو ایسی چیزیں ان لوگوں سے بھی ہوتی ہیں جو ان تحریکات سے منسوب نہیں ہیں، اسلئے ایسی صورت میں انہیں نصیحت کرنا اور انکی غلطیوں کو واضح کرنا واجب ہے۔ اور سب نہیں تو اکثر مراکز اور مکتبات حکام اور علماء کی معروف میں سمع وطاعت کرنے پر یقین رکھتے ہیں۔

اور یہ جان لیں کہ عمر بن عبد العزیز کے اثر کو پیش کر کے یہ آثار کے ساتھ کھلواڑ کر رہے ہیں، کیونکہ مجرد سرگوشی کرنا اور باتوں کو راز میں رکھنا شرعاً کوئی عیب کی بات نہیں ہے، اسلئے اس اثر کی حقیقت کو سمجھنا ضروری ہے، بعض سلف نے تو ایسے باب قائم کئے ہیں جس کا علم کچھ لوگوں کیلئے خاص ہے، تو کیا یہ سلف بھی گمراہی کے گڑھے کے کنارے پہونچ گئے، سبحانک ھذا بھتان عظیم۔

اسی طرح انکی دلیل مجرد ایک اثر ہے، جو نہ تو کسی فتوی کو ثابت کرتا ہے اور نہ ہی کسی حکم کو باطل کرتا ہے، اور شیخ نے اسے اپنی مسلک پرستی کیلئے استعمال کیا ہے اسکی واضح دلیل عمر بن عبد العزیز کا یہ قول ہے کہ ہمیں اس بات پر خوشی نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے اختلاف نہیں کیا۔ کیا شیخ اس اثر کو ظاہر پر محمول کریں گے، یا شیخ اس اثر کو رد کر دیں گے، اصل میں سلف کے آثار کو مسلک پرستی کیلئے استعمال کرنے میں شیخ ماہر ہیں۔

شیخ نجمی کہتے ہیں:

''چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ ان حزبی تحریکیوں کے پاس بدعات وگمراہیاں بھری پڑی ہیں، بار بار یاد دلانے اور نصیحت کرنے پر بھی وہ ان گمراہیوں پر اصرار کرتے ہیں''۔

میں کہتا ہوں:

ایسے عام حکم لگانا اور تنگ نظری کا رویہ اپنانا فضیلۃ الشیخ کی عادت ہے، چنانچہ عام حکم لگانا لوگوں کی ایک آفت ہے جیسا کہ امام احمد نے کہا ہے، مگر شیخ نجمی کی خصوصیت یہ ہیکہ آپ اسے مزیدار بنا کر پیش کرتے ہیں، چنانچہ جب شیخ اپنے مخالفین کو گمراہ اور بدعتی کہتے ہیں تو پھر آپ کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں ہوتا، کیونکہ شیخ ہی حقیقت میں حق کے علمبردار اور اسکے سرکاری ترجمان ہیں، اب مرید اسے مان کر مخالفین کے خلاف حملہ آور ہونے کیلئے اور بدعت کا قلع قمع کرنے کیلئے تیر وتفنگ کے ساتھ تیار ہوجائیں، اور عموم واجمال کا استعمال جس طرح شیخ اپنے مخالفین پر رد کرتے وقت کثرت سے کرتے ہیں اسکی دو وجوہات ہیں:

۱- درازئ عمر اور انکے مریدوں کے نزدیک انکی عظمت شان، چنانچہ جیسے ہی آپ دو سطر لکھ دیتے ہیں انکے شاگردان اسے پھیلانا شروع کردیتے ہیں، گویا وہ کوئی وحی ہو، حق کا معیار ہو، گمراہی اور ہدایت میں فرق کرنے کا میزان ہو۔

۲- اپنے مخالفین پر رد کرتے وقت شیخ جس مجمل کلام کا استعمال کرتے ہیں اسکی مختلف تاویل کی جاسکتی ہے حتی کہ انکے مریدین کے نزدیک بھی اسکی الگ الگ تفسیر کی جاتی ہے، اور مجمل کلام کے اندر یقیناً کئی احتمالات ہوتے ہیں، اسی طرح انکے مخالفین بھی اسے دوسرے مفاہیم پر محمول کرتے ہیں چنانچہ مبہم کی وضاحت اور مجمل کی تفصیل کے نام پر الگ الگ توضیح کرلی جاتی ہے۔

شیخ نجمی کہتے ہیں:

”دونوں مشائخ نے اس رسالے کے اندر بعض سلفی علماء کے ایسے فتاوے تحریر کر دیئے ہیں جو سلفی علماء کی طرف سے اجماعی طور پر حزبیت خارجیت اور اسکے لئے تیاری کرنے نیز بدعات پر نکیر کرنا وقت کی ضرورت ہے“۔

میں کہتا ہوں:

اس کلام کا آغاز خود اسکے خاتمے کے خلاف ہے، چنانچہ آغاز میں بعض علماء کی بات کہی ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دونوں مولفین نے بعض علماء کے فتاوؤں کو جمع کیا ہے تاکہ اپنی حجت اور رائے کو مضبوطی دی جاسکے، پھر اسی سطر میں اس کے برخلاف کہہ رہے ہیں کہ سلفی اہل علم کا اس پر اجماع ہے۔

سوال یہ ہیکہ چند علماء کا قول کیسے اجماع ہوسکتا ہے، کیا جو بات ربیع مدخلی، جامی اور سحیمی کہہ دیں اسے اجماع کہا جائے گا؟ یہ تو کوئی انصاف پسند نہیں کہہ سکتا، الا یہ کہ شیخ یہ مراد لے رہے ہوں کہ صرف یہی لوگ سلفی علماء ہیں، اور جو انکی مخالفت کرے وہ گمراہ ہے، تو پھر کیا شیخ احمد نجمی شیخ عبدالعزیز بن باز، ابن عثیمین اور صالح سدلان کو جنہوں نے ان اجتہادی مسائل میں انکی مخالفت کی ہے، سلفی مانتے ہیں یا نہیں؟

آخر میں کہوں گا کہ میں نہ تو گرمائی مراکز، خیموں اور مکتبات وغیرہ کے ساتھ ہوں اور نہ ہی انکے خلاف ہوں، ان امور کو میں نے اپنی زندگی میں جانا ہی نہیں، اور نہ ہی کبھی انکی خواہش کی، اور جو ان پر نکیر کرتا ہے میں نے کبھی ایسے لوگوں کو نہ تو گمراہ کہا اور نہ ہی بدعتی۔

کیونکہ یہ ایسے مسائل ہیں جنہیں قبول بھی کیا جاسکتا ہے اور رد بھی کیا جاسکتا ہے، ان میں غلطی اور صحیح دونوں کا امکان ہے، چنانچہ جو انہیں جائز سمجھے اور اسمیں اسکے لئے فائدہ ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ اس پر عمل کرے، کوئی اسکا تعاقب نہ کرے، کیونکہ وہ اسکا اجتہاد اور اسکی تفسیر ہے۔

مگر جہاں تک شیخ احمد نجمی کا تعصب اور تشدد ہے تو اس طرح کرنا مناسب نہیں ہے، کیونکہ ان گرمائی

مراکز کو حکومت کے زیر نگرانی اور اسکی امداد پر چلایا جاتا ہے، چنانچہ اگر انکے قانونی ہونے پر نکیر کی جائے تو یہ حکام پر نکیر کرنا ہوگا، جس سے حاکم کے خلاف خروج کہیں گے، اور جو لوگ ان مراکز کے ذمیدار ہیں انکی تبدیع اور تضلیل لازم آئے گی، اور یہ ساری چیزیں ایسی ہیں جن سے حکام کے خلاف بھڑکانا اور تشدد و خروج لازم آتا ہے۔

شیخ اگر ان پر نکیر کرنا ضروری سمجھتے تھے اور وہاں بدعت اور گمراہی دکھ رہی تھی تو انہیں خفیہ طور پر نکیر کرنا چاہئے تھا، نہ کہ اسے لوگوں میں تشہیر کرنا تھا، اور وزارت تعلیم کو ایسا اکھاڑا نہیں بنانا تھا جہاں ہر کوئی آکر پنجہ آزمائی کرنے لگے۔

اس طرح شیخ کیلئے مناسب تھا کہ وہ کوئی ایسا فتوی نہ دیتے اور نہ ہی کوئی ایسی بات کہتے جس سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش لازم آئے، الا یہ کہ وہ اسکے لئے کوئی حکمت ہو، کیونکہ اس وقت بہت سے سیکولر اور مغرب پرست اس حکومت پر حملہ کر رہے ہیں کیونکہ یہ حکومت اس طرح کے گرمائی مراکز کا اہتمام کرتی ہے، اس لئے دشمنوں کی صفوں میں جا کر بیٹھنا بیوقوفی کی بات ہے، ساتھ ہی سیکولر کے الزامات اور انکے باطل دعوؤں کو تقویت دینا ہوگا۔

عبقری اور دانشور نے اس رسالے کو جلد بازی میں مشغولیت کی حالت میں لکھا ہے، اللہ سے دعاء ہے کہ اسے قارئین اور کاتبین نیز تمام مسلمانوں کیلئے نفع بخش بنائے.......آمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رد علی الرد لکبح من تجاوز الحد

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ، وبعد:

میں ''الساحۃ الاسلامیۃ'' میں ایک تحریر سے مطلع ہوا جو مجھے انٹرنٹ کے ذریعے ملا ہے، صاحب تحریر نے اسکا نام ''الرد العلمی علی تقریظ الشیخ احمد بن یحیی النجمی '' رکھا ہے، مضمون نگار نے ابتداء میں اپنا ''المبتھل'' رکھا ہے، اور اختتام پر عبقری اور دانشور رکھا ہے، تحریر نگار نے آغاز میں کہا:

''الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ، وبعد: ہر متلاشی حق اور صاحب استقامت کو یہ معلوم ہے کہ قیامت سے پہلے ایسے فتنے رونما ہوں گے جو شب دیجور کے اندھیرے ٹکڑوں کے مانند ہوں گے، ایک شریف انسان جہاں حیران و ششدر رہے گا، اور شاید اسکے بڑے اسباب میں سے یہ بھی ہوگا کہ علم کی طرف نسبت کرنے والے بعض لوگ راہ حق سے دور ہوں گے جو بے بنیاد اور بے جا دعووں اور باطل دلائل کے ذریعے مصلحین امت پر کیچڑ اچھالیں گے''۔

میں کہتا ہوں:

تحریر نگار نے تمہید ہی میں جھوٹ اور فریب کا استعمال کیا ہے، اور داعیان حق پر الزام لگایا ہے کہ وہ باطل پرست اور حزبیت پرست نیز ظالم ہیں، بلکہ منہج سلف کے مخالف ہیں۔

جبکہ حقیقت یہ ہیکہ:

پہلی بات:

شیخ احمد بن عمر بازمول اور شیخ احمد بن یحیی زہرانی دونوں نے ان علماء کے فتاووں کو جمع کیا ہے جن کا تعلق دراصل ان امور سے ہے جنہیں حزبی استعمال کرتے ہیں، اور طلبہ کے درمیان تقسیم کرتے ہیں وہ امور جن پر طلبہ کو تربیت دیتے ہیں اور بڑے ہی خاموشی سے تربیت دیتے ہیں، جو حزبیت پرستی

اور جھوٹ پر مبنی ہوتی ہے، حکام اور علمائے امت کے خلاف پروپیگنڈا اور باطل الزامات لگائے جاتے ہیں، تاکہ ان دونوں طبقوں کو عوام میں بالخصوص طلبہ کے درمیان بدنام کر دیا جائے، بلکہ یہ طلبہ کو انقلابات اور خروج و بغاوت پر تربیت کرتے ہیں۔

دوسری بات:

یہ اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کرتے ہوئے خروج کی تیاری کرتے ہیں اور اقامت خلافت کیلئے کوشش کے نام پر لوگوں کو بھڑکاتے ہیں، اور اسی مقصد پر یہ شب و روز اور اپنے تمام ترفیہی اسفار و خفیہ میٹنگوں میں سرگرم رہتے ہیں، حتی کہ حج و عمرہ کے سفر میں بھی وہ اسی مقصد پر کام کرتے ہیں۔

ان کا واحد مقصد یہ ہوتا ہے کہ طلبہ اور ان تمام لوگو کے دلوں سے حکام اور علماء کے اعتماد کو ختم کر دیا جائے جو ان کے رابطے میں رہتے ہیں، حالانکہ یہ اس وقت اللہ کے اس فرمان کی صریح مخالفت کر رہے ہوتے ہیں: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا} ترجمہ: اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور فرمانبرداری کرو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اور تم میں سے اختیار والوں کی۔ پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ، اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول کی طرف، اگر تمہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔ یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے۔

اور نبی اکرم ﷺ نے حکام کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور اسکی تاکید کی ہے، ان کی مخالفت کرنے اور ان کے خلاف خروج کرنے سے منع کیا ہے، جیسا کہ اس حدیث میں وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ، وَمَنْ يَعْصِنِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ، وَمَنْ يُطِعِ الْأَمِيرَ فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ يَعْصِ

الْأَمِيرَ فَقَدْ عَصَانِي ".

ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جو کوئی اطاعت کرے حاکم کی (جس کو میں نے مقرر کیا) اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔“

مزید صحیح مسلم کے اندر یہ روایتیں بھی وارد ہوئی ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " عَلَيْكَ السَّمْعَ وَالطَّاعَةَ فِي عُسْرِكَ وَيُسْرِكَ، وَمَنْشَطِكَ وَمَكْرَهِكَ وَأَثَرَةٍ عَلَيْكَ ".

ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تجھ پر لازم ہے سننا اور اطاعت کرنا (حاکم کی بات کا) تکلیف اور راحت میں، خوشی اور رنج میں اور جس وقت تیرا حق اور کسی کو دیں (یعنی اگر چہ حاکم تمہاری حق تلفی بھی کریں اور جو شخص تم سے کم حق رکھتا ہو اس کو تمہارے اوپر مقدم کریں تب بھی صبر اور اطاعت کرنی چاہیئے اور فساد کرنا اور فتنہ پھیلانا منع ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ اطاعت اسی صورت میں ہے جب حاکم کا حکم خلاف شرع نہ ہو اور اگر شرع کے خلاف ہو تو اطاعت نہ کرے)۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: " إِنَّ خَلِيلِي أَوْصَانِي أَنْ أَسْمَعَ وَأُطِيعَ، وَإِنْ كَانَ عَبْدًا مُجَدَّعَ الْأَطْرَافِ ".

ترجمہ: سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میرے دوست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی سننے اور اطاعت کرنے کی اگر چہ ایک غلام ہاتھ پاؤں کٹا حاکم ہو۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: " عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ

السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ، إِلَّا أَنْ يُؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ، فَإِنْ أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ ".

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسلمان پر سننا اور ماننا واجب ہے (حاکم کی بات کا) خواہ اس کو پسند ہو یا نہ ہو مگر جب حکم کیا جائے گناہ کا تو نہ سننا چاہیئے نہ ماننا چاہیئے۔"

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: " بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ، وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ، وَعَلَى أَثَرَةٍ عَلَيْنَا وَعَلَى أَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، وَعَلَى أَنْ نَقُولَ بِالْحَقِّ أَيْنَمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللَّهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ ".

ترجمہ: سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے اور بات ماننے پر سختی اور راحت میں، خوشی اور ناخوشی میں اور گو ہمارے حق کا خیال نہ رکھا جائے اور اس امر پر کہ ہم جھگڑا نہ کریں گے اس شخص کی سرداری میں جو اس کے لائق ہے، اور ہم سچ بات کہیں گے جہاں ہوں گے، اللہ کی راہ میں ہم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

عَنْ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: قَاعَدْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ خَمْسَ سِنِينَ فَسَمِعْتُهُ، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَتَكُونُ خُلَفَاءُ تَكْثُرُ، قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا، قَالَ: فُوا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ وَأَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ ".

ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بنی اسرائیل کی

حکومت پیغمبر کیا کرتے تھے جب ایک پیغمبر مرتا تو دوسرا پیغمبر اس کی جگہ ہو جاتا میرے بعد تو کوئی پیغمبر نہیں ہے بلکہ خلیفہ ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ لوگوں نے عرض کیا، پھر آپ ہم کو کیا حکم کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس سے پہلے بیعت کرلو اسی کی بیعت پوری کرو اور ان کا حق ادا کرو اللہ ان سے سمجھ لے گا جو اس نے ان کو دیا ہے۔“

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ رَبِّ الْكَعْبَةِ، قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ، وَالنَّاسُ مُجْتَمِعُونَ عَلَيْهِ، فَأَتَيْتُهُمْ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: " كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَمِنَّا مَنْ يُصْلِحُ خِبَاءَهُ، وَمِنَّا مَنْ يَنْتَضِلُ، وَمِنَّا مَنْ هُوَ فِي جَشَرِهِ إِذْ نَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ جَامِعَةً، فَاجْتَمَعْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِي إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ يَدُلَّ أُمَّتَهُ عَلَى خَيْرِ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ، وَيُنْذِرَهُمْ شَرَّ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ، وَإِنَّ أُمَّتَكُمْ هَذِهِ جُعِلَ عَافِيَتُهَا فِي أَوَّلِهَا، وَسَيُصِيبُ آخِرَهَا بَلَاءٌ وَأُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا، وَتَجِيءُ فِتْنَةٌ فَيُرَقِّقُ بَعْضُهَا بَعْضًا، وَتَجِيءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ هَذِهِ مُهْلِكَتِي ثُمَّ تَنْكَشِفُ، وَتَجِيءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ هَذِهِ هَذِهِ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ، وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ، فَلْتَأْتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَلْيَأْتِ إِلَى النَّاسِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْهِ وَمَنْ بَايَعَ إِمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ، فَلْيُطِعْهُ إِنِ اسْتَطَاعَ، فَإِنْ جَاءَ آخَرُ يُنَازِعُهُ فَاضْرِبُوا عُنُقَ الْآخَرِ فَدَنَوْتُ مِنْهُ، فَقُلْتُ لَهُ: أَنْشُدُكَ اللَّهَ آنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟، فَأَهْوَى إِلَى أُذُنَيْهِ وَقَلْبِهِ بِيَدَيْهِ، وَقَالَ: سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي، فَقُلْتُ لَهُ: هَذَا ابْنُ عَمِّكَ مُعَاوِيَةُ يَأْمُرُنَا

أَنْ نَأْكُلَ أَمْوَالَنَا بَيْنَنَا بِالْبَاطِلِ وَنَقْتُلَ أَنْفُسَنَا، وَاللَّهُ يَقُولُ: يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا سورة النساء آية 29، قَالَ: فَسَكَتَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: أَطِعْهُ فِي طَاعَةِ اللَّهِ وَاعْصِهِ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ "۔

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن عبدرب کعبہ رحمہا اللہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے، اور لوگ ان کے ارد گرد جمع تھے میں ان کے پاس آیا اور ان کے پاس بیٹھ گیا تو عبداللہ نے کہا: ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہم ایک جگہ رکے ہم میں سے بعض نے اپنا خیمہ لگانا شروع کر دیا اور بعض تیر اندازی کرنے لگے اور بعض وہ تھے جو جانوروں میں ٹھہرے رہے اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے آواز دی (الصلوہ جامعہ) (یعنی) نماز کا وقت ہو گیا ہے، تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے قبل کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کے ذمے اپنے علم کے مطابق اپنی امت کی بھلائی کی طرف راہنمائی لازم نہ ہو اور برائی سے اپنے علم کے مطابق انہیں ڈرانا لازم نہ ہو، اور بیشک تمہاری اس امت کی عافیت ابتدائی حصہ میں ہے اور اس کا آخر ایسی مصیبتوں اور امور میں مبتلا ہو گا جسے تم ناپسند کرتے ہو اور ایسا فتنہ آئے گا کہ مومن کہے گا یہ میری ہلاکت ہے پھر وہ ختم ہو جائے گا اور دوسرا ظاہر ہو گا تو مومن کہے گا یہی میری ہلاکت کا ذریعہ ہو گا جس کو یہ بات پسند ہو کہ اسے جہنم سے دور رکھا جائے اور جنت میں داخل کیا جائے تو چاہیئے کہ اس کی موت اس حال میں آئے کہ وہ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ اس معاملہ سے پیش آئے جس کے دیئے جانے کو اپنے لیے پسند کرے اور جس نے امام کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر دل کے اخلاص سے بیعت کی تو چاہیئے کہ اپنی طاقت کے مطابق اس کی اطاعت کرے اور اگر دوسرا شخص اس سے جھگڑا کرے تو دوسرے کی گردن مار

دو۔راوی کہتا ہے، پھر میں عبداللہ کے قریب ہوگیا اور ان سے کہا: میں تجھے اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا آپ نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے تو عبداللہ نے اپنے کانوں اور دل کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا میرے کانوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور میرے دل نے اسے محفوظ رکھا تو میں نے ان سے کہا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی معاویہ رضی اللہ عنہ ہمیں اپنے اموال کو ناجائز طریقے پر کھانے اور اپنی جانوں کو قتل کرنے کا حکم دیتے ہیں اور اللہ کا ارشاد ہے: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا) "اے ایمان والو اپنے اموال کو ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ سوائے اس کے کہ ایسی تجارت ہو جو باہمی رضامندی سے کی جائے اور نہ اپنی جانوں کو قتل کرو بیشک اللہ تم پر رحم فرمانے والا ہے۔" راوی نے کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر کہا اللہ کی اطاعت میں ان کی اطاعت کرو اور اللہ کی نافرمانی میں ان کی نافرمانی کرو۔

عَنِ الْأَشْعَث بْنِ قَيْسٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا فَإِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوا وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ ".

ترجمہ: سیدنا اشعث بن قیس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سنو اور اطاعت کرو ان کے عمل ان کے ساتھ ہیں اور تمہارے عمل تمہارے ساتھ ہوں گے۔"

عَنْ عَرْفَجَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: " إِنَّهُ سَتَكُونُ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ، فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُفَرِّقَ أَمْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَهِيَ جَمِيعٌ، فَاضْرِبُوهُ بِالسَّيْفِ كَائِنًا مَنْ كَانَ ".

ترجمہ: سیدنا عرفجہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ "قریب ہیں فتنے اور فساد پھر جو کوئی چاہے اس امت کے اتفاق کو بگاڑنا تو اس

کو تلوار سے مارو چاہے جو کوئی بھی ہو۔"

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " إِذَا بُويِعَ لِخَلِيفَتَيْنِ فَاقْتُلُوا الْآخَرَ مِنْهُمَا ".

ترجمہ: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"جب دو خلیفہ سے بیعت کی جائے تو جس سے اخیر میں بیعت ہوئی ہو اس کو مار ڈالو۔"(اس لیے کہ اس کی خلافت پہلے خلیفہ کے ہوتے ہوئے باطل ہے)۔

تیسری بات:

سوال یہ ہیکہ ان مذکورہ دلیلوں کی روشنی میں حکام کی اطاعت کا حکم دینا اور ان کے خلاف خروج و بغاوت سے منع کرنا کیا صراط مستقیم سے منحرف ہونے اور مصلحین کی عزت و آبرو سے کھلواڑ کرنے کا نام ہے؟!

کیا یہ مناسب ہے کہ نوجوانوں کو لیکر رات کی تاریکیوں میں دور سنسان علاقوں میں لے جایا جائے، وہاں جا کر علماء اور حکام کے خلاف پروپیگنڈا کیا جائے، ان نوجوانوں کے دلوں میں نفرت بھری جائے، فلاں ایسا ہے فلاں نے ویسا کیا؟

کیا ان مجلسوں اور محفلوں میں جہاں تم لوگ نوجوانوں کا برین واش کرتے ہو انہیں حزبیت اور فساد میں مبتلا کرتے ہو کیا یہی جہاد ہے اور کیا اسی کو ایمان کہتے ہیں؟!!

(اور اگر یہ سب ایمان و جہاد ہے تو پھر یہ سرگرمیاں چپکے سے اور خفیہ کیوں ہوتی ہیں، انہیں شہروں کی مساجد میں عوام کے سامنے دروس اور لیکچرز میں کیوں نہیں بتاتے کہ اس سے سارے لوگ مستفید ہوں؟! مترجم)۔

چوتھی بات:

یہ مفسدین جو کچھ اپنی خفیہ محفلوں میں کرتے ہیں انہیں واضح کرنا اوران پر تنبیہ کرنا کیا مصلحین کی عزت وآبرو کے ساتھ کھلواڑ کرنا ہے؟! اورکیا یہ لوگ واقعی اصلاح پسند ہیں؟!! کیا حقائق بدلتے وقت تم لوگوں کو شرم نہیں آتی کہ فساد کانام اصلاح اور اصلاح کانام فساد رکھتے ہو؟!

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہارا معاملہ اللہ سے چھپ جائے گا،نہیں ، ہرگز نہیں ،وہ سب پر نظر رکھتا ہے اور ہر چیز رکارڈ میں ہے، ارشاد باری ہے: {قُلْ إِنْ تُخْفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يَعْلَمْهُ اللَّهُ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ[29] يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ} ترجمہ: کہہ دیجئے! کہ خواہ تم اپنے سینوں کی باتیں چھپاؤ خواہ ظاہر کرو اللہ تعالیٰ (بہر حال) جانتا ہے،آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسے معلوم ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے[29] جس دن ہر نفس (شخص) اپنی کی ہوئی نیکیوں کو اور اپنی کی ہوئی برائیوں کو موجود پالے گا، آرزو کرے گا کہ کاش! اس کے اور برائیوں کے درمیان بہت ہی دوری ہوتی ۔اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈرا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے۔

پانچویں بات:

تحریر نگار نے کہا:

''جو بے بنیاد اور بے جا دعوؤں اور باطل دلائل کے ذریعے''۔

میں کہتا ہوں:

کیا جو شرعی نصوص میں نے نقل کیا ہے یہ سب باطل اور بے بنیاد دلائل ہیں؟!! کیا انکا انکار ایک باطل پرست اور فتنہ پرور کے علاوہ کوئی کرسکتا ہے؟ نہیں ، ہرگز نہیں ، دراصل یہ دلائل ان کے سروں کیلئے ہتھوڑے کا کام کرتی ہیں اور قیامت تک یہ ان پر حجت رہیں گی اسی لئے یہ پاگل ہوکر جو بھی سمجھ

میں آتا ہے بول دیتے ہیں۔

آگے تحریر نگار نے کہا:

”دین کے محکم امور بالکل واضح ہیں، ان میں کوئی غموض اور التباس نہیں ہے، سوائے اس کے لئے جس کے دل میں بیماری ہو، اسکا دل کجی کا شکار ہو، وہ اپنی خواہشات کے مطابق ہی امور کو لیتا اور ترک کرتا ہو، اسکے رگ وریشے میں ٹیڑھا پن بسا ہوا ہو، فہم کے اندر زیادتی، فکر میں گمراہی اور تصور میں مروڑ بھرا ہوا ہو“۔

میں کہتا ہوں:

دراصل اس ظالم نے حدیث کے من مانی اور تحریف شدہ مفہوم کی طرف اشارہ کیا ہے، میں یہاں پر پوری حدیث نقل کر رہا ہوں:

عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ، فَقَالَ: أَيُّكُمْ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْفِتَنَ؟ فَقَالَ قَوْمٌ: نَحْنُ سَمِعْنَاهُ، فَقَالَ: لَعَلَّكُمْ تَعْنُونَ فِتْنَةَ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَجَارِهِ؟ قَالُوا: أَجَلْ، قَالَ: تِلْكَ تُكَفِّرُهَا، الصَّلَاةُ، وَالصِّيَامُ، وَالصَّدَقَةُ، وَلَكِنْ أَيُّكُمْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْفِتَنَ، الَّتِي تَمُوجُ مَوْجَ الْبَحْرِ؟ قَالَ حُذَيْفَةُ: فَأَسْكَتَ الْقَوْمُ، فَقُلْتُ: أَنَا، قَالَ: أَنْتَ لِلَّهِ أَبُوكَ، قَالَ حُذَيْفَةُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: " تُعْرَضُ الْفِتَنُ عَلَى الْقُلُوبِ كَالْحَصِيرِ عُودًا عُودًا، فَأَيُّ قَلْبٍ أُشْرِبَهَا نُكِتَ فِيهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ، وَأَيُّ قَلْبٍ أَنْكَرَهَا نُكِتَ فِيهِ نُكْتَةٌ بَيْضَاءُ، حَتَّى تَصِيرَ عَلَى قَلْبَيْنِ عَلَى أَبْيَضَ مِثْلِ الصَّفَا، فَلَا تَضُرُّهُ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَالْآخَرُ أَسْوَدُ مُرْبَادًّا كَالْكُوزِ مُجَخِّيًا، لَا يَعْرِفُ مَعْرُوفًا، وَلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا، إِلَّا مَا أُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ "، قَالَ حُذَيْفَةُ

وَحَدَّثْتُهُ: أَنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا يُوشِكُ أَنْ يُكْسَرَ. قَالَ عُمَرُ: أَكَسْرًا، لَا أَبَا لَكَ، فَلَوْ أَنَّهُ فُتِحَ لَعَلَّهُ كَانَ يُعَادُ؟ قُلْتُ: لَا، بَلْ يُكْسَرُ، وَحَدَّثْتُهُ أَنَّ ذَلِكَ الْبَابَ رَجُلٌ يُقْتَلُ أَوْ يَمُوتُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالأَغَالِيطِ. قَالَ أَبُو خَالِدٍ: فَقُلْتُ لِسَعْدٍ: يَا أَبَا مَالِكٍ، مَا أَسْوَدُ مُرْبَادًّا؟ قَالَ: شِدَّةُ الْبَيَاضِ فِي سَوَادٍ. قَالَ: قُلْتُ: فَمَا الْكُوزُ مُجَخِّيًا؟ قَالَ: مَنْكُوسًا.

ترجمہ: سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ہم امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے کہا: تم میں سے کس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے سنا۔ بعض لوگوں نے کہا: ہاں ہم نے سنا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: شاید تم فتنوں سے وہ فتنے سمجھے ہو جو آدمی کو اس کے گھر بار اور مال اور ہمسائے میں ہوتے ہیں، انہوں نے کہا: ہاں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ان فتنوں کا کفارہ تو نماز اور روزے اور زکوۃ سے ہو جاتا ہے لیکن تم میں سے کسی نے سنا ہے۔ ان فتنوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو دریا کی موجوں کی طرح امنڈ کر آئیں گے۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ سن کر سب لوگ چپ ہو رہے۔ میں نے کہا: میں نے سنا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے سنا ہے تیرا باپ بہت اچھا تھا۔ کہا سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ”فتنے دلوں پر ایسے آئیں گے کہ ایک کے بعد ایک، ایک کے بعد ایک جیسے بوریئے کی تیلیاں ایک کے بعد ایک ہوتی ہیں پھر جس دل میں وہ فتنہ رچ جائے گا تو اس میں ایک کالا داغ پیدا ہو گا اور جو دل اس کو نہ مانے گا اس میں ایک سفید نورانی دھبہ ہو گا۔ یہاں تک کہ اسی طرح کالے اور سفید دھبے ہوتے ہوتے دو قسم کے دل ہو جائیں گے ایک تو خالص سفید دل چکنے پتھر کی طرح جس کو کوئی فتنہ نقصان نہ پہنچائے گا جب تک کہ آسمان و زمین قائم رہیں۔ دوسرے کالا سفیدی مائل یا اوندھے کوزے کی طرح جو نہ کسی اچھی بات کو اچھی سمجھے گا، نہ بری بات کو بری مگر وہ جو اس کے دل میں

بیٹھ جائے۔" حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ تمہارے اور فتنے کے بیچ میں ایک دروازہ ہے جو بند ہے مگر نزدیک ہے کہ وہ ٹوٹ جائے۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا ٹوٹ جائے گا۔تیرا باپ نہیں۔اگر کھل جاتا تو شاید پھر بند ہو جاتا۔میں نے کہا: نہیں ٹوٹ جائے گا اور میں نے ان سے حدیث بیان کی یہ دروازہ ایک شخص ہے جو مارا جائے گا یا مر جائے گا۔پھر یہ حدیث کوئی غلط (دل سے بنائی ہوئی بات) نہ تھی۔ابوخالد نے کہا: میں نے سعد بن طارق سے پوچھا (جو اس حدیث راوی ہیں) (أَسْوَدُ مُرْبَادًّا) سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: سفیدی کی شدت سیاہی میں۔میں نے کہا: (كَالْكُوزِ مُجَخِّيًا) سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: کوزا اوندھا ہوا۔

اس ظالم نے مجھ پر الزام لگایا کہ میں نفس پرست ہوں، خواہشات نفس کا بندہ ہوں، تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ میری کتابیں سب کے سامنے موجود ہیں جو واضح طور پر میری ترجمانی کرتی ہیں، دوسرے یہ کہ میں دوسروں کو ہمیشہ نفس پرستی سے روکتا ہوں، پھر آخر میرے پاس نفس پرستی کیسے آسکتی ہے، تیسرے یہ کہ میں اس ظالم کو مباہلہ کی دعوت دیتا ہوں، ایک کمیٹی بنائی جائے جس کے اندر دس آدمی میری طرف سے ہوں اور دس آدمی اس کی طرف سے ہوں، اور یہ کمیٹی حکومت کی طرف سے بنائی جائے، کسی متعین دن حرم کے اندر اکٹھا ہوں، دو رکعت نماز پڑھیں، پھر دعاء کرتے ہوئے سب ملکر کہیں کہ میں اگر ظالم ہوں تو اللہ کی ہم پر لعنت ہو اور اگر یہ اخوانی ظالم ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

میں نے ان سے زیادہ جھوٹ بولنے والا اب تک کسی کو نہیں دیکھا؛ حقائق کے بدلنے اور جھوٹ بولنے میں یہ بڑے جری اور ماہر ہوتے ہیں۔

تحریر نگار نے مزید کہا:

"احمد نجمی نے اس کتاب پر جو بھی تقریظ لکھی ہے اسے بغور پڑھنے والا یہ ضرور محسوس کرے گا کہ اس مسکین کے اندر غلو کا کچھ حصہ ضرور پایا جاتا ہے، اسکا آفاقی نظر کمزور اور علمی بے بضاعتی کا شکار ہے"۔

میں کہتا ہوں:

ہاں، میں مسکین ہوں، مگر یہ بھولو کہ تم بھی مسکین ہو، اللہ کے سامنے ہم سب مسکین ہیں، ارشاد باری تعالی ہے: {يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ[15] إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ[16] وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ} ترجمہ: اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے [15] اگر وہ چاہے تو تم کو فنا کردے اور ایک نئی مخلوق پیدا کردے [16] اور یہ بات اللہ کو کچھ مشکل نہیں۔

مسکین وہ ہے جس کی عقل گمراہ کردی جاتی ہے، اسے کتاب اللہ اور سنت رسول نیز فہم سلف کی طرف بلایا جاتا ہے، مگر وہ اعراض کرتا ہے، اور اس دعوت کو رد کردیتا ہے، بلکہ ایسی دعوت کا یہ لوگ مقابلہ کرتے ہیں اور اپنی جماعتوں جیسے اخوانی جماعت اور سروری یا قطبی جماعتوں کے تعصب اور نصرت میں اس دعوت کی مخالفت کرتے ہیں، جبکہ ان کی جماعتیں منحرف ہیں، خیانت، غدر، مکر و نفاق پر مشتمل ہیں، دوسروں پر یہ صرف الزامات لگاتے ہیں، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے: {وَمَن يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِ بَرِيئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا} ترجمہ: اور جو شخص کوئی گناہ یا خطا کر کے کسی بے گناہ کے ذمے تھوپ دے، اس نے بہت بڑا بہتان اٹھایا اور کھلا گناہ کیا۔

تحریر نگار نے کہا:

''یہ ضرور محسوس کرے گا کہ اس مسکین کے اندر غلو کا کچھ حصہ ضرور پایا جاتا ہے، اور اسکی آفاقی نظر کمزور ہے''۔

میں کہتا ہوں:

یہ صریح جھوٹ ہے، اور اس جنس کے لوگوں پر جھوٹ کوئی نئی چیز نہیں ہے؛ یہ تو جھوٹ کو اپنے لئے

حلال سمجھتے ہیں، بلکہ اپنی منحرف جماعت کی طرف دعوت دینے میں جھوٹ، مکر اور خیانت سب کو حلال سمجھتے ہیں؛ جیسا کہ مختلف وجوہات سے معلوم ہے۔

اور جہاں تک آفاقی نظر کے کمزور کی بات ہے تو یہ اس وجہ سے کہہ رہا ہے کیونکہ میں اس کی فکر کا سخت مخالف ہوں؛ کیونکہ اگر میں اسکی فکر کا موافق ہوتا تو اسکے نزدیک وسیع النظر ہی نہیں بلکہ وسیع القلب بھی ہوجاتا، اور کمال کے سارے اوصاف کا حامل ہوتا، گرچہ حقیقت میں میں کسی بھی وصف کا حامل نہ ہوتا۔

آگے تحریر نگار نے کہا:

''وہ مسائل جن کا ذکر اس کتاب کے اندر کیا گیا اور جس کی تقریظ شیخ احمد نے کی ہے ان کا تعلق دین کے بنیادی امور میں سے نہیں ہے اور نہ ہی اسکے محکم عقائد سے اسکا کوئی تعلق ہے، اور نہ ہی ان قطعی مسائل سے ان کا تعلق ہے کہ جن میں آراء وافکار کا اختلاف ممکن نہیں''۔

میں کہتا ہوں:

یہ واضح طور پر باطل کلام ہے، الا یہ کہ جس کے نزدیک شرک اور توحید، مشرک اور موحد، بدعت اور سنت، بدعتی اور اہل سنت سب برابر ہوں، یہ گرمائی مراکز جنہیں اخوانی حزبی چلاتے ہیں یہ حسن بنا کو اپنا آئیڈیل مانتے ہیں، جبکہ وہ شرک اکبر کا ارتکاب کرتے تھے چنانچہ انہوں نے کہا ہے:

هذا الحبيب مع الأحباب قد حضرا   وسامح الكل فيما قد مضى وجرى

ترجمہ: یہ ہمارے حبیب مصطفی ہیں جو احباب کے ساتھ حاضر ہیں، اور سارے لوگوں سے سرزد سارے گناہوں کو معاف کردیا ہے۔

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے عقیدے کے مطابق صوفیوں کی محفل میں حاضری دیتے ہیں، اور ان کے گناہوں کو معاف کرتے ہیں، جبکہ اللہ تعالی فرماتا ہے: {وَمَن يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ} ترجمہ: اور اللہ کے سوا اور کون گناہ بخشتا ہے؟

مزید اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: {لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ} ترجمہ: پیغمبر! آپ کے اختیار میں کچھ نہیں، اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کی توبہ قبول کرے یا عذاب دے، کیونکہ وہ ظالم ہیں۔

حسن بنا سالوں تک مصر کے شہروں اور بستیوں میں چلتے رہے مگر کسی ایک دن بھی انہوں نے توحید کی دعوت نہیں دی ہے، بلکہ توحید پر کبھی ایک کلمہ بھی نہیں بولے ہیں، مگر پھر بھی یہ اخوانی حزبی حسن البنا کو شیخ محمد بن عبدالوہاب کے برابر قرار دیتے ہیں، جن کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے نجد اور اسکے مضافات میں توحید کے عقیدے کو زندہ کیا، یہ دونوں حزبیوں کے نزدیک مصلح ہیں بلکہ یہ بسا اوقات حسن بنا کو افضل مانتے ہیں، اور بدعت وسنت کے باب میں سید قطب کو بھی برابر کر دیتے ہیں جنہوں نے امت محمدیہ پر یہ حکم لگا دیا ہے کہ وہ اسلام سے مرتد ہو چکی ہے، اس وقت روئے زمین پر کوئی مسلم سماج اور کوئی مسلم حکومت نہیں ہے اور مساجد پر یہ حکم لگایا کہ وہ بت پرستوں کی عبادت گاہ ہے، جی ہاں یہ سید قطب کو علمائے توحید اور علمائے اہل سنت کے برابر قرار دیتے ہیں، جیسے سابق مفتی شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ، شیخ عبدالرحمن بن ناصر سعدی، شیخ ابن حمید، شیخ ابن باز، شیخ ابن عثیمین اور دیگر علمائے توحید۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرماتا ہے: {وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ[19] وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ[20] وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ[21] وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ[22] إِنْ أَنْتَ إِلَّا نَذِيرٌ} ترجمہ: اور اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں۔ [19] اور نہ اندھیرے اور نہ روشنی۔ [20] اور نہ سایہ اور نہ لو۔ [21] اور نہ زندے برابر ہیں اور نہ مردے۔ بے شک اللہ سنا دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور تو ہرگز اسے سنانے والا نہیں جو قبروں میں ہے۔ [22] آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں۔

اب اگر اللہ نے تمہاری بصیرت کو اندھا کر دیا ہے اور تم حق و باطل اور صحیح وغلط کے درمیان کوئی

فرق نہیں کرسکتے، تو میرے پاس اسکا کوئی علاج نہیں ہے، اور یہ ایسی چیزیں ہیں جن کے درمیان اختلاف واضح ہے، لیکن جو تم واضح طور پر جانتے ہو مگر مغالطے سے کام لے رہے ہو تو یہ واضح طور سے انحراف پر دلالت کرتا ہے اور تم ضرور اللہ رب العالمین کے پاس اسکا بدلہ پاؤ گے۔

تحریر نگار نے مزید کہا:

''چنانچہ مکتبات اور گرمائی مراکز کا تعلق اجتہادی مسائل سے ہے جنہیں مصلحت کے پیش نظر قائم کیا جاتا ہے''۔

میں کہتا ہوں:

آخر تک جو جھوٹی باتیں کی ہیں وہ سب باطل اور بکواس ہیں، کیونکہ یہ بات گزر چکی ہے کہ وہ مراکز جو توحید وسنت کی نگرانی میں چلتے ہیں اور وہ مراکز جو حزبی تحریکیوں کی نگرانی میں چلتے ہیں دونوں میں واضح فرق ہے، کیونکہ یہ حزبی اخوانی قطبی اور ارہابی فکر کو پھیلانا چاہتے ہیں، وہ فکر جس کا کڑوا نتیجہ لوگوں نے بھگت لیا ہے۔

تحریر نگار مزید کہتا ہے:

''انکے کلام پر رد کرنے سے پہلے اختصار کے ساتھ یہ تنبیہ کرتا چلوں کہ شیخ احمد نجمی وفقہ اللہ اپنے بہت سارے پیروکاروں کے ساتھ پیش آمدہ مسائل اور حالات حاضرہ پر نظر رکھنے میں دو چیزوں میں ممتاز ہیں''۔

میں کہتا ہوں:

میرا کوئی مقلد اور پیروکار نہیں ہے، اور جو طلبہ مجھ سے پڑھتے ہیں وہ میرے پیروکار نہیں بلکہ وہ حق کے پیروکار ہیں؛ کیونکہ میں نے کوئی بات اپنی طرف سے نہیں کہی ہے، اور نہ ہی میں نے کوئی نیا مذہب اور مسلک اور جماعت بنایا ہے، میں وہی کہتا ہوں جو اللہ اور اسکے رسول نے کہا ہے، اور میں صحابہ،

تابعین، تبع تابعین اور ہر زمانے کے اہل حدیث کے فہم کے مطابق چلتا ہوں، اگر کوئی اس راستے پر اور اس منہج پر ہے تو میرا ہم سفر اور دینی بھائی ہے، اور میں ہر اس فکر اور منہج سے براءت کا اعلان کرتا ہوں جو اس راہ اور منہج حق کے خلاف ہو، یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول کی اتباع اور صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور اہل حدیث کے خلاف ہو۔

پھر آگے تحریر نگار نے کہا:

"۱- بہت سارے اجتہادی امور میں دقت نظری اور قطعی فیصلے کرنا، اسلئے کہ ان کا تعلق نہ ہی دین کے بنیادی امور سے ہے اور نہ ہی شریعت کے اندر ان کے تعلق سے واضح نصوص وارد ہوئے ہیں، بلکہ ان میں سے اکثر کا تعلق فرعی اور اجتہادی امور ہے جن کے اندر فکری استعداد اور علمی وسعت اور مسائل کے ادراک کے اعتبار سے اختلاف ہوتا رہتا ہے"۔

میں کہتا ہوں:

پہلی بات یہ کہ یہ صحیح نہیں ہے، بلکہ یہ خالص جھوٹ ہے، اور میں الحمدللہ کسی بھی اجتہادی مسئلے میں قطعی بات کہتا ہوں، اور یہ گمان کرتا ہوں کہ اس پر اجماع ہے، گرچہ میں خود کو معصوم ہونے کا دعوی نہیں کرتا، اور نہ ہی اجتہاد میں غلطی کرنے سے خود کو بری سمجھتا ہوں، اگر یہ تحریر نگار یہ دعوی کرتا ہے کہ میں اسی طریقے پر چلتا ہوں تو اگر وہ اپنے دعوے میں سچا ہے تو اس پر میری کتابوں سے چند مثالیں پیش کردے، ورنہ وہ جھوٹا شمار ہوگا۔

دوسری بات یہ کہ گرمائی مراکز کا حکم دو امور سے متعین ہوگا:

۱- ان کی نگرانی کرنے والوں سے۔

۲- ان کتابوں سے جو ان مراکز میں پڑھائی جاتی ہیں۔

چنانچہ اگر ان کے نگراں اہل سنت اور ان میں پڑھائی جانے والی کتابیں اہل سنت کی ہیں تو پھر

وہ مراکز مفید ہوں گے، لیکن اگر ان کے نگراں حزبیت پسند ہوں اور کتابیں بھی حزبیوں کی پڑھائی جائیں تو پھر یہ مراکز سماج کیلئے سم قاتل اور زہر ہلاہل ثابت ہوں گے، نئی نسل کیلئے سنگین خطرہ ہے۔

پھر آگے تحریر نگار کہتا ہے:

''۲- کسی بھی اجتہادی فیصلے اور مسئلے کو سلف صالح کے رنگ میں رنگ دینا، چنانچہ وہ کسی بھی مسئلے میں حکم لگاتے وقت یہ کہنے میں گریز نہیں کرتے کہ یہ تمام سلف کا قول ہے بلکہ اس پر اجماع کا دعوی تک کر دیتے ہیں''۔

میں کہتا ہوں:

یہ بھی پہلے ہی کی طرح ایک بے بنیاد الزام ہے، اگر وہ سچا ہوتا تو اس پر میری کتابوں سے ثبوت پیش کرتا، ثبوت نہ پیش کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ وہ ظالم جھوٹا اور فریبی ہے، اس پر تہمت کا حد نافذ ہونا چاہئے۔

پھر تحریر نگار آگے کہتا ہے:

''اس مسلک اور منہج کے اندر بہت سی خطرناکیاں ہیں:

الف-: ایسا کر کے یہ اپنے پیروکاروں کو منظم بناتے ہیں تاکہ وہ ان کے فیصلے کو من وعن قبول کرلیں کیونکہ یہ سلف کا قول ہے، اب ایسی صورت میں مخالف کو کیا مجال کہ وہ ان کے اجتہاد میں مناقشہ کرے یا انکے دعوؤں کو رد کرنے آئے، یا یہ دعوی کرے کہ وہ بھی انکی طرح مرد ہے''۔

اسکا یہ کہنا کہ **''اس مسلک اور منہج کے اندر بہت سی خطرناکیاں ہیں''۔**

میں کہتا ہوں:

پہلی بات یہ کہ آخر کسی موہوم امر یا کسی جھوٹے معاملے پر حکم کیسے لگایا جاسکتا ہے کہ اسکا نتیجہ بہت سنگین ہے، یا بہت نفع بخش یا نقصان دہ ہے؛ اصل میں جس کی بنیاد جھوٹ پر ہوگی وہ جھوٹ ہی ہوگا، اور جس کی

بنیاد وہم وگمان پر ہوگی وہ محض گمان ہی ہوگا وہ حقیقت کبھی نہیں ہوسکتا۔

دوسرے یہ کہ اس نے جو یہ کہا کہ ”ایسا کر کے یہ اپنے پیروکاروں کو منظم بناتے ہیں تاکہ وہ ان کے فیصلے کو من وعن قبول کرلیں“۔

تو میں کہتا ہوں: ”الہی! تو جانتا ہے کہ میں نے کبھی بھی باطل پرکسی کو اکٹھا کرنے یا منظم ہونے کا قصد نہیں کیا، اور اس تحریر نگار نے مجھ پر الزام لگایا ہے، اور نہ ہی میں نے اپنی طرف سے کسی چیز کے بارے میں یہ دعوی کیا کہ اس پر اجماع ہے اگر وہ اس پر اجماع نہیں ہے۔

تیسرے یہ کہ میں نے پہلے ہی پیروکار کے لفظ سے براءت کا اظہار کرلیا ہے، اور یہ کہا ہے کہ جو میرے تلامذہ ہیں وہ میری راہ کے ساتھی اور اسلامی بھائی ہیں۔

چوتھے یہ کہ ہم سلف کی متابعت کر کے فخر کرتے ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ یہ ہم پر اور دوسروں پر بھی واجب ہے؛ اسلئے کہ قرآن کے اندر اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا ہے: {وَمَنۡ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الۡهُدَىٰ وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيلِ الۡمُؤۡمِنِينَ نُوَلِّهِۦ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصۡلِهِۦ جَهَنَّمَ وَسَآءَتۡ مَصِيرًا} ترجمہ: جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بھی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کردیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور دوزخ میں ڈال دیں گے، وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔

چنانچہ سلف کی اتباع کرنا مومنوں کی راہ کی اتباع کرنا ہے: اسلئے کہ مومنوں کی راہ کی اتباع حق کی اتباع ہے، اگر ان میں کوئی دلیل کی مخالفت کرتا ہے تو ہم اسکا قول ترک کردیتے ہیں اور اسکا قول لیتے ہیں جس کے ساتھ دلیل ہوتی ہے۔

پانچویں یہ کہ ہم نہ تو سلف کا انکے مقام سے اوپر اٹھاتے ہیں اور نہ ہی انکے حق کو کم کرتے ہیں، بلکہ ان کی سابقیت کا خیال رکھتے ہیں، لیکن اگر کوئی اجتہاد میں غلطی کرجاتا ہے تو ہم دلیل کی اتباع کرتے ہیں،

اور بعض سلف نے یہ کہا ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ سے دلیل مل جائے تو وہ سر آنکھوں پر، اسی طرح اگر صحابہ سے دلیل مل جائے تو وہ بھی سر آنکھوں پر، اور اگر تابعین سے ملے تو جیسے وہ ہیں ہم بھی اسی طرح ہیں۔

تحریر نگار نے مزید آگے کہا:

''مگر یہ معلوم رہے کہ یہ سلف کا قول نہیں ہوتا ہے کیونکہ سلف صالح نے اس دور کو نہ تو پایا اور نہ ہی ان امور کے فیصلے کو جانا، اس طرح ان اقوال کو سلف کی طرف منسوب کرنا ان پر بہتان ہے، اور انہیں ایسے معرکے میں دکھانا ہے جن میں وہ شریک بھی نہیں ہوئے، دراصل ان کے نام کی تجارت مقصود ہوتی ہے، اور یہ بلاشبہ ان پر ظلم، جھوٹ، بہتان اور افترا پردازی ہے''۔

میں کہتا ہوں:

اے جاہل اور ظالم! کیا تجھے نہیں معلوم کہ سلف نے خوارج سے سخت قتال کیا ہے، اور ان کے غلو اور جہالت کے نتیجے میں انہوں نے بہت پریشانیاں جھیلی ہیں، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کے بارے میں خبر دی ہے؟!!

اسی طرح ہم بھی جدید خوارج کی کارستانیوں پر نکیر کرتے ہیں، کیا اس وقت جو کچھ تکفیری اور تفجیری خوارج کر رہے ہیں وہ انہیں قدیم خوارج کی کارستانیوں کا اعادہ اور تکرار نہیں ہے؟! اے مغفل انسان! ذرا مجھے یہ بتا کہ وہ اساتذہ جنہیں غافل نوجوانوں کو تربیت کا مکلف بنایا گیا ہے وہ راتوں میں سنسان علاقوں کے اندر اسی طرح ترفیہی اسفار میں ریگستانوں میں کیا کرتے ہیں؟!! کیا وہاں پر ان دھوکے میں پڑے نوجوانوں کو حکومت کے خلاف بھڑکاتے نہیں ہیں؟!

ایک بڑی چوٹی کا اخوانی حکومتی اہلکار کو زمین کے غلام کہتا ہے اور بدعتی نوجوانوں کو ایمان کے بادشاہ کہتا ہے:

وعبيد الأرض لا حول لهم — وزوال الملك عنهم في وشك
أيها المؤمن لا تحفل بمن — يرفع السوط ومن يلقي الشبك
فارفع الذل ولا ترض الخضوع — لرئيس مستبد أو ملك
أنت كالبركان لا يدري به — فإذا ثار تلظى واحترك
دمك الطهري لا تبخل به — وابذل النفس بساح المعترك

ترجمہ: زمین کے غلاموں کے پاس کوئی طاقت نہیں ہوتی، انکی بادشاہت جلد ہی مٹ جائے گی۔ اے مومن بندے! اسکی طرف کوئی توجہ نہ دو جو کوڑے کو اٹھاتا ہے اور وہ جال ڈالتا ہے۔ ذلت کو ہٹاؤ اور کسی بھی ظالم حاکم یا بادشاہ کی اطاعت کو چھوڑ دو۔ تم جوالا مکھی ہو کبھی بھی پھٹ سکتے ہو۔ تم اپنے پاک خون میں بخیلی نہ کرو، اپنی جان کو میدان کارزار میں نچھاور کر دو۔

جن خارجی مفتیوں نے اعترافات کئے اور جو خوارج وقت حکومت کے قبضے میں آئے اور انہوں نے اعترافات کئے کیا تم نے انہیں نہیں سنا؟!! کیا جو حدیثیں خوارج کے بارے میں وارد ہوئی ہیں ان کے بارے میں نہیں سنا؟ کیا نبی اکرم ﷺ نے ان خوارج کے بارے میں خبر نہیں دی ہے؟! تو تم دوبارہ ان حدیثوں کو سن لو:

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " يَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ، أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقُولُونَ: مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ".

ترجمہ: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "آخری زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے جو کم سن اور کم عقل ہوں گے، بات چیت میں وہ لوگوں میں سب سے اچھے

ہوں گے،لیکن ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا،وہ دین سے اسی طرح نکل جائیں گے،جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے،لہٰذا جب تم ان کو پاؤ تو انہیں قتل کرو کیونکہ ان کے قتل کرنے والے کو قیامت کے دن اجر ملے گا"۔

ایک دوسری روایت میں وارد ہوا ہے:

(إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا، قَوْمٌ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ رَطْبًا، لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ) ترجمہ:"اس کی اصل سے ایسے لوگ نکلیں گے کہ وہ اللہ کی کتاب آسانی سے پڑھیں گے مگر گلے سے نیچے نہیں اترے گی، یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے زوردار تیر جانور سے پار ہو جاتا ہے،لہٰذا جہاں کہیں تم ان سے ملو تم انہیں قتل کردو،اس لیے کہ ان کا قتل کرنا،قیامت کے روز اس شخص کے لیے اجر وثواب کا باعث ہوگا جو انہیں قتل کرے گا،اگر میں ان کو پاتا تو ایسا قتل کرتا جیسے عاد قتل ہوئے ہیں"۔(یعنی جڑ پیر سے اڑا دیتا جیسے عاد کو باد نے برباد کیا)۔اور ایک دوسری روایت میں قوم ثمود کا ذکر ہے۔

اور ایک دوسری حدیث میں اس طرح وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي اخْتِلَافٌ وَفُرْقَةٌ، قَوْمٌ يُحْسِنُونَ الْقِيلَ وَيُسِيئُونَ الْفِعْلَ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَا يَرْجِعُونَ حَتَّى يَرْتَدَّ عَلَى فُوقِهِ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ، طُوبَى لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَقَتَلُوهُ، يَدْعُونَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ وَلَيْسُوا مِنْهُ فِي شَيْءٍ، مَنْ قَاتَلَهُمْ كَانَ أَوْلَى بِاللَّهِ

مِنْهُمْ ". قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا سِيمَاهُمْ؟ قَالَ: " التَّحْلِيقُ ".

ترجمہ: سیدنا ابوسعید خدری اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری امت میں اختلاف اور تفرقہ ہوگا، کچھ ایسے لوگ ہوں گے، جو باتیں اچھی کریں گے لیکن کام برے کریں گے، وہ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا، وہ دین سے اسی طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے، وہ (اپنی روش سے) باز نہیں آئیں گے جب تک تیر سوفار (اپنی ابتدائی جگہ) پر الٹا نہ آجائے، وہ سب لوگوں اور مخلوقات میں بدترین لوگ ہیں، بشارت ہے اس کے لیے جو انہیں قتل کرے یا جسے وہ قتل کریں، وہ کتاب اللہ کی طرف بلائیں گے، حالانکہ وہ اس کی کسی چیز سے کچھ بھی تعلق نہیں رکھتے ہوں گے، جو ان سے قتال کرے گا، وہ لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ سے قریب ہوگا“ لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ان کی نشانی کیا ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سر منڈانا“۔

اور ایک دوسری روایت کے اندر ان خوارج کو دوزخی کتا کہا گیا ہے۔

اور سنن بیہقی میں وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي غَالِبٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي أُمَامَةَ فَجِيءَ بِرُءُوسٍ مِنْ رُءُوسِ الْخَوَارِجِ، فَنُصِبَتْ عَلَى دَرَجِ دِمَشْقَ، فَقَالَ: " كِلَابُ النَّارِ، قَالَهَا ثَلَاثًا، شَرُّ قَتْلَى قُتِلُوا تَحْتَ ظِلِّ السَّمَاءِ، خَيْرُ قَتْلَى مَنْ قَتَلَهُمْ وَقَتَلُوهُ "، قَالَهَا ثَلَاثًا، قُلْتُ: شَيْئًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ شَيْئًا تَقُولُهُ بِرَأْيِكَ؟ قَالَ: إِنِّي إِذًا لَجَرِيءٌ، بَلْ شَيْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: ابوغالب سے روایت ہے کہ میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا کہ خوارج کے سر لائے گئے اور انہیں دمشق کے صدر دروازے پر نصب کر دیئے گئے تو آپ نے انہیں دیکھ کر تین بار دوزخی

کتے کہا، اور مزید کہا کہ یہ آسمان کے نیچے سب سے برے مقتول ہیں، سب سے بہتر ہیں وہ لوگ جنہوں نے انہیں قتل کیا ہے اور انہوں نے جنہیں قتل کیا ہے۔ تین بار کہا، میں نے دریافت کیا: کیا یہ باتیں آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں یا اپنی طرف سے کہہ رہے ہیں؟ فرمایا: اگر میں اپنی طرف سے کہوں گا تو بہت بڑا اجری ہوں گا، یہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

جاہل! تو کہتا ہے کہ سلف نے اس زمانے کو نہیں جانا، میں کہتا ہوں کہ اس زمانے کو انہوں نے ضرور جانا مگر اس کو پانہ سکے، انہوں نے اس وصف کے ذریعے سے جانا جو اس حدیث کے اندر مذکور ہے، کیا خوارج نے سیدنا عثمان کو محصور کر کے قتل نہیں کیا؟ کیا وہی خوارج نہیں تھے جنہوں نے سیدنا علی کے خلاف خروج کیا تھا اور جن کے پاس آپ نے اپنے چچا زاد بھائی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ان سے مناظرہ کرنے کیلئے بھیجا تھا، جس کی وجہ سے بہت سارے خوارج نے توبہ کیا اور اکثر خارجی فکر پر قائم رہی، جنہیں سیدنا علی نے قتل کیا، انہیں میں وہ پستان والا بھی تھا۔ اور کیا انہیں خوارج نے سیدنا علی کو دھوکے سے قتل نہیں کیا؟ اور کیا برابر یہ نیک مومنوں کو قتل نہیں کرتے آئے ہیں؟ بنو امیہ اور بنو عباسیہ کے دور میں انکے قصے بہت ہیں۔

اور تم لوگ اس دور میں نوجوانوں کو اسی خارجی فکر پر تربیت دیتے ہو، جسے دور حاضر میں سید قطب نے اپنی کتابوں کے اندر زندہ کیا ہے، لیکن جب کوئی اس خارجی فکر پر نکیر کرتا ہے تو تمہارے سینے تنگ ہونے لگتے ہیں، اور تم اسے برے برے القاب سے پکارنا شروع کر دیتے ہو، اس پر طرح طرح سے الزامات لگانے لگتے ہو، بلکہ اسے تکلیفیں بھی دیتے ہو، کیا جن سلف کا نام تم لیتے ہو ان کے نقش قدم پر چلتے ہو، تم اپنے دعوؤں میں جھوٹے ہو، تم ان پر الزام لگاتے ہو، اور جو ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور بدعتیوں سے ڈراتے ہیں ان سے تم دشمنی کرتے ہو۔

میں یہاں پر سلف کے اخبار میں سے کچھ خبریں نقل کر رہا ہوں جن سے واضح ہو گا کہ سلف کس طرح

بدعتیوں کی مجلس میں اٹھنے بیٹھنے سے منع کرتے تھے، یہاں تک کہ ان کا کلام سننے سے بھی روکتے تھے:

عمر بن عبدالعزیز نے کہا: جب ان لوگوں کو دیکھو کہ یہ دین کے بارے میں عوام کو چھوڑ کر آپس میں چپکے سے باتیں کرتے ہیں تو جان لو کہ یہ گمراہی کی بنیاد رکھتے ہیں۔

ابو قلابہ نے کہا: نفس پرستوں کی مجلس میں نہ بیٹھو اور نہ ہی ان سے بحث کرو، کیونکہ بہت ممکن ہے کہ وہ تمہیں اپنی گمراہیوں میں ڈبا دیں یا جو تم جانتے ہو اسے مشکوک بنا دیں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگوں کو انکے دوستوں سے پہچانو، کیونکہ آدمی اسی سے دوستی کرتا ہے جسے وہ پسند کرتا ہے۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، اس لئے دیکھ بھال کر کسی سے دوستی کرو۔

امام مجاہد نے کہا: نفس پرستوں کی مجلس میں نہ بیٹھو؛ کیونکہ ان کے پاس بھی خارش کی طرح گندگی ہوتی ہے۔

مفضل بن مہلہل نے کہا: اگر آپ کسی بدعتی کی مجلس میں بیٹھو گے اور وہ اپنی بدعت کی باتیں کرنا شروع کر دے تو آپ اسکے پاس سے بھاگ لو گے، مگر وہ ایسا نہیں کرتا ہے بلکہ وہ آغاز میں سنت کی بات کرے گا پھر بعد میں وہ اپنی بدعت کو لائے گا؛ پھر وہ آپ کے دل میں اس طرح بیٹھ جائے گا کہ اس کا آپ کو شعور بھی نہیں ہوگا اس لئے وہ دل سے نہیں نکلے گا۔

عمرو بن میمون نے کہا: ان کم بختوں سے دور رہو؛ جو سنت سے بیزار ہوتے ہیں اور مسلمانوں کی جماعت کی مخالفت کرتے ہیں۔

ایک شخص نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میری ملاقات کچھ ایسے لوگوں سے ہوئی ہے جو شفاعت اور عذاب قبر کی تکذیب کرتے ہیں تو آپ نے کہا: یہ جھوٹے ہیں ان کی مجلس میں نہ بیٹھو۔

سعید بن جبیر نے اسماعیل بن علیہ سے کہا: طلق کی مجلس میں نہ بیٹھو؛ کیونکہ وہ مرجی ہے۔

اعمش نے کہا: تین دنوں کے بعد لوگ کسی کے بارے میں اس کے اٹھنے بیٹھنے اور روزمرہ کی زندگی کے تعلق سے نہیں پوچھتے تھے۔

اوزاعی کہتے ہیں: جو ہم سے اپنی بدعت کو چھپاتا ہے مگر اسکا اٹھنا بیٹھنا ہم سے نہیں چھپتا ہے۔

یحی بن سعید قطان نے کہا: سفیان ثوری جب بصرہ تشریف لائے تو ربیع بن صبیح کے معاملے میں اور لوگوں کے نزدیک اسکے مرتبے کے بارے میں غور کرنے لگے، تو اسی دوران آپ نے پوچھا: اسکا کیا مذہب ہے؟ تو لوگوں نے کہا: اسکا مذہب سنت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ آپ نے پوچھا: اسکے ساتھی کون لوگ ہیں؟ کہا: منکرین تقدیر ہیں، تو آپ نے کہا: پھر وہ بھی منکر تقدیر ہے۔

قتادہ نے اللہ تعالی کے قول: (یا أهل الكتاب لا تغلوا في دينكم) کی تفسیر میں کہا: بدعت ایجاد نہ کرو اور نہ ہی کسی بدعتی کی مجلس میں بیٹھو۔

عمرو بن قیس ملائی نے کہا: کہا جاتا تھا کہ کسی گمراہ کی مجلس میں نہ بیٹھو کہ تمہارا دل ٹیڑھا ہو جائے۔

اسی پر اب اکتفا کرتا ہوں، ورنہ اس تعلق سے سلف سے بہت زیادہ منقول ہے۔

آخری بات یہ کہ کیا تمہیں پتہ چلا کہ جھوٹا، بہتان باز اور مفتری کون ہے، میں یا تم؟ ظالم کون ہے میں یا تم جیسے گمراہ لوگ؟ اور جہاں تک مجھ پر تمہارے بھونکنے کا تعلق ہے تو اسکا بدلہ اللہ تمہیں ضرور دے گا۔

اسکے بعد اس باطل پرست تحریر نگار نے (د) کے تحت کہا:

"مریدوں کو ڈرانا دھمکانا، اور اسی طرح ان مخالفین کا قلع قمع کرنا؛ یہ دعوی کر کے کہ جن مسائل میں وہ فیصلہ کرتے ہیں وہ اجماعی ہوتا ہے، ان سے اختلاف کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے"۔

میں کہتا ہوں:

پہلی بات یہ کہ (مریدین) ایک صوفیانہ لفظ ہے، اہل سنت کے الفاظ میں سے نہیں ہے۔

دوسری بات یہ کہ اس تحریر نگار نے یہاں جو کچھ کہا ہے صریح جھوٹ ہے، میں اپنے طلبہ میں سے کسی کو ڈراتا دھمکاتا نہیں ہوں، اور نہ ہی میں اپنے مخالفین میں سے کسی کو مٹانے کی کوشش کرتا ہوں، میں کون ہوتا ہوں کہ کسی کو ڈراؤں یا کسی کا قلع قمع کروں، میں تو خود سب وشتم اور نقطہ چینی سے محفوظ نہیں ہوں۔

تیسرے یہ کہ اسکا یہ کہنا کہ میں یہ دعوی کرتا ہوں کہ یہ سارے مسائل اجماعی ہیں؛ یعنی وہ مسائل جنہیں میں اپنے دروس اور لیکچرز میں پیش کرتا ہوں، میں ان کے بارے میں یہ دعوی کرتا ہوں کہ وہ اجماعی ہیں ان سے اختلاف کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، تو یہ بھی پہلے ہی کی طرح ایک سفید جھوٹ ہے، اگر وہ سچا تھا تو پھر میری کتابوں میں سے یا میرے ریکارڈ شدہ دروس میں سے کوئی مثال یا ثبوت کیوں نہیں پیش کر دیا، اور مجھے یقین ہے کہ وہ کبھی نہیں پیش کر پائے گا ان شاء اللہ۔

پھر اسکے بعد (د) کے تحت کہا:

''ان میں سے ہر کوئی منہج سلف کو اپنے فہم وفکر کے اعتبار ہی سے تفسیر وتوضیح کرتا ہے، اور دوسروں کو بھی اپنے ہی حزبی اور فکری معیار سے تولنے کی کوشش کرتا ہے، چنانچہ وہ اپنے ہی قول کو قول فیصل اور آخری بات سمجھتا ہے، اور حق اسی کو مانتا ہے جو اسکے ساتھ ہے، اسکی دلیلیں ہمیشہ فرقان قاطع اور نور ساطع کا درجہ رکھتی ہیں، جبکہ دوسرا کوئی بھی ہو اسکے پاس صرف متشابہات ہیں ان سب کو اسی کے محکم دلیل اور اسی کے فہم پر محمول کیا جائے۔''

میں کہتا ہوں:

پہلی بات یہ کہ اس کلام کے اندر غرور ہے، مذاق اور استہزاء ہے، دوسروں کو حقیر سمجھنا ہے، اور اسکا قائل ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ مجھے اپنی امت پر ہر اس منافق کا خوف ہے جو زبان کا بڑا ماہر ہوگا۔

یعنی وہ فصیح وبلیغ ہوگا اور اپنی ماہر زبانی سے حق کو باطل اور باطل کو حق ثابت کرنے کی کوشش کرے گا، مزید آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنی امت پر گمراہ کرنے والے سر براہوں کا خوف ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے مبغوض وہ شخص ہے جو بہت ہی زیادہ جھگڑالو ہوتا ہے۔

دوسرے یہ کہ اسکا یہ کہنا: ’’ان میں سے ہر کوئی منہج سلف کو اپنے فہم وفکر کے اعتبار ہی سے تفسیر وتوضیح کرتا ہے، اور دوسروں کو بھی اپنے ہی حزبی اور فکری معیار سے تولنے کی کوشش کرتا ہے‘‘۔

تو میں کہوں گا کہ یہ اسکا کلام بے انتہا باطل ہے، کیونکہ اگر سلفی منہج لوگوں کی عقلوں، انکے افکار کے معیار پر پرکھا جاتا تو پھر یہ لوگوں کے افکار وعقول کے اعتبار سے مختلف ہوتا رہتا، کیا یہ ایسی نامعقول بات کوئی سمجھدار شخص کہہ سکتا ہے۔

سلفی منہج کتاب اللہ اور سنت رسول کے ساتھ فہم صحابہ کے مطابق منضبط ہے اور صحابہ ہی اسکے لئے پہلے نمونہ ہیں، اس سے واضح ہوا کہ یہ دانشور اور عبقری شخص جو کہہ رہا ہے اسے خود نہیں سمجھ پا رہا ہے، اسی لئے کہتے ہیں کہ جو سلفی منہج کی کسی بدعت سے مخالفت کرتا ہے تو وہ بدعتی ہوتا ہے، اور اگر کسی کبیرہ گناہ سے مخالفت کرتا ہے تو وہ فاسق ہوتا ہے، اسلئے اس کاتب کا یہ قول جھوٹ اور لغو ہے۔

تیسرے یہ کہ اسکا حزبی معیار کہنا مجھ پر حزبیت پرستی کا الزام ہے، حالانکہ اللہ کے فضل سے میں حزبی نہیں ہوں، بلکہ میں حزبیت اور حزبیوں سے براءت کا اظہار کرتا ہوں، اور دعاء کرتا ہوں کہ اللہ تعالی حزبیت اور حزبیوں کو تباہ کردے، اور ان سے اس قدر سخت بدلہ لے کہ وہ دوسروں کیلئے نشان عبرت بن جائیں؛ کیونکہ حزبیوں نے صوفی بدعتیوں کے ساتھ ملکر دین کو بگاڑ دیا ہے، اللہ ان سے جلد انتقام لے گا۔

اور چوتھے یہ کہ اسکا یہ کہنا کہ ’’چنانچہ وہ اپنے ہی قول کو قول فیصل اور آخری بات سمجھتا ہے، اور حق اسی کو مانتا ہے جو اسکے ساتھ ہے‘‘۔

میں کہتا ہوں: اس شخص کا کلام باطل ہے؛ کیونکہ اس میں محض استہزاء اور غرور وگھمنڈ ہے، حق بات وہی ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول میں ہے، تیسرے اور کسی کے پاس نہیں ہے، چنانچہ اگر کوئی تیسرا اس کے خلاف کہتا ہے تو وہ کذاب اور بہتان تراش ہوگا، اللہ اسے دیر سویر اسکا مزہ ضرور چکھائے گا۔

اسکے بعد تحریر نگار نے آگے کہا:

”اس غالی منہج اور تنگ نظری کی سنگینی ہی ہے کہ یہ ہمیشہ اختلافات کو ہوا دیتے ہیں، اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں اور اتحاد پیدا کرنے کی بجائے انتشار کی بیج بوتے ہیں“۔

میں کہتا ہوں:

یہ بھی سراسر جھوٹ، بہتان اور الزام تراشی ہے، بلکہ اپنی بیماری مدمقابل پر مڑھ دینا ہے، اے اللہ! ایسے لوگوں سے جلد انتقام لے جو اختلاف کو پھیلاتے ہیں اور اتحاد کو پارہ پارہ کرتے ہیں، اور ان پر اپنے عذاب کا کوڑا برسا جو اختلاف کی بیج بوتے ہیں، ارشاد باری تعالی ہے: (وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ [42] مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ [43] وَأَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخِّرْنَا إِلَى أَجَلٍ قَرِيبٍ نُجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ أَوَلَمْ تَكُونُوا أَقْسَمْتُمْ مِنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِنْ زَوَالٍ [44] وَسَكَنْتُمْ فِي مَسَاكِنِ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْأَمْثَالَ) ترجمہ: ناانصافوں کے اعمال سے اللہ کو غافل نہ سمجھ وہ تو انہیں اس دن تک مہلت دیے ہوئے ہے جس دن آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی [42] وہ اپنے سر اوپر اٹھائے دوڑ بھاگ کر رہے ہوں گے، خود اپنی طرف بھی ان کی نگاہیں نہ لوٹیں گی اور ان کے دل خالی اور اڑے ہوئے ہوں گے [43] لوگوں کو اس دن سے ہوشیار کردے جب کہ ان کے پاس عذاب آجائے گا، اور ظالم کہیں گے کہ اے

ہمارے رب ہمیں بہت تھوڑے قریب کے وقت تک کی ہی مہلت دے کہ ہم تیری تبلیغ مان لیں اور تیرے پیغمبروں کی تابعداری میں لگ جائیں۔کیا تم اس سے پہلے بھی قسمیں نہیں کھا رہے تھے؟ کہ تمہارے لیے دنیا سے ٹلنا ہی نہیں [44] اور کیا تم ان لوگوں کے گھروں میں رہتے سہتے نہ تھے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور کیا تم پر وہ معاملہ کھلا نہیں کہ ہم نے ان کے ساتھ کیسا کچھ کیا۔ہم نے تو (تمہارے سمجھانے کو) بہت سی مثالیں بیان کر دی تھیں۔

اور حدیث پاک کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ اللَّهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ، قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ سورة هود آية 102 ".

ترجمہ: سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ظالم کو چند روز دنیا میں مہلت دیتا رہتا ہے لیکن جب پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا۔راوی نے بیان کیا کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی (وكذلك أخذ ربك إذا أخذ القرى وهي ظالمة إن أخذه أليم شديد) ”اور تیرے پروردگار کی پکڑ اسی طرح ہے، جب وہ بستی والوں کو پکڑتا ہے۔جو (اپنے اوپر) ظلم کرتے رہتے ہیں، بیشک اس کی پکڑ بڑی تکلیف دینے والی اور بڑی ہی سخت ہے۔“

اخوانیو! میں تم سب کو اللہ کے عذاب، اسکی پکڑ اور اسکے غضب سے ڈرا رہا ہوں، اگر تم اپنی روش پر باقی رہے تو اسکا سخت عذاب تمہیں ضرور پکڑے گا۔

پھر تحریر نگار اپنے جھوٹ کو آگے بڑھاتے ہوئے لکھتا ہے:

”اس وقت آپ دیکھیں گے کہ یہ لوگ ایک خاص جماعت کو اپنا مخالف سمجھ بیٹھے ہیں، سلف کے دفاع کے نام پر علی الصباح ہی یہ کمر کس لیتے ہیں، جبکہ حقیقت یہ ہیکہ یہ جن مسائل کو متنازع فیہ بنا کر رکھے

ہوئے ہیں وہ چند مسائل سے زیادہ نہیں ہیں، انہیں کو یہ ایشو بنا کر ذاتی فوائد حاصل کرتے ہیں، اور یہ ایسا معرکہ چھیڑ رکھے ہیں، جس کی نہ تو کوئی ابتداء ہے اور نہ ہی انتہاء۔ اس معرکہ میں یہ آج فرید مالکی کے ساتھ ہوتے ہیں کل اسکے خلاف ہو جاتے ہیں، پہلے مغراوی کے خلاف برستے تھے آج اسی کی تعظیم کرتے ہیں، انہیں نہ اللہ کا خوف ہے نہ اسکے بندوں سے حیاء"۔

پھر تحریر نگار اپنے جھوٹ کو تیسرے صفحے کے اندر بھی آگے بڑھاتے ہوئے لکھتا ہے:

"دراصل حقیقی سبب یہی ہے کہ ان میں سے ہر کوئی منہج سلف کو اپنی مرضی اور خواہش نیز اپنی مصلحت کے مطابق توضیح وتشریح کرتا ہے، جیسے ہی مصلحتیں بدلتی ہیں، انکا منہج بھی بدل جاتا ہے، اور یہ خود اپنے ہی منہج کی مخالفت کرنے لگتے ہیں"۔

میں کہتا ہوں:

دراصل جب ایک زمانے تک کوئی عالم سلفیوں میں شمار ہوتا ہے، لیکن بعد میں اس کے یہاں منہج میں کچھ تبدیلی ہو جاتی ہے اسی کو یہ ظالم تحریر نگار مراد لے رہا ہے، حالانکہ ایسے شخص پر سلفی فوراً اعتراض کرتے ہیں، کیونکہ ممکن ہے اہل بدعت کی طرف کچھ میلان ہونے کی وجہ سے اسکے اندر تبدیلی آئی ہو یا پھر کچھ انحراف پیدا ہوا ہو، تو اسے نصیحت کی جاتی ہے، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ دوبارہ سلفی منہج پر واپس آجاتا ہے اور کبھی نہیں آتا تو پھر سلفی ایسے شخص پر رد لکھتے ہیں، اب ایسے شخص کو سلفیت سے نہیں جوڑا جاسکتا مگر اس ظالم نے اسے بھی سلفیت سے جوڑ کر دکھانے کی کوشش کی ہے، حالانکہ سلفی وہ ہوتا ہے جو ہمیشہ حق کے ساتھ رہتا ہے وہ دائیں بائیں نہیں دیکھتا، اور نہ ہی وہ کسی دنیوی مصلحت کی خاطر وہ اپنے موقف کو بدلتا ہے، اور اس تحریر نگار کا اس طرح دعوی کرنا محض الزام ہے، صریح اور گھناؤنا جھوٹ ہے، سلفیوں کا مقصد خالص دینی ہوتا ہے، وہ ہمیشہ دینی مصلحتوں کو دنیوی مصلحتوں پر مقدم کرتے ہیں، اور یہ ظالم جس چیز کو سلفیوں کیلئے عیب کی بات بتانا چاہتا ہے وہ انکے نزدیک باعث فضل ہے، کیونکہ جب کسی سلفی منہج

پر چلنے والے کی طرف سے کوئی مخالفت صادر ہوتی ہے تو دوسرے سلفی علماء اسے نصیحت کرتے ہیں، اگر مان لیا تو ٹھیک، ورنہ اسے ترک کر دیتے ہیں، اس پر نکیر کرتے ہیں، اور سلفیت سے اسے خارج کر دیتے ہیں، اس کی مثال عضو معطل کی طرح ہوتی ہے کہ جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو اسے کاٹ کر پھینک دیا جاتا ہے تاکہ باقی جسم صحیح سالم رہے۔

مگر جہاں تک حزبیوں کا تعلق ہے تو ان کے یہاں شخصیت پرستی پائی جاتی ہے، یہ ان کی غلطیوں پر نہیں ٹوک سکتے اور نہ ہی انہیں ترک کر سکتے ہیں، اور نہ ہی ان پر نکیر کر سکتے ہیں، خواہ غلطی کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو، کیونکہ انکے یہاں اصل شخصیت ہے، جبکہ یہ اسلامی اصول کے خلاف ہے، اسلامی اصول یہ ہیکہ دینی مصلحتوں کو دنیاوی مصلحتوں پر مقدم کیا جائے، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ} ترجمہ: اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ (قبیلے) کے (عزیز) ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو لکھ دیا ہے اور جن کی تائید اپنی روح سے کی ہے اور جنہیں ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے خوش ہیں یہ خدائی لشکر ہے، آگاہ رہو بیشک اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب لوگ ہیں۔

مزید اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ

وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ[23] قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ} ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان سے زیادہ عزیز رکھیں۔ تم میں سے جو بھی ان سے محبت رکھے گا وہ پورا گنہگار ظالم ہے [23] آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے لڑکے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے قبیلے اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں، تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے۔ اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا

مزید اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ} ترجمہ: اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبردار کروں گا۔

اور حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ، وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ، وَعَبْدُ الْخَمِيصَةِ، إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ تَعِسَ

وَانْتَكَسَ، وَإِذَا شِيكَ فَلَا انْتَقَشَ طُوبَى لِعَبْدٍ آخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَشْعَثَ رَأْسُهُ مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ، إِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ، وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ، إِنِ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ".

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اشرفی کا بندہ اور روپے کا بندہ اور کمبل کا بندہ تباہ ہوا، اگر اس کو کچھ دیا جائے تب تو خوش جب نہ دیا جائے تو غصہ ہو جائے، ایسا شخص تباہ سرنگوں ہوا۔ اس کو کانٹا لگے تو اللہ کرے پھر نہ نکلے۔ مبارک کا مستحق ہے وہ بندہ جو اللہ کے راستے میں (غزوہ کے موقع پر) اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے، اس کے سر کے بال پراگندہ ہیں اور اس کے قدم گرد و غبار سے اٹے ہوئے ہیں، اگر اسے چوکی پہرے پر لگا دیا جائے تو وہ اپنے اس کام میں پوری تندہی سے لگا رہے اور اگر لشکر کے پیچھے (دیکھ بھال کے لیے) لگا دیا جائے تو اس میں بھی پوری تندہی اور فرض شناسی سے لگا رہے۔ (اگرچہ زندگی میں غربت کی وجہ سے اس کی کوئی اہمیت بھی نہ ہو کہ) اگر وہ کسی سے ملاقات کی اجازت چاہے تو اسے اجازت بھی نہ ملے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش بھی قبول نہ کی جائے۔

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے تین صحابہ کا بائیکاٹ کر دیا تھا، اسی طرح وہ صحابی جو ریشم کا لباس پہن کر آئے یا سونا پہن کر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے سلام کا جواب ہی نہیں دیا۔

اور جب حسین کرابیسی نے کہا کہ میرا قرآن کو پڑھنا مخلوق ہے، تو امام احمد نے اسکا بائیکاٹ کر دیا، اسی طرح آپ نے داؤد بن علی ظاہری کو اپنے پاس آنے سے منع کر دیا، اسی طرح آپ نے سہل بن عبداللہ تستری کا بائیکاٹ کر دیا تھا اور انکی کتابوں کے پڑھنے سے منع کیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ جس کی بھی طرف سے شریعت مخالف کوئی چیز صادر ہو اسکا بائیکاٹ کیا جا سکتا ہے خواہ وہ

کوئی بھی ہو، مگر ضروری ہے کہ پہلے نصیحت اور حجت قائم کی جائے، اگر وہ مخالفت سے باز آجائے تو ٹھیک ورنہ اسکا بائیکاٹ کرنا جائز ہے۔

بہر صورت سلفیوں کے یہاں اگر کوئی شریعت مخالف چیز پائی جاتی ہے تو اس پر رد کرتے ہیں، نکیر کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ حق کی طرف رجوع کر لیتا ہے، بصورت دیگر وہ اسکا بائیکاٹ کر دیتے ہیں، اور اس میں وہ کسی دنیوی مصلحت کو نہیں دیکھتے، جس طرح تحریر نگار نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، یہ اپنے دعوے میں جھوٹا اور بہتان تراش ہے۔

اور جہاں تک اس مفتری کا یہ کہنا کہ ''یہ آج فرید مالکی کے ساتھ ہیں کل اسکے خلاف ہو جائیں گے''، تو اس کا مطلب یہ ہیکہ جس کے اندر خیر ہوتا ہے تو یہ سلفی اس کی عزت کرتے ہیں، لیکن جب اس کے اندر شر دیکھتے ہیں تو اس کی مخالفت کرتے ہیں اور اس میں کوئی عیب کی بات نہیں ہے، یہ ہر حال میں اللہ کی اطاعت ہی کرتے ہیں، چنانچہ مالکی نے جب شروع میں سلفیت کا اظہار کیا، اسکا دفاع کیا اور حزبیت واخوانیت پر رد کیا تو سلفیوں نے اس کی تعریف کی، لیکن جب سلفیوں نے دیکھا کہ وہ حدادیہ سے جا کر مل گیا ہے تو اسے ترک کر دیا، یہی معاملہ مغراوی کا ہے کہ جب سلفیوں نے اسے دیکھا کہ وہ سلفیت کا اظہار کر رہا ہے تو اس سے محبت کرنے لگے، لیکن جب بعد میں حقیقت واضح ہوگئی کہ وہ تکفیری ہے تو اسے ترک کر دیا، اور یہی معاملہ ہر ایک کے ساتھ ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اگر کبھی سلفیوں کے یہاں اختلاف ہوتا ہے تو وہ دنیوی مقاصد کے تحت اختلاف نہیں کرتے ہیں جیسا کہ یہ ظالم ثابت کرنا چاہتا ہے بلکہ انکے اختلاف کا مقصد دینی ہوتا ہے۔

اور جہاں تک اس ظالم کا یہ کہنا کہ ''انہیں نہ تو اللہ کا خوف ہے اور نہ ہی اسکے بندوں سے حیاء''۔

تو میں کہتا ہوں کہ- اور اللہ ہی کو معلوم ہے کہ اس سے کون ڈرتا ہے-: ہم سب کو اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے، ہر ایک کا حساب ہوگا اور اسے اسکے کیئے کا بدلہ ملے گا، اگر اچھا کیا ہے تو اچھا بدلہ ملے گا اور اگر

براکیا ہے تو برا بدلہ ملے گا، اور اگر تم اپنے او پر غور کرو گے تو مصیبت ہی مصیبت ملے گی۔

پھر اس ظالم مفتری نے کہا:

”اور چونکہ اجتہادی مسائل میں سلف کا منہج بہت ہی وسیع اور لچک دار ہے اسلئے اسکے اندر ہر کوئی اپنا مقصد حاصل کرلیتا ہے، اور اسی دعوی اور اسی طرز سے یہ دوسروں کو بدعتی قرار دیتے ہیں اور اپنے مخالفین کو مختلف تہمتوں، عیبوں اور نقائص سے متصف کرتے ہیں“۔

میں کہتا ہوں:

پہلی بات یہ کہ یہ بات بالکل صحیح نہیں ہے، کیونکہ دعوت اور عقیدے کے مسائل اجتہادی نہیں ہیں، بلکہ یہ محدد دہیں، چنانچہ جو توحید کو چھوڑ کر قیام خلافت کی دعوت دے تو وہ دعوت باطل مانی جائے گی، وہ انبیاء کی دعوت نہیں ہوگی، بلکہ دنیاوی دعوت ہوگی۔

دوسرے یہ کہ مملکت سعودی عرب میں جو مراکز اور خیمے قائم ہوتے ہیں وہ حزبیوں کی نگرانی میں ہوتے ہیں جہاں دعوت توحید کی مخالفت کی جاتی ہے۔

تیسرے یہ کہ ان مراکز کے اندر حکومت کی مخالفت کی جاتی ہے حالانکہ وہی حکومت انہیں پیسہ دیتی ہے، اور یہ اسی حکومت کے خلاف نوجوانوں کو بھڑ کاتے ہیں، اور اس پر طعن و تشنیع کرتے ہیں، اور جو ان پر پیسہ لگا کر ان پر احسان کرتے ہیں یہ ان کے ساتھ احسان فراموشی کرتے ہیں، اور یہ سب خاموشی سے خفیہ پیمانے پر ہوتا ہے، مگر اللہ تعالی انہیں میں سے بعض مخالفین کے ذریعے یہ سارے راز فاش کروا دیتا ہے، اسی لئے ضروری ہے کہ ایسے مراکز کو بند کیا جائے، جہاں پر حکومت مخالف اور توحید مخالف سرگرمیاں انجام دی جائیں۔

شاید تم یہ کہو کہ یہ محض دعوے ہیں ان پر کوئی دلیل نہیں ہے، اس لئے میں ساتھ میں اس پر دلیل بھی پیش کروں گا:

۱- یہ خبر شائع ہوئی کہ اخوانیوں کے مزعومہ جہادی سیل میں ایک نوجوان نے شرکت کرنے کا اعتراف کیا ہے، اب وہ تائب ہو چکا ہے، مزید اس نے خود سپردگی کا وعدہ کیا ہے۔ یہ جہادی سیل مملکت سعودی عرب میں بنایا گیا تھا۔

اسکے اعترافات انٹرنٹ پر شائع بھی ہوئے، اس نے اپنے اعترافات والے رسالے کے چوتھے صفحہ پر (٦) نمبر نقطہ کے تحت یہ بھی لکھا کہ خلیجی حکام بالخصوص سعودی حکام کی تکفیر پر ہم ایسے فتاوں پر اعتماد کرتے تھے جو ہمارے ویب سائٹ پر ڈالا جاتا تھا، اور یہ صریح تکفیر ہے، اور غیر صریح تکفیر اس طرح یہ کرتے ہیں کہ جو وضعی قوانین کے تحت حکومت کرے وہ کافر ہے، پھر اسکی کوئی تفصیل بیان نہیں کرتے، اسی طرح کفار کی مدد کرنے پر بھی بلاتفصیل یہ تکفیر کرتے ہیں، اور یہی معاملہ کفار سے ساتھ تعلقات بنانے پر بھی کرتے ہیں۔

آگے (٧) نمبر نقطہ کے تحت لکھا کہ سعودی حکام کے خلاف انٹرنیٹ پر جو بھی لکھا جاتا ہم اسے نکال کر نوجوانوں میں تقسیم کرنے لگتے، اور یہ کام بعض ایسے خاص پروگراموں میں ہوتا تھا جو خصوصی طور پر منعقد کئے جاتے تھے، جہاں ہم سب اکٹھا ہوتے تھے، ان کے اندر ہم بم دھماکہ کرنے اور مجاہدین کا دفاع کرنے پر ابھارتے تھے، اس کے اندر ہم خطے کے حکمرانوں کے خلاف جھوٹے قصے نقل کرتے تھے، اور بالخصوص سعودی حکام کے خلاف، تاکہ لوگ موجودہ حکومت سے نفرت کرنے لگیں۔

اسلئے میں پوچھتا ہوں کہ کیا تم اب بھی توبہ نہیں کروگے اور اپنے دجل وفریب سے باز نہیں آؤگے؟!

خلیجی ممالک میں اخوانیوں پر ایک سروے نشر ہوا جسے سیف الاسلام عبداللہ الغریب نے تیار کیا تھا، اس سروے کے صفحہ نمبر ۲ پر لکھتا ہے:

"(۳): سیاست کا حریص ہونا، حکام پر حملہ کرنا اور عوام کو ان کے خلاف بھڑکانا، جبکہ ان کی مجلسوں

میں اللہ کا ذکر بہت کم ہوتا ہے، زیادہ تر یہ حکومتوں کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں، ان کے عیوب شمار کرتے ہیں، سیاسی خبروں پر نظر رکھتے ہیں، حکام اور علماء پر دباؤ ڈالنے کیلئے بڑے بڑے واقعات کا استحصال کرتے ہیں، ان کے خلاف عوام کو بھڑکانے کیلئے راہ ہموار کرتے ہیں، یہ کہہ کر یہ امت کے مسائل کا اہتمام نہیں کرتے ہیں۔

(۴): علماء پر طعن وتشنیع کیا جاتا ہے اور ان کا نام حقارت سے لیا جاتا ہے، جیسے انہیں حیض ونفاس کا مولوی اور درباری ملا کہا جاتا ہے، ان پر چاپلوسی کا الزام لگایا جاتا ہے۔ان کے یہاں چند مرغوب عناوین کچھ اس طرح ہوتے ہیں:

(٦) کے تحت ''صدارت کرنے کی چاہت''، (۷) کے تحت: ''کثرت سے استدلال کرنا''، (۸) کے تحت: ''پیروکاروں کی عقل بندی کرنا''، (۹) کے تحت: ''مراجع کا اہتمام نہ کرنا''، (۱۱) کے تحت: ''عمل اور تنظیم میں پراسراریت کو باقی رکھنا''، (۱۳) کے تحت: ''ہمیں فکری یلغار اور تنصیر کا خوف دلایا تو ہم نے اخوان ان کے ذریعے اخوان پر حملہ کیا''، (۲۰) کے تحت لکھا ہے: ''دعوتی اسفار وزیارات، خیمے، گرمائی مراکز، مکتبات، حقیقی قصے، ڈرامے اور گیتوں کا خاص اہتمام، یہی ان کے یہاں دعوت کے وسائل ہیں، پھر کتاب وسنت کہاں گئے، اور علم وعلماء کا تذکرہ کہاں گیا؟!!''، اور (۲۲) کے تحت لکھا: ''یہ بھولے نوجوانوں سے خوب جھوٹ بولتے ہیں، کہتے ہیں کہ جو جماعت کے عقائدی اور منہجی غلطیوں کو واضح کرے اس کا انجام بہت برا ہوتا ہے، وہ مرتد ہوجاتا ہے، تارک نماز ہوجاتا ہے، لوطی ہوجاتا ہے''۔

بہرصورت یہ سروے جسے سیف الاسلام عبداللہ الغریب نے تیار کیا ہے اس کے اندر ۷۰/ عناصر بیان کئے ہیں، آخری عنصر میں کہتا ہے:

اخوانی اپنے اصل مقصد (مزعومہ اخوانی حکومت) کیلئے بہت ہی منظم انداز میں آہستہ آہستہ کام کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ وہ ہو کر رہے گا، اور تم ان امور کا انکار کرتے ہو، اور کہتے ہو کہ سلفی جھوٹ کہتے

ہیں، اللہ کی قسم! سلفیوں نے تم پر جھوٹ کچھ بھی نہیں کہا ہے، تم ظالم اور ہٹ دھرم ہو۔

تیسرے یہ کہ (اوابد) گھٹیا اور برے عمل کو کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اے ظالم! تم نے ایسے الفاظ کو سلفیوں کیلئے کیسے سوچ لیا؟! تم بہت بڑے مجرم ہو، ظالم ہو، کیا سلفی منہج کے اندر ایسے الفاظ کی گنجائش ہے؟ نہیں، ہر گز نہیں۔

یہاں ہم یہ سوال کر سکتے ہیں کہ سلف کون ہیں؟

سلف سے مراد صحابہ کرام، تابعین عظام، تبع تابعین، اور وہ لوگ جن کی تعریف سورہ حشر کی آیت نمبر ۸ میں اور اسکے بعد کی گئی ہے، چنانچہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ[8] وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ} ترجمہ: (فیء کا مال) ان مہاجر مسکینوں کے لیے ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکال دیئے گئے ہیں وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضامندی کے طلب گار ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہی راست باز لوگ ہیں[8] اور (ان کے لیے) جنہوں نے اس گھر میں (یعنی مدینہ) اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی ہے اور اپنی طرف ہجرت کر کے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہیں رکھتے بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو (بات یہ ہے) کہ جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیا وہی کامیاب (اور بامراد) ہے[9]۔

مزید اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ

لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ} ترجمہ: اور (ان کے لیے) جنھوں نے ان سے پہلے اس گھر میں اور ایمان میں جگہ بنالی ہے، وہ ان سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کی طرف آئیں اور وہ اپنے سینوں میں اس چیز کی کوئی خواہش نہیں پاتے جو ان (مہاجرین) کو دی جائے اور اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں، خواہ انھیں سخت حاجت ہو اور جو کوئی اپنے نفس کی حرص سے بچالیا گیا تو وہی لوگ ہیں جو کامیاب ہیں۔

اور سورہ فتح کے آخر میں ان کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا} ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحمدل ہیں، تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی مثال تورات میں ہے اور ان کی مثال انجیل میں ہے، مثل اسی کھیتی کے جس نے اپنا انکھوا نکالا پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹا ہو گیا پھر اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہو گیا اور کسانوں کو خوش کرنے لگا تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے، ان ایمان والوں اور نیک اعمال والوں سے اللہ نے بخشش کا اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔

اس انکھوا اور کونپل سے مراد صحابہ کی اولاد ہے جسے ہم خلف صالح کہہ سکتے ہیں، اس میں ان کے موالی اور تابعین بھی آجائیں گے۔

اسی طرح اللہ سورہ جمعہ کے آغاز میں ان کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا:

{هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ [2] وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ} ترجمہ: وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول انھی میں سے بھیجا، جو ان کے سامنے اس کی آیات پڑھتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے، حالانکہ بلاشبہ وہ اس سے پہلے یقینا کھلی گمراہی میں تھے۔ [2] اور ان میں سے کچھ اور لوگوں میں بھی (آپ کو بھیجا) جو ابھی تک ان سے نہیں ملے اور وہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔

اللہ کے قول: (اور ان میں سے کچھ اور لوگوں میں بھی (آپ کو بھیجا) جو ابھی تک ان سے نہیں ملے) سے مراد تابعین اور تبع تابعین ہیں نیز قیامت تک آنے والے وہ سارے لوگ ہیں جو حق وہدایت پر ان کے نقش قدم پر چلتے رہیں گے۔

اسی طرح سورہ توبہ کے اندر ان کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا:

{وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ} ترجمہ: اور مہاجرین اور انصار میں سے سبقت کرنے والے سب سے پہلے لوگ اور وہ لوگ جو نیکی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے، اللہ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے اور اس نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ہمیشہ۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ان کی تعریف کی ہے جیسا کہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ:" خَيْرُكُمْ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ. قَالَ عِمْرَانُ: لَا أَدْرِي، أَذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ قَرْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً. قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" إِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا يَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ، وَيَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ، وَيَنْذِرُونَ وَلَا يَفُونَ، وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ".

ترجمہ: سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سب سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ (صحابہ) ہیں۔ پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے (تابعین) پھر وہ لوگ جو اس کے بھی بعد آئیں گے۔ (تبع تابعین) عمران نے بیان کیا کہ میں نہیں جانتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو زمانوں کا (اپنے بعد) ذکر فرمایا یا تین کا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو چور ہوں گے، جن میں دیانت کا نام نہ ہوگا۔ ان سے گواہی دینے کے لیے نہیں کہا جائے گا۔ لیکن وہ گواہیاں دیتے پھریں گے۔ نذریں مانیں گے لیکن پوری نہیں کریں گے۔ مٹاپا ان میں عام ہوگا۔“

پھر یہ مجرم آکر کہتا ہے کہ سلفی منہج کے اندر (اوابد) پائے جاتے ہیں، حالانکہ ایسا کہنے والے کو قید میں ڈال دینا چاہئے اور اسے تعزیری سزا دینی چاہئے، اور ہم کہتے ہیں: مذکورہ آیات اور حدیث اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ قرون اولی مفضلہ کے لوگ بہت بہتر تھے، پھر بھی انہیں عصمت حاصل نہیں ہے، کیونکہ اس وقت بھی لوگوں سے غلطیاں ہوتی تھیں، مگر انکے یہاں کتاب وسنت کی تعظیم پائی جاتی تھی، جو کتاب وسنت سے آتا اسے لے لیتے اور اسکے علاوہ ترک کر دیتے، ان کے یہاں معاصی تھے مگر شرک نہیں تھا، ان کی عبادتیں شرک سے پاک تھیں، وہ استقامت پر تھے، اسی لئے افضل تھے۔

اب اگر ان کی طرف کوئی اوابد کا الزام لگائے انکا مقام گرائے تو گویا ان پر کمی کا الزام ہے، اسی لئے بعد میں آنے والوں کا وہ مقام نہیں رہا کیونکہ ان کے یہاں معاصی کے علاوہ شرک و بدعت کا بھی بھرمار

ہوگیا، اسی زمانے کے بارے میں حدیث کے آخر میں آیا ہے:

''تمہارے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو چور ہوں گے، جن میں دیانت کا نام نہ ہوگا۔ ان سے گواہی دینے کے لیے نہیں کہا جائے گا لیکن وہ گواہیاں دیتے پھریں گے۔ نذریں مانیں گے لیکن پوری نہیں کریں گے۔ مٹاپا ان میں عام ہوگا۔''

یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ ہم کسی کی تکفیر اس وقت تک نہیں کر سکتے جب تک اسکے لئے اس کے اندر کوئی واضح سبب نہ دیکھ لیں جیسے شرک اکبر جو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے، یا وہ کسی فرض کا انکار کر دے، یا وہ اللہ، رسول یا دین کو گالی دے، یا مصادر شریعت میں سے کسی کا مذاق اڑائے، اگر وہ ایسا کچھ کرتا ہے تو پھر اسکی تکفیر کی جائے گی لیکن اگر کوئی مجرد معاصی کے ارتکاب پر کسی کی تکفیر کرتا ہے تو اسے تکفیری خارجی کہا جائے گا، اسے سزا دی جائے گی، قید کیا جائے گا تاکہ وہ توبہ کرلے۔

ان سب کے باوجود اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی امت میں سے کچھ لوگوں کیلئے یہ گواہی دی ہے کہ کچھ لوگ قیامت تک حق پر قائم رہیں گے:

عَنْ عُمَيْرِ بْنِ هَانِئٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ عَلَى الْمِنْبَرِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: " لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي قَائِمَةً بِأَمْرِ اللَّهِ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ أَوْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ عَلَى النَّاسِ ".

ترجمہ: عمیر بن ہانی سے روایت ہے، میں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا منبر پر، وہ کہتے تھے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ''ہمیشہ ایک گروہ میری امت کا اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم رہے گا جو کوئی ان کو بگاڑنا چاہے وہ کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آن پہنچے اور وہ غالب رہیں گے لوگوں پر۔''

اسی طرح سنن ترمذی کے اندر یہ حدیث وارد ہوئی ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ، حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ، وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً، قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي".

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری امت کے ساتھ ہو بہو وہی صورت حال پیش آئے گی جو بنی اسرائیل کے ساتھ پیش آ چکی ہے، (یعنی مماثلت میں دونوں برابر ہوں گے) یہاں تک کہ ان میں سے کسی نے اگر اپنی ماں کے ساتھ اعلانیہ زنا کیا ہوگا تو میری امت میں بھی ایسا شخص ہوگا جو اس فعل شنیع کا مرتکب ہوگا. بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، اور ایک فرقہ کو چھوڑ کر باقی سبھی جہنم میں جائیں گے، صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ کون سی جماعت ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ”یہ وہ لوگ ہوں گے جو میرے اور میرے صحابہ کے نقش قدم پر ہوں گے“۔

ایک روایت میں (الجماعۃ) کا لفظ ہے، البتہ کوئی یہ سوال کرسکتا ہے کہ اللہ کا وعدہ برحق ہے، پھر ہم آخر ایسا کیوں دیکھ رہے ہیں کہ تقریباً پوری دنیا پر بظاہر اہل باطل کا غلبہ ہے، آخر اس حدیث کی کیا توضیح کی جائے گی؟

جواب: یہاں غالب ہونے سے مراد حجت اور بیان میں غالب ہونا ہے نہ کہ سیف وسنان کے ذریعے، اور یہ حقیقت ہے کہ اہل حق ہمیشہ حجت اور دلائل کے ذریعے غالب رہتے ہیں۔

اسکے بعد اس ظالم نے کہا:

”اور یہ کچھ مشکل اور دشوار نہیں ہے، ہر کوئی کتب سلف، انکے آثار و اقوال اور انکے اجتہادات کے

بحر بے کراں میں جا کر اپنے مقصد اور خواہش کے مطابق چیزوں کو ڈھونڈھ سکتا ہے"۔

میں کہتا ہوں:

یہ بھی باطل کلام ہے؛ کیونکہ شرعی احکام بندوں پر اللہ کی طرف سے فرض کئے گئے ہیں، بندوں کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ جو پسند کریں انہیں لے لیں اور جو پسند نہ ہوں انہیں چھوڑ دیں، ارشاد باری تعالی ہے: {وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا} ترجمہ: اور (دیکھو) کسی مومن مرد وعورت کو اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔

یہ واضح دلیل ہے کہ شرعی احکام اللہ کی طرف سے بندوں پر فرض کئے گئے ہیں، جو ان کی پابندی کرے گا وہ نجات پائے گا اور جو نہیں کرے گا یا یہ گمان کرے گا کہ اسے اختیار ہے جو چاہے لے اور جو چاہے ترک کر دے تو وہ ہلاک ہو جائے گا اور خود کو دردناک عذاب سے دوچار کرے گا۔

پھر اس نے آگے کہا:

"میں تمہید کو زیادہ طول نہ دیتے ہوئے چھپائے ہوئے بھس اور گرد وغبار میں سے کچھ نقل کرنا چاہتا ہوں تاکہ بات مزید واضح ہو کر سامنے آئے"۔

میں کہتا ہوں:

یہ دنیا فانی ہے، وہی باقی رہے گی جسے اللہ چاہے گا، کیا تم اس دنیا سے عبرت نہیں پکڑتے ہو، کیا تمہیں اپنے رب کی اطاعت کا حرص نہیں ہے تاکہ تم اپنے رب کی رضا حاصل کرلو۔

اسکے بعد یہ ظالم کہتا ہے:

"احمد نجمی تقریظ کے آغاز میں کہتے ہیں: "الانتقادات العلمیۃ لمنہج الخرجات والطلعات والمکتبات

والمخيمات والمراكز الصيفية'' نامی کتاب سے مطلع ہوا جسے شیخ احمد بن عمر بازمول اور شیخ احمد بن یحی الزہرانی دونوں نے تالیف کی ہے۔ میں کہتا ہوں: احمد زہرانی خالص مرجئہ میں سے ہیں، دائمہ کمیٹی برائے افتاء نے ان کی بدعقیدگیوں سے آگاہ کیا ہے''۔

میں کہتا ہوں:

یہ بھی غلط بیانی ہے، شیخ احمد زہرانی سلفی اہل سنت ہیں، اگر کمیٹی نے اس نام سے آگاہ کیا ہے کسی کو تو یہ نام کی موافقت ہے، زہران قبیلہ بہت بڑا ہے، اور میں نے نام کی تحقیق کی ہے، ان کا نام احمد بن یحی زہرانی ہے، یہ کہتے ہیں کہ کمیٹی نے جس شخص سے آگاہ کیا ہے اس کا نام احمد بن صالح زہرانی ہے، کیونکہ ا س کے اندر ارجاء کا عقیدہ پایا جاتا ہے اور وہ اسکا داعی بھی ہے۔

پھر اسکے بعد اس ظالم نے کہا:

''آگے احمد نجمی کہتے ہیں: ''اپنے فن میں بہت ہی جامع اور عمدہ ہے اللہ نے جس کے لئے انہیں توفیق سے نوازا، دونوں مشائخ نے اپنے تجربات کی روشنی میں اس طرح کے مخیمات، گرمائی مراکز، شب بیداری کی محفلوں اور دعوت کے نام پر سیاحتی اسفار میں جانے والوں اور ان کے منتظمین کے برے عزائم کا پردہ فاش کیا ہے، گرچہ یہ لوگ بڑے ہی خاموشی اور خفیہ طور پر کام کرتے ہیں، مگر اللہ تعالی ان کے برے عزائم کو ان لوگوں کے ذریعے ظاہر کر دیتا ہے جو ان کے ساتھ شریک ہوتے ہیں پھر ان کے غلط رویوں، ملک دشمنی اور دین مخالف عزائم کی وجہ سے ان کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں، اسی طرح یہ لوگ کچھ لوگوں سے مناقشہ کے دوران اور سوالات وجوابات کی شکل میں بہت سارے راز خود کھول دیتے ہیں''۔

پھر آگے یہ ظالم کہتا ہے کہ ''میں کہتا ہوں: اللہ کی قسم! یہ توفیق سے دور ہیں، ایسے لوگوں کو توفیق کہاں سے مل سکتی ہے جو دلیلوں کو اپنی خواہشات اور اپنے مسلک ومشرب کے اعتبار سے لے لیتے ہیں اور باقی کو حذف کر دیتے ہیں، نفس پرستوں کا یہی حال ہوتا ہے، یہ انہیں دلیلوں کو لیتے ہیں جو ان کے موافق ہوتی

ہیں اور انہیں چھوڑ دیتے ہیں جو انکے خلاف ہوتی ہیں، میں نے کتنی آرزو کی کہ یہ لوگ ان سلفی علماء کے دلائل کو بھی ذکر کریں جو ان کے خلاف ہیں خواہ وہ شبہات کے رد ہی کے ضمن میں ہوں نہ کہ انہیں بدنام کرنے کے ضمن میں، مگر ایسا کچھ نہیں ہوا"۔

میں کہتا ہوں:

تم نے جو اللہ پر قسم کھا کر کہا ہے کہ توفیق والے نہیں ہیں تو یہ بہت ہی صریح جھوٹ ہے، تم قسم کھا کر ایسی چیز کا انکار کر رہے ہو جو تمام لوگوں کو معلوم ہے اور یہ خبر مشہور ہے۔

دوسرے یہ کہ شب بیداریاں، ترفیہی اسفار، حج وعمرہ کے اسفار سب معروف ہیں ان کے ثبوت میں وہی اختلاف کرسکتا ہے جو بہت ہی احمق انسان ہو۔

تیسرے یہ کہ اس طرح بیہودگی سے وہی اختلاف کرتا ہے جو ان جرائم میں مبتلا ہوتا ہے، اور یہ چیزیں ان کے حق میں ثابت ہیں ان کا کوئی انکار نہیں کرسکتا۔

چوتھے یہ کہ کیا تم دلیلوں کو قبول کروگے؟ جواب نہیں میں آئے گا، اور اگر تم قبول بھی کروگے تو انہیں دلیلوں کو قبول کروگے جو تمہارے مرشدین کے اقوال سے متعارض نہ ہوں؛ کیونکہ تم لوگ اپنے مفکرین ومرشدین کے اقوال کو دلیلوں پر مقدم کرتے ہو۔

پانچویں یہ کہ تمہارا زہرانی اور بازمول پر یہ الزام لگانا کہ وہ انہیں دلیلوں کو ذکر کرتے ہیں جو انکی خواہشات اور انکی جماعت کے موافق ہوتی ہیں اور جو ایسا نہیں ہوتی ہیں انہیں حذف کر دیتے ہیں، تو یہ ایک صریح الزام ہے، اور یہ تمہارا باطل کلام ہے، اس میں کوئی سچائی نہیں ہے، اگر تم اپنی بات میں سچے ہوتے تو اس پر ضرور کوئی مثال دیتے۔

چھٹے یہ کہ تمہارا یہ کہنا کہ "اور یہی نفس پرستوں کا حال ہوتا ہے"، تو میں کہتا ہوں کہ کیا ہم لوگ نفس پرست ہیں؟ تمہاری مثال ویسے ہی ہے کہ تم اپنی بیماری دوسرے کے سر پر ڈال رہے ہو، ہم تو تمہیں فہم

سلف کے مطابق کتاب اللہ اور سنت رسول کی طرف بلا رہے ہیں، مگر تم انکار کر رہے ہو، تم دلیلوں کو رد کر رہے ہو، مگر ایک ہی قلم سے تم الٹا ہمیں کو نفس پرست ثابت کرنے لگے، اور خود کو اہل حق، اللہ کی قسم! یہ تو بڑا عجیب معاملہ ہے! آخر ہماری کتابیں، ہمارے فتاوے، ہمارے لیکچرز اور ہمارے خطبے وغیرہ کہاں چلے گئے جنہیں تم نے ایک ہی قلم میں حرف غلط کی طرح مٹا دیا، کیا یہی مناسب تھا؟!! نہیں، ہرگز نہیں، سنو جسے اللہ نے اپنی کتاب کے اندر ثابت کیا ہے: {أَفَرَأَيْتَ الَّذِي تَوَلَّى [33] وَأَعْطَى قَلِيلًا وَأَكْدَى [34] أَعِندَهُ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرَى [35] أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَى [36] وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّى [37] أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى [38] وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَى [39] وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَى [40] ثُمَّ يُجْزَاهُ الْجَزَاءَ الْأَوْفَى} ترجمہ: کیا آپ نے اسے دیکھا جس نے منہ موڑ لیا [33] اور بہت کم دیا اور ہاتھ روک لیا [34] کیا اسے علم غیب ہے کہ وہ (سب کچھ) دیکھ رہا ہے؟ [35] کیا اسے اس چیز کی خبر نہیں دی گئی جو موسیٰ (علیہ السلام) کے [36] اور وفادار ابراہیم (علیہ السلام) کے صحیفوں میں تھا [37] کہ کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا [38] اور یہ کہ ہر انسان کے لیے صرف وہی ہے جس کی کوشش خود اس نے کی [39] اور یہ کہ بیشک اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی [40] پھر اسے پورا پورا بدلہ دیا جائے گا [41]۔

مزید اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ [7] وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ} ترجمہ: پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا [7] اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔

تمہاری یہ منطق صرف جنگل قانون میں چلے گی جہاں طاقتور کمزور کو ستاتا ہے، مگر جہاں تک اللہ کی شریعت کا تعلق ہے تو یہاں پر اصول ہے کہ ہر شخص کو اسکے اسی عمل کا بدلہ ملتا ہے جو وہ کرتا ہے، یہاں ظلم

وزیادتی کو برداشت نہیں کیا جاتا، حدیث کے اندراسکی وضاحت کچھ اس طرح آئی ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ".

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہوں گے۔

ساتویں یہ کہ اگر میں نے اس کتاب پر تقریظ لکھ دیا تو اس سے تمہیں کیا پریشانی ہے، اگر میں نے انصاف سے کام لیا تو تم کو اس پر خوش ہونا چاہیئے کہ اس کتاب کے اندر باطل سے ڈرایا گیا ہے، مگر مسئلہ یہ ہیکہ جب بھی کوئی تمہارے منہج کو ایکسپوز کرتا ہے تو تم لوگ خوفزدہ ہو جاتے ہو کیونکہ تمہارے خفیہ ایجنڈے سامنے آجاتے ہیں، حکومت اور سماج کے خلاف تمہارے برے عزائم لوگوں کے سامنے کھل کر آجاتے ہیں، اور تم سن لو کہ اب تم لوگ بالکل ننگے ہو چکے ہو، اللہ نے تمہیں رسوا کر دیا، تمہارے تمام خبیث عزائم کو ایکسپوز کر دیا، تمہارے کتنے لیکچرز، کتابیں، کیسٹیں اور مقالات ہیں جو تمہارے برے عزائم کو عیاں کرتے ہیں، اسی طرح ان تفجیری تکفیری دہشت گردوں کے اعترافات جو یکے بعد دیگرے سامنے آرہے ہیں، ان سب کے باوجود اب بھی تمہارا دعوی وہی ہے کہ ہم چوں دیگرے نیست!

آگے یہ ظالم لکھتا ہے:

"میں کہتا ہوں: یہ بات قطعی طور پر غلط ہے، یہ محض افترا اور ظلم ہے، تہمت، بدگمانی اور بے لگام کلام ہے"۔

میں کہتا ہوں:

میں اپنی باتوں کی صحت پر بہت سی دلیلیں پیش کر دی ہیں، انہیں میں سے ایک توبہ کرنے والے کے اعترافات اور اسی طرح وہ سروے جسے سیف الاسلام عبداللہ الغریب نے تیار کیا ہے جو اس بات پر

دلالت کرتا ہے کہ فسادی اخوانیوں کا منہج غداری، مکر وفریب، خیانت اور دھوکہ دہی پر مبنی ہے، اور حقیقت یہی ہے کہ تردید چونکہ بہت زبردست اور قانع ہے مگر چونکہ اس فسادی منہج کے ماننے والوں کے یہاں ہٹ دھرمی پائی جاتی ہے، گرچہ بات بہت ہی واضح ہوا نہیں حق کا اعتراف نہیں کرنا ہے، پھر اسکے بعد میدان حشر ہی رہ جاتا ہے ، ارشاد باری ہے: {وَسَيَعۡلَمُ ٱلَّذِينَ ظَلَمُوٓاْ أَيَّ مُنقَلَبٖ يَنقَلِبُونَ} ترجمہ: اور عنقریب وہ لوگ جنھوں نے ظلم کیا، جان لیں گے کہ وہ لوٹنے کی کون سی جگہ لوٹ کر جائیں گے۔

اسکے بعد اس ظالم نے کہا:

''یہ جو گرمائی مراکز قائم ہوتے ہیں حکام کی طرف سے اجازت کے بعد قائم ہوتے ہیں، گرمی کی چھٹیوں میں وزارت المعارف کے دعوتی پروگراموں کا وہ حصہ ہوتے ہیں، اور ان کے لئے اور مکتبات کیلئے سالانہ حکومت خرچ کرتی ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ سب یہاں کے حکام اور علماء کے اقرار اور موافقت کے بعد ہی ہوتے ہیں''۔

میں کہتا ہوں:

اے ظالم! تمہارے کہنے سے پہلے یہ مجھے معلوم ہے، مگر میں نکیر اس بات پر کر رہا ہوں کہ حکومت کی پیسے پر تم یہ مراکز قائم کرتے ہو اور نئی نسل کو اسی حکومت کے خلاف بدظن بناتے ہو، حالانکہ حکومت کا مقصد یہ ہیکہ انہیں اللہ کے حقوق بتلائے جائیں، حکومت کے کیا حقوق ہیں انکی طرف رہنمائی کی جائے، کیونکہ یہ ملک پوری امت کی قیادت کر رہی ہے، مگر تم لوگ مسئلے کو الٹ کر پیش کرتے ہو، اللہ فرماتا ہے: {هَلۡ جَزَآءُ ٱلۡإِحۡسَٰنِ إِلَّا ٱلۡإِحۡسَٰنُ} ترجمہ: احسان کا بدلہ احسان کے سوا کیا ہے؟

مگر تم لوگوں نے احسان کے بدلے ناشکری دکھائی ہے، چنانچہ تم لوگ نونہالان ملت کو دین کے نام پر حکومت کے خلاف پرورش کرتے ہو، انہیں جھوٹے قصے اور کہانیاں سناتے ہو اور انہیں دین کے

نام پر پھیلاتے ہو، اور اسی کو تم جہاد سمجھتے ہو، تم اسکے ذریعے نوجوانوں کے دلوں میں بغض وحسد پیدا کرتے ہو، اور یہ یقینی بات ہے کہ اگر یہ حکومت کے خلاف بغاوت کریں اور تم بھی اس میں برابر کے شریک رہو گے، ہم انہیں سنگینیوں اور خطرات پر نکیر کرتے ہیں اور تمہیں ایکسپوز کرتے ہیں، انہیں اختصار سے ذیل میں ذکر کر رہے ہیں:

پہلی چیز: اپنے محسن کے ساتھ احسان فراموشی کرنا، اور یہ ایسی بد اخلاقی ہے جس سے ہر دین ڈراتا ہے، عقل سلیم اور عرف صحیح سب اسے غلط سمجھتے ہیں۔

دوسری چیز: تم ایسا کر کے اللہ کے غضب کو للکارتے ہو، کیونکہ اللہ نے یہ اصول بتائے ہیں جس پر مسلمان چلتے ہیں کہ جو احسان کرے اس کا شکر گزار ہونا چاہئے۔

تیسری چیز: ایسا کر کے تم نے اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کی ہے کہ تم نے خوارج کا مذہب اختیار کیا ہے کہ جن کی مذمت رسول اللہ ﷺ کی زبانی بہت ساری حدیثوں میں آئی ہے، چنانچہ کہیں آپ ﷺ نے واضح کیا ہے کہ دین سے ویسے ہی نکل جاتے ہیں جیسے شکار سے تیر نکل جاتی ہے۔ اور کہیں انہیں دوزخی کتا کہا ہے، اور انہیں قتل کرنے والوں کیلئے جنت کی خوشخبری سنائی ہے، اور فرمایا ہے کہ اگر میں انہیں پا جاؤں گا تو قوم عاد کی طرح مار کر تباہ کر دوں گا۔

چوتھی چیز: اس کی وجہ سے خطے میں بہت ساری بغاوتیں، دہشت گردی اور بدامنی پھیلی ہے۔

پانچویں چیز: اس کی وجہ سے خوف وہراس پھیلا ہے، کثرت سے قتل ہوئے ہیں؛ اسی لئے نبی اکرم ﷺ نے سمع وطاعت کا حکم دیا ہے، اور حکام کے خلاف خروج وبغاوت کو حرام کیا ہے گرچہ حاکم ظالم ہو، جب تک وہ نماز قائم کرتا ہے اس وقت تک اس کے خلاف خروج نہیں کر سکتے، اور دور حاضر میں جو کچھ ہوا ہے؛ بم دھماکے، قتل وخونریزی، دہشت گردی، اسلام کی بدنامی، جان ومال کی تباہی یہ سب اس فکر کی مذمت کیلئے کافی ہے اور یہ کہ یہ بے سود فکری منہج ہے، اور یہ سب حقیقت میں بری تربیت کا نتیجہ ہے،

جو ایسے بدخواہوں کی سرپرستی میں انجام پایاہے جوحکومت سے بغض رکھتے ہیں، اوروہ چاہتے ہیں کہ حکومت ختم ہوجائے، دوسرے ممالک کی طرح یہاں بھی جمہوری حکومت آجائے، جبکہ یہ لوگ حکومت سے بے دریغ پیسہ لیتے ہیں، اوراسی پیسے کوحکومت کے خلاف استعمال کرتے ہیں، ہم اسی بری سوچ کے مخالف ہیں، اوراسی باطل فکرکی تردید کرتے ہیں۔

پھر آگے اس ظالم نے کہا:

”مگر جہاں تک شیخ احمد نجمی کا یہ دعوی کہ ان مراکز کوتشدد اورفساد پرمبنی سرگرمیوں کیلئے استعمال کیاجاتاہے، تواس سے ان کے قانونی جواز اوران کے عظیم فوائدکوختم نہیں کیاجاسکتا“۔

میں کہتاہوں:

الحمدللہ، تم نے اعتراف توکیا کہ ان مراکزکوفساد اورتشدد پرمبنی سرگرمیوں کیلئے استعمال کیاجاتاہے، اسکے بعد تناقض اپناتے ہوئے کہتے ہوکہ پھربھی ”اس سے ان کے قانونی جواز اوران کے عظیم فوائدکوختم نہیں کیاجاسکتا“۔

کیاتمہیں اللہ کاخوف نہیں ہے؟ جب یہ تسلیم کرلیاکہ انہیں فساد کیلئے استعمال کیاجاتاہےتو پھرکیسے ان کاقانونی جوازختم نہیں ہوگا؟! گویاتم فسادکوبھی تسلیم کرتے ہو، اسکاحکم بھی دیتے ہواورساتھ ہی اسے مفیدبھی ثابت کرتے ہو۔

اورمیں کہتاہوں کہ جوفساد پرمبنی ہوتاہے اس میں کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا، وہ قانونی طور پر باطل ہوتاہے، اورجو یہ کہے کہ اسکا قانونی جواز باطل نہیں ہوگا وہ شرعی نصوص، عقل سلیم اورعرف صحیح کا مخالف ہے، اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: ﴿وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ﴾ ترجمہ: اورزمین میں اس کی اصلاح کے بعدفساد مت پھیلاؤ اوراسے خوف اورطمع سے پکارو، بےشک اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں کے قریب ہے۔

مزید اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللَّهَ عَلَى مَا فِي قَلْبِهِ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ [204] وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ} ترجمہ: اور لوگوں میں سے بعض وہ ہے جس کی بات دنیا کی زندگی کے بارے میں تجھے اچھی لگتی ہے اور وہ اللہ کو اس پر گواہ بناتا ہے جو اس کے دل میں ہے، حالانکہ وہ جھگڑے میں سخت جھگڑالو ہے۔ [204] اور جب واپس جاتا ہے تو زمین میں دوڑ دھوپ کرتا ہے، تاکہ اس میں فساد پھیلائے اور کھیتی اور نسل کو برباد کرے، اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔

ان قرآنی آیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ فساد اور تشدد حرام ہے، اور اللہ تعالی اسے پسند نہیں کرتا ہے، جبکہ یہ مجرم کہتا ہے کہ یہ فساد ان سرگرمیوں کے قانونی جواز کو ختم نہیں کرسکتا، جن کے ذریعے یہ حکومت کا استغلال کرتے ہیں، اور انہیں حکومت اور قوم کے خلاف استعمال کرتے ہیں، بلکہ مزید کہتا ہے کہ اسکے بڑے فوائد ہیں، کیا یہ ایسی نامعقول باتیں ہوش وحواس میں کہتا ہے؟!

اسکے بعد یہ ظالم کہتا ہے:

"اگر شیخ کی مراد کچھ فسادی ذہن کے لوگ ہیں تو آخر آپ اس پر عام حکم کیوں لگا رہے ہیں اور تمام داعیوں اور مصلحین پر شکوک کا اظہار اور انہیں بدنام کیوں کر رہے ہیں، یہ ناصح اہل علم کا طریقہ نہیں ہے، اور نہ ہی علمائے ربانیین کا اسلوب دعوت ہے، بلکہ یہ تو ترکی الحمد اور منصور النقید ان اور ان جیسے لوگوں کا طرز اسلوب ہے، تاکہ ان دعوتی سرگرمیوں پر قدغن لگا کر اور ان کے روشن کارناموں پر تشدد اور دہشت گردی کا لیبل چڑھا کر اور انکے خلاف پروپیگنڈا کر کے انکی دعوتی روشن نشانیوں کو مٹا دیا جائے"۔

میں کہتا ہوں:

کیا ہم نے جو باتیں کہی ہیں ان کی بنیاد گمان اور اٹکل پچو باتوں پر ہے یا یہ وہ حقیقت ہے جس کا

اعتراف تم نے ابھی ایک ہی سطر قبل کیا ہے؟ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ مفسدین تم ہی لوگ ہو، اور تم وہی لوگ ہو؛ کیونکہ وہ تم میں سے ہیں اور تم ان میں سے ہو، یہی وجہ ہے کہ تم انکی طرف سے اس قدر جانفشانی سے دفاع کر رہے ہو اور اس کیلئے ہر جھوٹ اور مکر کا سہارا لے رہے ہو۔

اور جہاں تک ترکی الحمد اور منصور النقید ان کا تعلق ہے تو مجھے نہیں معلوم کہ یہ کون ہیں، اور ان کا کیا کام ہے، اور کیا طریقہ اور منہج ہے، مجھے صرف وہ شرعی طریقہ اور منہج معلوم ہے جسے مجھے میرے رب نے سکھلایا ہے اپنے اس قول کے اندر: {كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ} ترجمہ: تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو، اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو، اگر اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کے لئے بہتر تھا، ان میں ایمان والے بھی ہیں لیکن اکثر تو فاسق ہیں۔

ہم نے دیکھا ہے کہ ان مراکز اور خیموں میں نوجوان طلبہ کو فساد و افساد پر تربیت کی جاتی ہے، انہیں خروج و بغاوت پر ابھارا جاتا ہے، ان کی عقلوں کو فاسد کیا جاتا ہے، انکا برین واش کیا جاتا ہے، دھوکے سے قتل کرنے اور خودکش حملہ کرنے کے طریقے سکھائے جاتے ہیں، انہیں فکری انحرافات اور تکفیری سوچ پر ہم نکیر کرتے ہیں اور انہیں ایکسپوز کرتے ہیں، بھلائی کا حکم دیتے ہیں، یعنی ایسے مراکز میں نہ جانے کی ہدایت کرتے ہیں، اور انہیں منکر سے روکتے ہیں، اگر ہمارا مقصد اصلاح اور بھلائی ہے تو اللہ اسے بہتر جانتا ہے اور اللہ اس پر ہمیں اسکا اجر دے گا، اور اگر ہمارے ارادوں میں بدنیتی ہے تو اسے بھی اللہ بہتر جانتا ہے اور اللہ تعالی ہر بندے کو اسکے عمل کا بدلہ ضرور دے گا، جیسا کہ ارشاد باری ہے: {قُلْ إِنْ تُخْفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يَعْلَمْهُ اللَّهُ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ} ترجمہ: کہہ دیجئے! کہ خواہ تم اپنے سینوں کی باتیں چھپاؤ خواہ ظاہر کرو اللہ تعالیٰ

(بہر حال) جانتا ہے، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسے معلوم ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

اسکے بعد اس ظالم نے کہا:

''احمد نجمی کہتے ہیں: خلاصہ یہ کہ حکام اور سلفی علماء کو انکی گالیاں اور دشمنیاں جنہیں یہ چھپا کر رکھتے ہیں، انہی کے بعض افراد کے ذریعے یا پھر دوسروں کے ذریعے اللہ تعالی ظاہر کر دیتا ہے، اس طرح عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی وہ بات پوری ہو جاتی ہے کہ اگر کچھ لوگوں کو دیکھو کہ وہ دین کے نام پر چھپ کر کام کرتے ہیں تو جان لو کہ وہ گمراہی پر قائم ہیں۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ ان حزبی تحریکیوں کے پاس بدعات وگمراہیاں بھری پڑی ہیں، بار بار یاد دلانے اور نصیحت کرنے پر بھی وہ ان گمراہیوں پر اصرار کرتے ہیں''۔

میں کہتا ہوں:

جی ہاں، تقریظ کے ضمن میں ایسی باتیں میں نے کہی ہیں؛ تو کیا یہ میری باتیں غلط ہیں یا میں نے کسی غلطی کا ارتکاب کیا ہے؟ بالکل نہیں، اب آگے سنیں یہ ظالم کیا کہتا ہے۔

اس نے آگے کہا:

''میں کہتا ہوں: اس طرح عام حکم لگانا بالکل جائز نہیں ہے، اور ان کا یہ کہنا کہ اس طرح کی چیزیں ان لوگوں کی طرف سے ہوتی رہتی ہیں، تو ایسی چیزیں ان لوگوں سے بھی ہوتی ہیں جو ان تحریکات سے منسوب نہیں ہیں''۔

میں کہتا ہوں:

الحمدللہ تم نے دوبارہ اس حقیقت کا اعتراف کیا کہ حزبی اخوانیوں سے ایسا ہوتا ہے کہ وہ حکام پر سب وشتم کرتے ہیں اور علماء سے بغض رکھتے ہیں۔

اور جہاں تک یہ کہنا کہ ''ایسی چیزیں ان لوگوں سے بھی ہوتی ہیں جو ان تحریکات سے منسوب

نہیں ہیں"۔

تو میں اس تعلق سے کہوں گا کہ یہ باطل کلام ہے، حقیقت یہ ہیکہ حکام کو اور سلفی علماء پر سب وشتم صرف اخوانی فکر کے لوگ کرتے ہیں اور انکے علاوہ وہ لوگ بھی کرتے ہیں جو اس فکر سے متاثر ہیں، ان کے علاوہ دیگر مسلمان اس ملک کے حکام کے شکر گزار ہیں اور انکے بارے میں خیر کے کلمات کہتے ہیں۔

اور آگے اس نے کہا:

"ایسی صورت میں انہیں نصیحت کرنا اور انکی غلطیوں کو واضح کرنا واجب ہے"۔

تو میں کہوں گا کہ تم لوگ ہمیں اسی لئے گالی دیتے ہو کہ ہم تمہیں نصیحت کرتے ہیں اور کتاب وسنت کی راہ پر آنے کی بات کرتے ہیں، ہمارا تمہارا فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

پھر اسکے بعد تحریر نگار نے کہا:

"اور سب نہیں تو اکثر مراکز اور مکتبات حکام اور علماء کی معروف میں سمع وطاعت کرنے پر یقین رکھتے ہیں"۔

میں کہتا ہوں:

جی ہاں، بظاہر چاپلوسی کرتے ہیں، مگر اکثریت کے یہاں منافقت پائی جاتی ہے، مگر سلفی علماء ظاہر اور باطن ہر حال میں سمع وطاعت کرتے ہیں، ان کا پہلو صاف ہوتا ہے انہیں نہ چاپلوسی کی ضرورت ہے اور نہ ہی نفاق کی۔

اسکے بعد اس ظالم نے کہا:

"اور یہ جان لیں کہ عمر بن عبدالعزیز کے اثر کو پیش کرکے یہ آثار کے ساتھ کھلواڑ کر رہے ہیں، کیونکہ مجرد سرگوشی کرنا اور باتوں کو راز میں رکھنا شرعاً کوئی عیب کی بات نہیں ہے، اسلئے اس اثر کی حقیقت کو سمجھنا ضروری ہے، بعض سلف نے تو ایسے باب قائم کئے ہیں جس کا علم کچھ لوگوں کیلئے خاص ہے، تو کیا یہ سلف بھی

گمراہی کے گڑھے کے کنارے پہونچ گئے، سبحانک ھذا بھتان عظیم"۔

میں کہتا ہوں:

اے جاہل! اس اثر کی تائید قرآنی آیات کرتی ہیں، جیسا کہ اللہ نے فرمایا: (أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نُهُوا عَنِ النَّجْوَى ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَيَتَنَاجَوْنَ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَإِذَا جَاءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللَّهُ وَيَقُولُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللَّهُ بِمَا نَقُولُ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمَصِيرُ [8] يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ) ترجمہ: کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا؟ جنہیں کانا پھوسی سے روک دیا گیا تھا وہ پھر بھی اس روکے ہوئے کام کو دوبارہ کرتے ہیں اور آپس میں گناہ کی اور ظلم وزیادتی کی اور نافرمانیٔ پیغمبر کی سرگوشیاں کرتے ہیں، اور جب تیرے پاس آتے ہیں تو تجھے ان لفظوں میں سلام کرتے ہیں جن لفظوں میں اللہ تعالیٰ نے نہیں کہا اور اپنے دل میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر جو ہم کہتے ہیں سزا کیوں نہیں دیتا، ان کے لیے جہنم کافی (سزا) ہے جس میں یہ جائیں گے، سو وہ برا ٹھکانا ہے [8]۔ اے ایمان والو! تم جب سرگوشی کرو تو یہ سرگوشیاں گناہ اور ظلم (زیادتی) اور نافرمانیٔ پیغمبر کی نہ ہوں، بلکہ نیکی اور پرہیزگاری کی باتوں پر سرگوشی کرو اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تم سب جمع کیے جاؤ گے۔

اب آخر کون سا گناہ اور ظلم اس سرگوشی اور خفیہ باتوں سے بڑا ہوسکتا ہے جہاں پر ان حکام اور علمائے سنت کے خلاف سازشیں کی جاتی ہوں جن کی اطاعت کا حکم خود اللہ نے دی ہو ان امور میں جن میں اسکی معصیت نہ ہوتی ہو، چنانچہ ارشاد باری ہے: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ

وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا) ترجمہ: اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور فرمانبرداری کرو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اور تم میں سے اختیار والوں کی۔ پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ، اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول کی طرف، اگر تمہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔ یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے۔

تم کیا سمجھتے ہو کہ میں اثر کے ساتھ کھلواڑ کر رہا ہوں یا تم، کاش تم اپنے اوپر رحم کرتے تاکہ تمہیں نقصان نہ اٹھانا پڑے۔

اور جہاں تک تمہارا یہ کہنا کہ: ''اسی طرح انکی دلیل مجرد ایک اثر ہے، جو نہ تو کسی فتوی کو ثابت کرتا ہے اور نہ ہی کسی حکم کو باطل کرتا ہے''۔

تو میں کہوں گا کہ میں نے یہ وضاحت کر دی ہے کہ اس اثر کی تائید قرآنی آیت کر رہی ہے، یعنی اللہ تعالی کا یہ قول: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ) ترجمہ: اے ایمان والو! تم جب سرگوشی کرو تو یہ سرگوشیاں گناہ اور ظلم (زیادتی) اور نافرمانی پیغمبر کی نہ ہوں، بلکہ نیکی اور پرہیزگاری کی باتوں پر سرگوشی کرو اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تم سب جمع کیے جاؤ گے۔

اور اس ظالم نے آگے کہا:

''اصل میں سلف کے آثار کو مسلک پرستی کیلئے استعمال کرنے میں شیخ ماہر ہیں''۔

میں کہوں گا کہ ہر باحث یہی کوشش کرتا ہے کہ وہ اپنے قول کیلئے حجت اور دلیل پیش کرے، اگر وہ ایسا نہیں کرسکتا ہے تو اسے کم فہم مانا جائے گا۔

اور جہاں تک یہ کہنا کہ میں سلف کے آثار کو مسلک پرستی کیلئے استعمال کرتا ہوں، تو مجھے نہیں معلوم کہ اس عبارت سے یہ ظالم کیا مطلب لے رہا ہے؟ اسے میں صریح بہتان سمجھتا ہوں، یہ صریح ظلم ہے، ہم تو نصوص کتاب وسنت کے خادم ہیں نہ کہ نصوص ہمارا خادم ہے، اس عبارت کے اندر دراصل شرعی نصوص کے ساتھ بے ادبی ہے۔

اور دوسرے اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو یہ ظالم میرے اوپر حزبیت کا الزام لگا رہا ہے، جیسا کہ اس اس قول سے بالکل واضح ہے: (اصل میں سلف کے آثار کو مسلک پرستی کیلئے استعمال کرنے میں شیخ ماہر ہیں) ۔جبکہ یہ ایک باطل کلام ہے، اور میں دوبارہ یہ اعلان کر رہا ہوں کہ میری نہ تو کوئی جماعت ہے اور نہ ہی میرا کوئی گروپ ہے، جو حق پر میرا ساتھ دے وہ میرا دینی بھائی ہے، سلف صالح کے فہم کے مطابق ہم کتاب وسنت کے نصوص کی روشنی میں حق پر چلنے والے ہیں۔

اسکے بعد اس ظالم نے کہا:

''اور شیخ نے اسے اپنی مسلک پرستی کیلئے استعمال کیا ہے اسکی واضح دلیل عمر بن عبدالعزیز کا یہ قول ہے کہ ہمیں اس بات پر خوشی نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے اختلاف نہیں کیا۔کیا شیخ اس اثر کو ظاہر پر محمول کریں گے، یا شیخ اس اثر کو رد کر دیں گے''۔

میں کہتا ہوں:

سب سے پہلی بات کہ اس نے خود اس اثر کو ثابت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔

دوسرے یہ کہ یہ اثر کتاب وسنت کے خلاف ہے، کیونکہ اللہ تعالی نے اختلاف کی مذمت کی ہے اور متعدد آیات میں اس سے ڈرایا ہے، انہیں میں سے اللہ کا یہ قول بھی ہے: {مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ [31] مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ} ترجمہ: (لوگو!) اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو کر اس سے

ڈرتے رہو اور نماز کو قائم رکھو اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ[31] ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود بھی گروہ گروہ ہو گئے ہر گروہ اس چیز پر جو اس کے پاس ہے مگن ہے [32]۔

مزید اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: {إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ} ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا جدا کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے، آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں بس ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔ پھر ان کو ان کا کیا ہوا جتلا دیں گے۔

اور سنن ابن ماجہ کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَصْحَابِهِ، وَهُمْ يَخْتَصِمُونَ فِي الْقَدَرِ، فَكَأَنَّمَا يُفْقَأُ فِي وَجْهِهِ حَبُّ الرُّمَّانِ مِنَ الْغَضَبِ، فَقَالَ:" بِهَذَا أُمِرْتُمْ، أَوْ لِهَذَا خُلِقْتُمْ تَضْرِبُونَ الْقُرْآنَ بَعْضَهُ بِبَعْضٍ، بِهَذَا هَلَكَتِ الْأُمَمُ قَبْلَكُمْ"، قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو: مَا غَبَطْتُ نَفْسِي بِمَجْلِسٍ تَخَلَّفْتُ فِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا غَبَطْتُ نَفْسِي بِذَلِكَ الْمَجْلِسِ وَتَخَلُّفِي عَنْهُ.

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے پاس آئے، وہ لوگ اس وقت تقدیر کے بارے میں بحث کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سخت غصہ کی وجہ سے سرخ ہو گیا، گویا کہ آپ کے چہرے پر انار کے دانے نچوڑ دیئے گئے ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تمہیں اسی کا حکم دیا گیا ہے، یا تم اسی لیے پیدا کیے گئے ہو؟ تم قرآن کے بعض حصہ کو بعض حصہ سے ٹکرا رہے ہو، اسی وجہ سے تم سے پہلی امتیں ہلاک ہوئی ہیں"۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے: میں نے کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے غیر حاضر ہونے کی ایسی خواہش اپنے جی میں نہیں کی جیسی اس مجلس سے غیر حاضر رہنے کی خواہش کی۔

(وضاحت: اس سے معلوم ہوا کہ تقدیر کے بارے میں زیادہ گفتگو نہیں کرنی چاہئے، جتنی اللہ اور اس کے رسول نے خبر دی ہے اسی پر ایمان کافی ہے، اور اس کے بارے میں زیادہ غور وخوض اور قیل و قال، باطل میں قیل وقال کرنا ہے، اور اس طرح باقی امور جس میں شارع نے اجمال واختصار سے کام لیا ہے اس کی شرح وتفصیل کی بھی ہمیں ضرورت نہیں۔مترجم)۔

یہ نصوص اور اثر جن کو میں نے پیش کیا سب اختلاف اور گروہ بندی کی مذمت پر دلالت کرتی ہیں، اور پہلے اثر کی تائید آیت نجوی کرتی ہے۔

پھر آگے یہ ظالم کہتا ہے:

"شیخ نجمی کہتے ہیں: چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ ان حزبی تحریکیوں کے پاس بدعات وگمراہیاں بھری پڑی ہیں، بار بار یاد دلانے اور نصیحت کرنے پر بھی وہ ان گمراہیوں پر اصرار کرتے ہیں۔میں کہتا ہوں: ایسے عام حکم لگانا اور تنگ نظری کا رویہ اپنانا فضیلۃ الشیخ کی عادت ہے"۔

میں کہتا ہوں:

الہی! میں وہی کہتا ہوں جسے حق سمجھتا ہوں، اور جہاں تک اخوانیوں کا تعلق ہے تو ان کے بارے میں تو اچھی طرح جانتا ہے اور دیگر لوگ بھی انہیں سمجھ چکے ہیں، میں نے ان کے بارے میں بہت لکھا ہے اور دوسروں نے بھی لکھا ہے، بلکہ اس وقت ان کے بارے میں بہت سے سروے اور تحقیقات بھی منظر عام پر آچکے ہیں، جن سے ان کے تعلق سے بہت کچھ واضح ہو چکا ہے،۔بہت سی تحقیقات مستعار ناموں سے آئی ہیں تا کہ لکھنے والے ان کے شر سے محفوظ رہیں؛ اسلئے کہ جو بھی انکی مخالفت کرتا ہے یہ سب اسکے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیتے ہیں اور اپنے غضب کا جام اس پر انڈیلنا شروع کر دیتے ہیں، اللہ

سے دعاء ہے کہ ہم سب کو ان کے شر وفتن سے محفوظ رکھے اور انکی سازشوں اور مکر وفریب کو خود انہیں پر لوٹا دے۔

پھر آگے اس ظالم نے کہا:

''چنانچہ عام حکم لگانا لوگوں کی ایک آفت ہے جیسا کہ امام احمد نے کہا ہے، مگر شیخ نجمی کی خصوصیت یہ ہیکہ آپ اسے مزیدار بنا کر پیش کرتے ہیں، چنانچہ جب شیخ اپنے مخالفین کو گمراہ اور بدعتی کہتے ہیں تو پھر آپ کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں ہوتا''۔

میں کہتا ہوں:

یہ ظالم شاید یہ کہنا چاہتا ہے کہ میں اسکا تزکیہ کر رہا ہوں اور اسے اور اسکے ساتھیوں کو دہشت گرد خوارج کی صف سے نکال رہا ہوں، جو ان کی گود میں پلے بڑھے ہیں اور اپنے مزعومہ نتائج کا انتظار کر رہے ہیں، یہ ملک کے اندر بدامنی کے خواہاں ہیں تاکہ حالات پر ملک کی پکڑ کمزور ہو جائے، اور پھر حکومت سے ٹکرانا ان کیلئے آسان ہو جائے۔

اور یہ معلوم ہے کہ اخوانیت ایک تحریکی سیاسی جماعت ہے جو اپنے خاص عزائم کیلئے کام کر رہی ہے، اس کے سامنے سیاست کی بساط پہلے سے تیار کر دی گئی ہے جس کے اندر مختلف قسم کے لوگ شامل ہیں، اس میں مدرسین بھی ہیں، انجینئرز بھی ہیں، ہر طرح کے لوگ ہیں، اور سب کی تربیت منہج وفکر میں صرف ایک ہی ہوتی ہے، مگر کوئی عملی پیمانے پر مشق کرتا ہے کوئی ان کا دفاع کرتا ہے، کوئی ان کی پردہ پوشی کرتا ہے، کوئی مخالفین سے انتقام لیتا ہے، کوئی انہیں ایکسپوز کرنے والے کے خلاف سب وشتم کرتا ہے، کوئی انکے لئے مال کا انتظام کرتا ہے مختلف رفاہی چالبازیوں سے۔

ان کے بنیادی مقاصد میں اپنے مخالفین کو تکلیف دینا، ان کے خلاف علمی ہنگامہ کرنا، اپنی جماعت کی شخصیات کی ملمع سازی کرنا، پیروکاروں کے درمیان انکی شان کو بڑھانا، اپنے ممبران کے لئے تعصب

کرنا، چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ ان کا کوئی آدمی گرچہ کمزور ہو مگر اچھے نمبرات سے پاس ہوگا اور بڑی آسانی سے نوکری میں لگا دیا جائے گا، اور جہاں چاہے گا بغیر کسی مشقت کے منتقل کر دیا جائے گا، مگر جو ان کی جماعت سے نہ جڑا ہو تو وہ گرچہ پڑھنے میں تیز ہو، نمبرات بہت اچھے ہوں وہ اپنا کامل حق آسانی سے حاصل نہیں کرسکتا، اور اگر اسکا علمی مستوی کچھ کمزور ہے تو اسے مزید کمزور بتا کر دکھائیں گے، اور اسے نوکری دینے سے انکار کر دیں گے یہ کہہ کر یہ اب نوکریاں ترجیحی بنیادوں پر دی جارہی ہیں، اور اگر وہ انکے خلاف بولتا ہے تو پھر اس کی خیر نہیں، اسے ہر قسم سے ستانے کی کوشش کریں گے: کیونکہ ہر محکمے میں ان کے آدمی اور مددگار بھرے پڑے ہیں، اور ہر بڑے ذمیدار کے پاس انکا جاسوس ہوتا ہے جو اپنی جماعت کے مطالبات اس تک پہونچاتا رہتا ہے اور انکی تنفیذ کی سفارش کرتا ہے، لیکن جو انکی جماعت سے نہیں ہوتا ان کے مطالبات گرچہ معقول اور درست ہوں پھر بھی وہ انہیں ہلکا دکھانے کی کوشش کرتا ہے، پہلی بات وہ اپنے مخالفین کے کاغذات کو اصل ذمیدار تک پہونچنے نہیں دیتے، انہیں اپنے ہی ٹیبل کے نیچے رکھ لیتے ہیں، یا ذمیدار تک پہونچنے سے روکنے کیلئے مختلف ہتھکنڈے اپناتے ہیں، ان کاغذات کو ایسی درازوں میں رکھ دیتے ہیں جن کی حیثیت طاق نسیاں کی ہوتی ہیں، اور اگر وہ اصل ذمیداروں تک کسی طرح پہونچ بھی جائیں تو انہیں ہلکا بنانے کی پوری کوشش کرے گا اور ہر ممکن کوشش ہوگی کہ وہ پاس نہ ہونے پائے۔

آپ دیکھیں کہ یہ آپس میں ملک کے اندر کس طرح نیچے سے اوپر تک چھائے ہوئے ہیں، اور ایک دوسرے کا آپس میں تعاون کرتے ہیں، اس طرح یہ ایک حلقے کے مانند ہوتے ہیں، ان سے ٹکرانا آسان نہیں ہے، میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے ان کے بیچ میں رہ کر جو کچھ تجربے سے سیکھا ہے اور دیکھا ہے وہی میں نے کہا ہے، اور اللہ کسی سے غافل نہیں ہے۔

اور میں کہتا ہوں کہ اخوانی حزبیوں سے وہی مستثنی ہوسکتا ہے جو انکے ساتھ برائے نام ہے تا کہ ان

کے شر سے بچ سکے، لیکن اسے چاہیئے کہ وہ اللہ کا قول پڑھے جو سورہ عنکبوت کی آیت نمبر ۱۰/ میں موجود ہے: (وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللَّهِ وَلَئِنْ جَاءَ نَصْرٌ مِنْ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ أَوَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ[10] وَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنَافِقِينَ) ترجمہ: اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو زبانی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں لیکن جب اللہ کی راہ میں کوئی مشکل آن پڑتی ہے تو لوگوں کی ایذا دہی کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح بنا لیتے ہیں، ہاں اگر اللہ کی مدد آجائے تو پکار اٹھتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھی ہی ہیں کیا دنیا جہان کے سینوں میں جو کچھ ہے اس سے اللہ تعالیٰ دانا نہیں ہے؟[10] جو لوگ ایمان لائے اللہ انہیں بھی ظاہر کر کے رہے گا اور منافقوں کو بھی ظاہر کر کے رہے گا۔

اور انکی ایک بہت گھٹیا خصلت یہ ہیکہ یہ ہر اس شخص کو تکلیف دینا حلال سمجھتے ہیں جو ان کے رازوں کو کھول دے خواہ وہ انکی جماعت ہی کا کوئی فرد کیوں نہ ہو، حتی کہ وہ کوئی سرکاری اہلکار، عالم یا مصلح ہی کیوں نہ ہو، یہ جب بھی اس پر قدرت پائیں گے تکلیف پہونچائیں گے، اور ہم جیسے لوگوں نے ان سے بہت تکلیفیں اٹھائی ہیں، یہ ایسے غلیظ لوگوں کو مسلط کر دیتے ہیں جو صرف گالی دیتے ہیں اور زبان درازی کرتے ہیں، علم سے کورے ہوتے ہیں، ہر برائی میں جری ہوتے ہیں، اور یہی ان کا شیوہ ہے کہ جو بھی انہیں ایکسپوز کرتا ہے اس کے خلاف یہ ایسے ہی ناہنجار اور اوباش قسم کے لوگوں کو لگا دیتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ میں نے آج تک اتنی مکار اور خبیث جماعت نہیں دیکھی ہے جو اپنی جماعت اور افکار کی نصرت میں یہ ہر چیز کو حلال سمجھتی ہو۔

پھر اسکے بعد اس ظالم نے کہا:

”چنانچہ جب شیخ اپنے مخالفین کو گمراہ اور بدعتی کہتے ہیں تو پھر آپ کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں ہوتا،

کیونکہ شیخ ہی حقیقت میں حق کے علمبر دار اور اسکے سرکاری ترجمان ہیں، اب مرید اسے مان کر مخالفین کے خلاف حملہ آور ہونے کیلئے اور بدعت کا قلع قمع کرنے کیلئے تیر و تفنگ کے ساتھ تیار ہو جائیں"۔

میں کہتا ہوں:

یہ اس باطل پرست کی طرف سے استہزاء اور مذاق ہے، میں وہی کہوں گا جو اللہ نے ایسے لوگوں کے بارے میں کہی ہے: (إِن تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ[38] فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ) ترجمہ: اگر تم ہمارا مذاق اڑاتے ہو تو ہم بھی تم پر ایک دن ہنسیں گے جیسے تم ہم پر ہنستے ہو[38] تمہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ کس پر عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کرے اور اس پر ہمیشگی کی سزا اتر آئے۔

اور ہمارے یہاں کے جو اخوانی ہیں وہ یہ دعوی کرتے ہیں کہ وہ اہل سنت والجماعہ میں سے ہیں، جب کہ وہ اس دعوی میں جھوٹے ہیں، اگر یہ اہل سنت والجماعہ میں سے ہوتے تو اہل توحید سے نفرت نہ کرتے، حقیقت یہ ہیکہ یہ صوفیت کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں، وہی صوفیت جس پر انکے امام حسن بنا کی پرورش ہوئی ہے اور جنہوں نے عبدالوہاب حصافی صوفی سے بیعت لی تھی۔

پھر آگے اس ظالم نے کہا:

"اور عموم واجمال کا استعمال جس طرح شیخ اپنے مخالفین پر رد کرتے وقت کثرت سے کرتے ہیں اسکی دو وجوہات ہیں:

۱- درازی عمر اور انکے مریدوں کے نزدیک انکی عظمت شان، چنانچہ جیسے ہی آپ دو سطر لکھ دیتے ہیں انکے شاگردان اسے پھیلانا شروع کر دیتے ہیں، گویا وہ کوئی وحی ہو، حق کا معیار ہو، گمراہی اور ہدایت میں فرق کرنے کا میزان ہو۔

۲- اپنے مخالفین پر رد کرتے وقت شیخ جس مجمل کلام کا استعمال کرتے ہیں اسکی مختلف تاویل کی

جاسکتی ہے حتی کہ انکے مریدین کے نزدیک بھی اسکی الگ الگ تفسیر کی جاتی ہے، اور مجمل کلام کے اندر یقیناً کئی احتمالات ہوتے ہیں، اسی طرح انکے مخالفین بھی اسے دوسرے مفاہیم پر محمول کرتے ہیں چنانچہ مبہم کی وضاحت اور مجمل کی تفصیل کے نام پر الگ الگ توضیح کر لی جاتی ہے"۔

میں کہتا ہوں:

یہ کلام اندر تحقیر اور استہزاء سے پر ہے، یہ جھوٹ اور دجل پر مبنی ہے، اور یہاں پر جو عمومیت بیان کی گئی ہے اس کا سبب میں نے واضح کر دیا ہے؛ اور وہ یہ ہیکہ اخوانی تنظیم ایک مربوط جماعت ہے جسکے ممبران صرف جماعت کیلئے کام کرتے ہیں نہ کہ اسلام کیلئے، چنانچہ جو اس جماعت کے اندر ہوگا وہ اسی کی خدمت میں لگا رہے گا، اسی کے ایجنڈے اور نصب العین کیلئے خود کو وقف سمجھے گا، اور اسی صورت میں جماعت کے اندر اسکی عزت بھی ہوگی، اسکے ممبران اسکی مدد کریں گے اسکا احترام کریں گے، اور جو اس جماعت سے خارج ہوگا وہ ان کا دشمن ہے، اسکے خلاف ہر سازش رچنا اور تکلیف دینا انکا فریضہ ہے، گرچہ وہ کوئی انصاف پسند حاکم ہی کیوں نہ ہو یا مصلح علماء ہی کیوں نہ ہوں، مگر حکام کو جب یہ کسی صورت میں تکلیف نہیں پہونچا سکتے تو پھر خاموش رہتے ہیں اسکے تعلق سے یہ کچھ نہیں بولیں گے، اور نہ ہی اپنی رائے کا اظہار کریں گے، البتہ موقع پاتے ہی ان کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیں گے، ان کے خلاف خوب بولیں گے، مظاہرہ تک کرنے کیلئے سڑکوں پر نکل جائیں گے، ان کے خلاف ہر اس شخص کی مدد کریں گے جو حکومت مخالف ہو، یہ اپنے استاذ اول کے بھی دشمن ہو جاتے ہیں اگر وہ اس جماعت میں شامل نہیں ہوا ہے کیونکہ یہ اپنی جماعت کو ہر چیز سے مقدم سمجھتے ہیں۔

اور جہاں تک اس کا (درازئ عمر) کا ذکر ہے تو میں کہوں گا کہ کیا تم نے مجھے عقلی یا جسمانی طور پر کبھی کمزور پایا؟! اگر ایسا نہیں ہے اور الحمدللہ میں عقلی اور جسمانی طور پر بالکل فٹ ہوں، تو پھر حاقدوں اور حاسدوں کو میری درازئ عمر سے تکلیف کیوں ہے؟!

اور اسکا یہ کہنا کہ ”انکے مریدوں کے نزدیک انکی عظمت شان، چنانچہ جیسے ہی آپ دوسطر لکھ دیتے ہیں انکے شاگردان اسے پھیلانا شروع کردیتے ہیں، گویا وہ کوئی وحی ہو“۔

تو میں کہوں گا کہ آخر تم کو اس سے کیا تکلیف ہے؟! ویسے تکلیف ضرور ہے؛ کیونکہ تم نہیں چاہتے کہ کوئی فتوی دے سوائے اس کے جسے تم پسند کرتے ہو جیسے ناصر الحمد وغیرہ، جنہوں نے بم دھماکے کے حق میں فتوی دیا پھر ٹی وی اسکرین پر آکر معافی مانگی اور توبہ کیا۔

پھر اسکے بعد آخری صفحے پر اس ظالم نے کہا:

”شیخ نجمی کہتے ہیں: دونوں مشائخ نے اس رسالے کے اندر بعض سلفی علماء کے ایسے فتاوے تحریر کردیئے ہیں جو سلفی علماء کی طرف سے اجماعی طور پر حزبیت خارجیت اور اسکے لئے تیاری کرنے نیز بدعات پر نکیر کرنا وقت کی ضرورت ہے۔ میں کہتا ہوں: اس کلام کا آغاز خود اسکے خاتمے کے خلاف ہے، چنانچہ آغاز میں بعض علماء کی بات کہی ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دونوں مولفین نے بعض علماء کے فتاوؤں کو جمع کیا ہے تاکہ اپنی حجت اور رائے کو مضبوطی دی جاسکے، پھر اسی سطر میں اس کے برخلاف کہہ رہے ہیں کہ سلفی اہل علم کا اس پر اجماع ہے۔

سوال یہ ہیکہ چند علماء کا قول کیسے اجماع ہوسکتا ہے، کیا جو بات ربیع مدخلی، جامی اور سحیمی کہہ دیں اسے اجماع کہا جائے گا؟ یہ تو کوئی انصاف پسند نہیں کہہ سکتا، الا یہ کہ شیخ یہ مراد لے رہے ہوں کہ صرف یہی لوگ سلفی علماء ہیں، اور جو انکی مخالفت کرے وہ گمراہ ہے، تو پھر کیا شیخ احمد نجمی شیخ عبدالعزیز بن باز، ابن عثیمین اور صالح سدلان کو جنہوں نے ان اجتہادی مسائل میں انکی مخالفت کی ہے، سلفی مانتے ہیں یا نہیں؟“۔

میں کہتا ہوں:

جو بھی جانتا ہے کہ یہ اپنے مراکز میں، اپنے اسفار میں اور اپنے خیموں میں کیا کرتے ہیں، یہ وہاں

حکومت مخالف سرگرمیاں انجام دیتے ہیں، قوم کے خلاف خیانت کرتے ہیں، طلبہ کو اسی پر مشق کراتے ہیں، اس وقت جو بھی ملک کے اندر بم دھماکے ہو رہے ہیں، جن کے نتیجے میں معصوم جانوں کا ضیاع ہو رہا ہے، مال وزر کی تباہی ہو رہی ہے، مسلمانوں کے اندر خوف و ہراس کا ماحول ہے، اسلام کی بدنامی ہو رہی ہے، حکومت کے خلاف بغاوت اور خروج کا ماحول ہے، یہ سارے تخریبی کارنامے اور سوچا سمجھا فساد ایسے امور ہیں جن کے بارے میں اور جن کی حرمت پر سلفی اہل علم کے اندر کوئی اختلاف نہیں ہے۔

دراصل اس کتاب پر میرے تقریظ کی وجہ سے انہیں بہت تکلیف ہوئی ہے، اسی لئے یہ میرے خلاف پروپیگنڈا پھیلا رہے ہیں، جھوٹ بول رہے ہیں، الزامات لگا رہے ہیں، جو قطعی طور پر بے بنیاد ہیں، یہ سب اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ تحریر نگار فسق و فجور کا رسیا ہے وہ باطل کو فرض کرنا چاہتا ہے اور حق کو باطل کرنا چاہتا ہے، اسلئے میں ہر قاری سے التماس کروں گا کہ وہ اس ظالم پر ہلاکت اور تباہی کی بد دعاء کرے۔

آگے یہ ظالم کہتا ہے:

”آخر میں کہوں گا کہ میں نہ تو گرمائی مراکز، خیموں اور مکتبات وغیرہ کے ساتھ ہوں اور نہ ہی انکے خلاف ہوں، ان امور کو میں نے اپنی زندگی میں جانا ہی نہیں، اور نہ ہی کبھی انکی خواہش کی، اور جو ان پر نکیر کرتا ہے میں نے کبھی ایسے لوگوں کو نہ تو گمراہ کہا اور نہ ہی بدعتی“۔

میں کہتا ہوں:

اگر تمہارے اندر یہ صفت پائی جاتی ہے تو پھر ایسی چیز کے بیچ میں کیوں آتے ہو جسکے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوتا، اور تم کو کس چیز نے ایسا کرنے پر ابھارا ہے، کیا یہ پارٹی کی نصرت ہے یا اس شخص سے بغض کا اظہار ہے جس نے اس کتاب پر تقریظ لکھی ہے یا ان لوگوں سے بغض کا اظہار ہے جنہوں نے یہ فتاوے جمع کئے ہیں یا جن لوگوں نے ان فتاوؤں کو تحریر کیا ہے؟!

بہر حال اب کوئی عذر باقی نہیں رہ گیا ہے، حقائق جو ظاہر نہیں ہوئے ہیں اللہ کے سامنے سب ظاہر

ہو جائیں گے۔

اور حقیقت یہ ہیکہ تم نے سلفی منہج اور اسکے ماننے والوں کے بغض میں یہ رد لکھا ہے، اللہ سے دعاء ہے کہ وہ تم سے جلد از جلد انتقام لے، اور عالم برزخ میں تمہارے حق محفوظ ہی ہیں، اور میدان محشر میں وہ سارے لوگ تمہارے دشمن ہو جائیں گے جن کی دوستی میں اور چاپلوسی میں یہ تحریر میرے اور اہل توحید کے خلاف لکھ رہے ہو۔

اسکے بعد اس ظالم نے کہا:

''کیونکہ یہ ایسے مسائل ہیں جنہیں قبول بھی کیا جا سکتا ہے اور رد بھی کیا جا سکتا ہے، ان میں غلطی اور صحیح دونوں کا امکان ہے، چنانچہ جو انہیں جائز سمجھے اور اسمیں اسکے لئے فائدہ ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اس پر عمل کرے، کوئی اسکا تعاقب نہ کرے، کیونکہ وہ اسکا اجتہاد اور اسکی تفسیر ہے''۔

میں کہتا ہوں:

یہ ایسی چیزیں ہیں جن پر رد ہو چکا ہے۔

ہاں تمہارا یہ کہنا کہ یہ ایسے مسائل ہیں جنہیں قبول بھی کیا جا سکتا ہے اور رد بھی کیا جا سکتا ہے، تو ایسا کہنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ انکا تعلق عقائد سے ہے، کیا حکام کے خلاف خروج و بغاوت جو کہ خوارج کا مذہب ہے یہ ان امور میں شامل ہے جنہیں قبول بھی کیا جا سکتا ہے اور رد بھی کیا جا سکتا ہے؟ اور کیا اسکے لئے تیاری کرنا ان امور میں شامل ہے جنہیں قبول بھی کیا جا سکتا ہے اور رد بھی کیا جا سکتا ہے؟ اور کیا معصوم جان و مال کو حلال سمجھنا ان امور میں شامل ہے جنہیں قبول بھی کیا جا سکتا ہے اور رد بھی کیا جا سکتا ہے؟ کیا پر امن لوگوں کو خوفزدہ کرنا ان امور میں شامل ہے جنہیں قبول بھی کیا جا سکتا ہے اور رد بھی کیا جا سکتا ہے؟ اور کیا اسلام کا نام بدنام کرنا ان امور میں شامل ہے جنہیں قبول بھی کیا جا سکتا ہے اور رد بھی کیا جا سکتا ہے؟ تمہارا یہ قول واقعی دجل و فریب اور گمراہی پر مبنی ہے۔

پھر اسکے بعد اس ظالم نے کہا:

''مگر جہاں تک شیخ احمد نجمی کا تعصب اور تشدد ہے تو اس طرح کرنا مناسب نہیں ہے''۔

میں کہتا ہوں:

تمہارا یہ کلام سرے سے باطل ہے، کیا میں حزبی ہوں اے باطل پرست؟! نہیں، اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ایک جھوٹے اور دجال انسان ہو، تو اپنی بیماری میرے سر ڈالنا چاہتے ہو، لوگوں کو حقیقت معلوم ہے کہ حزبی کون ہے۔

یہاں تک کہ اس ظالم نے کہا:

''اس طرح شیخ کیلئے مناسب تھا کہ وہ کوئی ایسا فتوی نہ دیتے اور نہ ہی کوئی ایسی بات کہتے جس سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش لازم آئے، الا یہ کہ وہ اسکے لئے کوئی حکمت ہو''۔

میں کہتا ہوں:

اگر تمہیں جھوٹ ہی بولنا ہے تو جو چاہو کہو، اللہ ضرور انتقام لے گا، اور میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر وہ کون سے میرے فتاوے ہیں جن کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے؟! تم پر واجب ہے کہ انہیں تم سامنے لاؤ اور انہیں ذمیداروں تک پہونچاؤ۔

البتہ صرف الزام لگانا کہ میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش کرتا ہوں تو یہ تمہاری طرف سے بہت بڑا ظلم ہوگا، واقعی تم بہت ہی خبیث اور فاجر انسان ہو گے؛ کیوں کہ یہاں مجھے لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ الحمدللہ میں دین کا ایک خادم ہوں، اور اسے تم بھی اچھی طرح جانتے ہو گے۔

اللهم أشكو إليك هذا الخبيث الفاجر، وأسألك أن تنتقم منه يا رب العالمين۔ والحمد لله أولاً وآخراً، وظاهراً وباطناً، وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه۔

كتبه

أحمد بن يحيى النجمي

١٩/ ١١/ ١٤٢٥هـ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ملحق المدینہ میں عبدالعزیز قاری کی تحریر پر رد

میں نے عبدالعزیز قاری کی اس تحریر کو پڑھ لی ہے جو ملحق المدینہ کے صفحہ نمبر ۵ پر موجود ہے جو بروز جمعہ ۱۹ / ۴ / ۱۴۲۶ھ کی تاریخ کو شائع ہوئی ہے اور جس کے اندر یہ لکھا ہوا ہے کہ صوفیت اہل سنت والجماعہ میں سے ایک مذہب ہے۔

میں نے یہ سنا ہے کہ شیخ ربیع نے اس تحریر پر رد لکھا ہے اور کہا ہے کہ صوفیت اہل سنت والجماعہ میں سے نہیں ہے، لیکن عبدالعزیز قاری کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ یہ قول درست ہے اور بعض مشائخ نے شیخ ربیع پر رد کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ شیخ کی طرف سے غلو اور حقیقت سے دور کی بات ہے، اور ان مشائخ نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، ابن القیم وغیرہ کے اقوال کی روشنی میں اسی بات کو ثابت کیا ہے جو بات عبدالعزیز قاری نے نقل کی ہے۔

چنانچہ میں کہتا ہوں:

جو یہ گمان کرے کہ تصوف اہل سنت والجماعہ میں سے ہے وہ اپنے اوپر بہت بڑا ظلم کر رہا ہے، اسے چاہئے کہ وہ اللہ سے توبہ واستغفار کرے، اور سب کو معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غلو کرنے والوں پر رد کرتے تھے۔ چنانچہ صحیحین میں یہ واقعہ منقول ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا، فَقَالُوا: وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ أَحَدُهُمْ: أَمَّا أَنَا، فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا، فَجَاءَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ:" أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا، أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي".

ترجمہ: سیدنا انس بن مالک نے بیان کیا کہ تین حضرات (علی بن ابی طالب، عبداللہ بن عمرو بن العاص اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف آپ کی عبادت کے متعلق پوچھنے آئے، جب انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بتایا گیا تو جیسے انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہا کہ ہمارا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مقابلہ! آپ کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ آج سے میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے سے رہوں گا اور کبھی ناغہ نہیں ہونے دوں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے جدائی اختیار کرلوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان سے پوچھا کیا تم نے ہی یہ باتیں کہی ہیں؟ سن لو! اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ رب العالمین سے میں تم سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔ میں تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں لیکن میں اگر روزے رکھتا ہوں تو افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز پڑھتا ہوں (رات میں) اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں۔ میرے طریقے سے جس نے بے رغبتی کی وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔

اسی طرح ایک دوسری روایت میں ہے:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ الْعَقَبَةِ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ:" الْقُطْ لِي حَصًى"، فَلَقَطْتُ لَهُ سَبْعَ حَصَيَاتٍ، هُنَّ حَصَى الْخَذْفِ، فَجَعَلَ يَنْفُضُهُنَّ فِي كَفِّهِ، وَيَقُولُ:" أَمْثَالَ هَؤُلَاءِ فَارْمُوا"، ثُمَّ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ، فَإِنَّهُ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ".

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ عقبہ کی صبح کو فرمایا، اس وقت آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے: "میرے لیے کنکریاں چن کر لاؤ"، چنانچہ میں نے آپ کے لیے سات کنکریاں چنیں، وہ کنکریاں ایسی تھیں جو دونوں انگلیوں کے بیچ آجائیں، آپ انہیں اپنی ہتھیلی میں ہلاتے تھے اور فرماتے تھے: "انہیں جیسی کنکریاں مارو"، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگو! دین میں غلو سے بچو کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو دین میں اسی غلو نے ہلاک کیا"۔

(غلو: کسی کام کو حد سے زیادہ بڑھا دینے اور اس میں ضرورت سے زیادہ سختی کرنے کو غلو کہتے ہیں، مثلاً کنکریاں مارنے کا حکم ہے تو چھوٹی کنکریاں کافی ہیں، اب غلو یہ ہے کہ بڑی بڑی کنکریاں مارے یا پتھر پھینکے اور اس کو زیادہ ثواب کا کام سمجھے، دین کے ہر کام میں غلو کرنا منع ہے اور یہ حماقت کی دلیل ہے، یہ بھی غلو ہے کہ مثلاً کسی نے مستحب یا سنت کو ترک کیا تو اس کو برا کہے اور گالیاں دے، اگر کوئی سنت کو ترک کرے تو صرف نرمی سے اس کو حدیث سنا دینا کافی ہے، اگر لوگ فرض کو ترک کریں تو سختی سے اس کو حکم کرنا چاہیئے، لیکن اس زمانہ میں یہ حال ہوگیا ہے کہ فرض ترک کرنے والوں کو کوئی برا نہیں کہتا ہے، لوگ تارکین صلاۃ، شرابیوں اور سود خوروں سے دوستی رکھتے ہیں، لیکن اذان میں کوئی انگوٹھے نہ چومے یا مولود میں قیام نہ کرے تو اس کے دشمن ہو جاتے ہیں، یہ بھی ایک انتہائی درجے کا غلو ہے، اور ایسی ہی باتوں کی وجہ سے مسلمان تباہ ہو گئے، اور جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، ویسا ہی ہوا۔ مترجم)۔

مزید ایک روایت میں وارد ہوا ہے:

(إِنَّ هَذَا الدِّينَ مَتِينٌ، فَأَوْغِلْ فِيهِ بِرِفْقٍ، وَلَا تُبَغِّضْ إِلَى نَفْسِكَ عِبَادَةَ اللَّهِ تَعَالَى، فَإِنَّ الْمُنْبَتَّ لَا أَرْضًا قَطَعَ، وَلَا ظَهْرًا أَبْقَى) ترجمہ: یہ دین بہت ہی محکم اور مضبوط ہے، اس کے اندر بڑی نرمی سے سفر کرو، اللہ کی عبادت کو اپنے لئے مبغوض نہ بناؤ، کیونکہ تیز سفر کرنے والا نہ ہی مسافت طے کر پاتا ہے اور نہ ہی سواری باقی رکھتا ہے۔ یعنی وہ تھک ہار کر بیٹھ جاتا ہے۔

اور تصوف کا اصل ہی عبادت میں مبالغہ کرنا اور دنیا سے دور رہنا ہے، آغاز میں صوفیوں کے یہاں سنت اور اعتدال کی کچھ چیزیں پائی جاتی تھیں جیسے کہ قدیم صوفیوں کے یہاں ہوتا تھا مثلاً دارانی، ابن ابی الحواری، جنید، بشر الحافی اور ابراہیم بن ادہم وغیرہ، مگر تصوف دھیرے دھیرے مرور زمانہ کے ساتھ بد سے بدتر کی طرف ترقی معکوس کرتا رہا یہاں تک سنت سے بالکل دور ہوگیا، اور ان کے یہاں فنا، محو، سکر، غیبہ، طی، حق کا حاضر ہونا، جلوہ اور احسان جیسے تصوفانہ الفاظ ظاہر ہوئے۔

یہاں تک کہ ایک صوفی نے کہا:

يا رُبَّ جَوهَرِ عِلمٍ لَو أبوحُ بهِ ... لَقِيلَ لي أنتَ مِمَّن يَعبدُ الوَثَنا

وَلاسَتَحَلَّ رجالٌ مُسلمونَ دَمي ... يَرونَ أقبحَ مَا يَأتونَهُ حَسَنا

ترجمہ: اے کاش! اگر میں بعض جوہری علم کے بارے میں راز فاش کردوں تو مجھ سے کہہ دیا جائے گا کہ تم بت پرستوں میں سے ہو۔ اور کچھ مسلمان تو میرے خون کو بھی حلال کرلیں گے اور اپنے اچھے اعمال کو قبیح سمجھنے لگیں گے۔

یہاں تک کہ صوفی بعد میں وحدت الوجود کے اندر واقع ہوگئے، اسی کے تعلق سے ایک صوفی کہتا ہے:

وَهل أَنا إِلَّا أَنتِ ذاتا ووحدة ... وَهل أَنتِ إِلَّا نفس عين هويتي

كَأَنّي لم أحجب بها و كأنما ... هِيَ احتَجَبت بِي فازدهى النَّاس عشقتي

فدنت بِأَمر حرمته شريعتي ... واحييت حكما قد أماتته سنتي

ترجمہ: میں ذات ووحدت میں تیرے سوا کچھ نہیں، اور تو ذات ومعرفت کے اعتبار سے میرے سوا کچھ نہیں۔ گویا میں اسکے حجاب میں ہوں اور وہ میرے حجاب میں ہے اسی لئے لوگوں کا عشق مجھ سے بڑھ گیا ہے۔ چنانچہ میں ایسی چیز کو دین سمجھ لیا جسے میری شریعت نے حرام قرار دیا ہے اور ایسے حکم کو زندہ کیا

جسے میری سنت نے مردہ کر دیا تھا۔

میں کہتا ہوں:

دوسری صدی ہجری کے صوفیاء کی طرح بعد کے صوفی نہیں رہ گئے، کیونکہ پہلے کے صوفیوں کے یہاں زہد وتقوی اور عبادت میں محنت ومشقت ہوتی تھی، اور اس میں مبالغہ تک پایا جاتا تھا جیسا کہ آپ ﷺ نے عبادت میں مبالغہ کرنے والوں سے فرمایا تھا: (وَاللَّهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ) ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ رب العالمین سے میں تم سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔ میں تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں لیکن میں اگر روزے رکھتا ہوں تو افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز پڑھتا ہوں (رات میں) اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں۔

اور صحیحین میں وارد ہوا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ، " أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَأَةٌ، قَالَ: مَنْ هَذِهِ؟ قَالَتْ: فُلَانَةُ تَذْكُرُ مِنْ صَلَاتِهَا، قَالَ: مَهْ عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيقُونَ، فَوَاللَّهِ لَا يَمَلُّ اللَّهُ حَتَّى تَمَلُّوا، وَكَانَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيْهِ مَا دَامَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ".

ترجمہ: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک دن) ان کے پاس آئے، اس وقت ایک عورت میرے پاس بیٹھی تھی، آپ نے دریافت کیا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا، فلاں عورت اور اس کی نماز (کے اشتیاق اور پابندی) کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہر جاؤ (سن لو کہ) تم پر اتنا ہی عمل واجب ہے جتنے عمل کی تمہارے اندر طاقت ہے۔ اللہ کی قسم! (ثواب دینے سے) اللہ نہیں اکتاتا مگر تم (عمل کرتے کرتے) اکتا جاؤ گے، اور اللہ کو دین (کا) وہی عمل زیادہ پسند ہے جس کی ہمیشہ پابندی کی جاسکے۔ (اور انسان بغیر اکتائے اسے انجام دے)۔

دوسری صدی ہجری کے بعد صوفیت کے اندر تبدیلی آنا شروع ہوئی ہے اور بد سے بدتر ہوتی چلی گئی، یہاں تک اسکے یہاں فناء، محو، سکر، غیبہ اور طی جیسے مصطلحات ایجاد کئے گئے، اسکے لئے دیکھیں کتاب: ''الکشف عن الصوفیۃ لأول مرۃ'' ص ۲۷، قشیری سے منقول ہے: ''یہ لوگ آپس میں ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جن سے وہ اپنے معنی اور مراد کو واضح کرتے ہیں، تاکہ وہ آپس میں اپنی مراد سمجھ سکیں اور دوسروں سے پوشیدہ رہیں، اور تاکہ دوسرے لوگ ان کا استعمال نہ کریں''۔

میں کہتا ہوں کہ معاملہ ایسا نہیں ہے، بلکہ حقیقت یہ ہیکہ انہوں نے ابہام سے کام لیا ہے اور ایسے مصطلحات کا استعمال کیا جن کے اندر دو دو مفہوم کا احتمال ہوتا تھا تاکہ ان پر ارتداد کا حکم نہ لگایا جاسکے اور تاکہ وہ قتل ہونے سے بچ سکیں، اور اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صاحب الکشف نے ص ۵۰ پر ابومدین سے یہ قول نقل کیا ہے:

وفی السر أسرار دقاق لطیفۃ　　　تراق دمانا جهرۃ لو بها بحنا

ترجمہ: ہمارے مصطلحات بہت ہی دقیق، لطیف اور پراسرار ہوتے ہیں، اگر ہم انہیں واضح کردیں تو علانیہ ہمارا خون بہا دیا جائے۔

گویا یہ صوفی یہ کہنا چاہتا ہے کہ یہ لوگ زندقہ اور کفر پر مشتمل عقائد اور معانی کو محتمل عبارتوں میں چھپاتے تھے، اگر وہ انہیں کھل کر واضح طور پر کہتے تو انہیں انکے کفریہ عقائد کی وجہ سے قتل کردیا جاتا، اسی طرح صاحب الکشف نے ص ۵۹ پر ابن ہود سے یہ قول نقل کیا ہے:

علم قومی بی　　　إن شأنی لأجل

أنا عبد أنا رب　　　أنا عز أنا ذل

أنا دنیا أنا أخری　　　أنا بعض أنا کل

أنا معشوق لذاتی　　　لست عنه الدهر أسلو

ترجمہ: میری قوم کا علم میری جہالت ہے، میرا شان بہت بڑا ہے۔ میں بندہ ہوں میں رب بھی ہوں، میں عزیز بھی ہوں میں ذلیل بھی ہوں۔ میں دنیا بھی ہوں میں آخرت بھی ہوں، میں بعض بھی ہوں میں کل بھی ہوں۔ میں اپنی ذات کا معشوق بھی ہوں میں اس سے کبھی بھی تسلی نہیں پاسکتا۔

میں کہتا ہوں:

ہر وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ صوفیت بھی اہل سنت والجماعہ میں سے ہے اسے چاہئے کہ وہ اللہ سے بہت زیادہ استغفار کرے؛ ممکن ہے اللہ تعالی اسے معاف کردے، کیونکہ اس وقت جو صوفیت رائج ہے وہ بندے کو رب اور رب کو بندہ سمجھتی ہے، تاکہ خالق اور مخلوق کو ایک دوسرے سے ملادے، اسی لئے ان کا ایک شاعر کہتا ہے:

الرب عبد والعبد رب　　　فلیت شعری من المکلف؟

ترجمہ: رب ہی بندہ ہے اور بندہ ہی رب ہے، مجھے نہیں معلوم کہ مکلف کون ہے؟

یہ ابن ہود ہے جو سابقہ ابیات میں کہہ رہا ہے کہ اس نے متناقضات کو جمع کرلیا ہے چنانچہ وہ ایک ہی وقت میں بندہ اور رب دونوں ہے، دنیا اور آخرت دونوں ہے، اسی طرح ایک ہی وقت میں بعض اور کل دونوں ہے، اسے کوئی بھی عقل والا نہیں مانے گا، نہ ہی کوئی شریعت اسکا اقرار کرے گی بلکہ ہر کوئی ایسا کہنے والے کو مجنوں اور پاگل کہے گا۔

عبدالرحمن الوکیل نے اپنی کتاب [هذه هی الصوفیة] کے اندر الجیلی کا قول نقل کیا ہے جنہوں نے ربوبیت کا دعوی کرتے ہوئے کہا ہے:

لی الملك فی الدارین لم أری فیهما　　　سوای فأرجو فضله أو فأخشاه

وقد حزت أنواع الکمال وإننی　　　جمال جلال الکل ما أنا إلا هو

فمهما تری من معدن ونباته　　　وحیوانه مع أنسه وسجایاه

ومهما ترى من أبحر وقفاره ومن شجر أو شاهق طال أعلاه

ومهما ترى من صورة معنوية ومن مشهد للعين طاب محياه

ومهما ترى من هيئة ملكية ومن منظر إبليس قد كان معناه

ومهما ترى من شهوة بشرية لطبع وإيثار لحق تعاطاه

ومهما ترى من عرشه ومحيطه وكرسيه أو رفرف عز مجلاه

فإني ذاك الكل والكل مشهدي أنا المتجلي في حقيقته لا هو !!!

وإني رب للأنام وسيد جميع الورى اسم وذاتي مسماه

ترجمہ: دونوں جہان میں میری ہی بادشاہت ہے، دونوں جہان میں اپنے سوا میں کسی کو نہیں دیکھتا، اسکی فضل کی امید کروں یا اس سے ڈروں۔کمال کی تمام قسموں کو میں نے حاصل کرلیا، اب میں جلال کل کا جمال ہوں، میں نہیں ہوں مگر وہی۔تمام معدنیات، نباتات، حیوانات جنکو تم دیکھ رہے ہو۔انسانوں اور انکی عادتوں کے ساتھاور اسی طرح تم جتنے دریاؤں، صحراؤں، درختوں اور اونچے اونچے پہاڑوں کو دیکھ رہے ہو اور تم جتنے بھی معنوی اور ظاہری نظروں کو بھانے والی شکلوں کو دیکھ رہے ہو۔اور تم جتنے بھی ملکوتی اور ابلیسی شکلوں کو دیکھ رہے ہو۔اور تم جتنے بھی بشری شہوتوں کو دیکھ رہے ہو چاہے انکا تعلق فطری ہو یا کسبی۔اور تم جو بھی عرش سے لیکر فرش تک اور کرسی تک ساری کائنات کا مشاہدہ کر رہے ہو۔وہ ساری کی ساری چیزیں میرا ہی مشہد ہیں، میں ہی اسکی حقیقت میں تجلی کرتا ہوں نہ کہ وہ۔میں ہی لوگوں کا رب اور تمام مخلوق کے سردار کا نام ہوں اور میرا ہی ذات اس کی ذات ہے۔

پھر عبدالرحمن الوکیل نے کہا: کیا آپ اس جیلی کو دیکھ رہے ہیں آخر یہ کس بت پرستی کو بڑھاوا دے رہا ہے اور کس مجوسیت کو اپنا رکھا ہے، دیکھیں کیا کہہ رہا ہے: (میں ہی اسکی حقیقت میں تجلی کرتا ہوں نہ کہ وہ)، جیلی وجود حق پر عدم محض کا حکم لگا رہا ہے، آگے یہ گمان کر رہا ہے کہ وہی لوگوں کا رب اور سردار ہے؟!

کیا آپ دیکھ نہیں رہے ہیں کہ اسکے زندقہ کی شہوت جنون کی حد تک پہونچ جاتی ہے اور افترا پردازی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ شہوات وجود الہی کے مقومات میں سے ہے،اور اسکی گندگی میں اسکا عین وجود ہے؟!

حتی کہ ابلیس اپنے تمام تر تمرد اور گمراہی کے باجو رب اعظم ہے؟!اور وجود میں جتنے بھی نام ہیں وہ حقیقت میں اللہ کے نام ہیں،اسلئے کہ وہ ہر ذات کا عین وجود ہے،اور ہر ذات کی صفت ہے خواہ وہ کوئی بھی ہو وہ اللہ کیلئے صفت ہے؛اسلئے کہ وہ عین موصوف ہے؟

میں کہتا ہوں:

اللہ نے ہمیں خبر دی ہے کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا ہے، پھر اس کے بعد عرش پر مستوی ہوگیا ہے، اور وہیں سے کائنات کی ساری چیزوں کی جانکاری رکھتا ہے، اور یہ کہ ساری کائنات مخلوق ہے اور وہ اس کا خالق ہے، ساری کائنات مربوب اور وہ اسکا رب ہے۔

اب جو یہ گمان کرے کہ کائنات کی ساری مخلوقات عین خالق ہے یا یہ کہ ساری مخلوق اس سے متحد یا اس میں حلول کئے ہوئے ہے تو وہ دجال، کذاب، مفتری اور کافر ہوگا، اسکا کفر فرعون، ہامان، ابوجہل، ابولہب اور ابی بن خلف سے بھی بڑا ہوگا، حتی کہ ان تمام کافروں سے بڑا کافر ہوگا جنہوں نے رسولوں کی تکذیب کر کے کافر ہوئے۔

افسوس ہے ایسے لوگوں پر جو مسلمان ہونے کا دعوی کرتے ہیں اور اس طرح کے کفریہ عقائد رکھتے ہیں، میں طلبہ اور ان مشائخ کو نصیحت کرتا ہوں جو دعوت کے میدان میں کام کرتے ہیں کہ وہ اللہ کا تقوی اختیار کریں، اسکے سامنے کھڑا ہونے کا خوف رکھیں، اور صوفیوں کے کفریہ عقائد کا دفاع کرنے والوں سے دور رہیں۔

میں نے شیخ ربیع بن ہادی مدخلی پر ایک صاحب کا کلام دیکھا جنہوں نے آپ پر رد کیا ہے، ان کا نام

ہادی محمد مختار ہے، ان کا کلام پڑھ کر مجھے بڑا تعجب ہوا، لکھتے ہیں: اے دکتور ربیع مدخلی! یہ صوفیوں کے وہ اقوال ہیں جن کے اندر انہوں نے اپنے منہج اور اپنے عمل کی بنیاد کو واضح کر دیا ہے اور یہ انصاف پسند سلفی علماء کے صوفیوں کے تعلق سے اقوال ہیں، کیا یہ سب صوفیوں کیلئے کافی نہیں ہے یہاں تک کہ آپ نے انہیں گمراہی کے خانے میں ڈال دیا، اللہ ہم سب کو معاف فرمائے۔

اگر صوفیوں کو اہل سنت والجماعہ سے نکال دیں گے تو پھر اہل سنت والجماعہ کون رہے گا؟ کیا صوفیوں کیلئے یہی کافی نہیں ہے کہ مغربی افریقہ میں تیجانی حکومت کے حکمران صوفی الحاج عمر الفوتی نے فرانسیسیوں کے خلاف جہاد کیا اور وہاں پر اسلام کو مضبوط کیا، جنہیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم زبانی یاد تھیں؟

میں کہتا ہوں:

اللہ کے نزدیک کوئی بھی عمل اسی وقت قبول ہوگا جب اسکے اندر اخلاص ہوگا اور وہ سنت کے موافق ہوگا، ایسا نہیں ہے کہ جو بھی جہاد کرے گرچہ اسکا عقیدہ فاسد ہو تو اس کا عمل مقبول ہو جائے گا، چنانچہ مسند احمد کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ أَنَّ أَبَا مُحَمَّدٍ أَخْبَرَهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدَّثَهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ عِنْدَهُ الشُّهَدَاءَ فَقَالَ إِنَّ أَكْثَرَ شُهَدَاءِ أُمَّتِي أَصْحَابُ الْفُرُشِ وَرُبَّ قَتِيلٍ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِنِيَّتِهِ۔

ترجمہ: ابو محمد جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ حدیث ذکر کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک مرتبہ شہداء کا تذکرہ ہوا تو فرمایا کہ میری امت کے اکثر شہداء بستر پر مرنے والے ہوں گے اور میدان جنگ میں دو صفوں کے درمیان مقتول ہونے والے بہت کم ہوں گے جن کی نیتوں کا حال اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

اگر مغربی افریقہ میں تیجانی حکومت کے حکمران صوفی الحاج عمر الفوتی تیجانی صوفی ہوں ایسی

صوفیت جس کے اندر تمام بدعات وخرافات بھری پڑی ہوں، اور یہ صوفی احمد تیجانی کے مرید رہے ہیں، تو آخر یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ ان کا جہاد عند اللہ مقبول ہوگا، جبکہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا ہے: {فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا} ترجمہ: جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہئے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔

دائمہ کمیٹی برائے علمی بحوث اور افتاء نے تیجانی فرقے پر ایک مختصر رسالہ لکھا ہے جس کے ص ۲۵ میں کہا: ''عمر بن سعید الفوتی نے اپنے شیخ احمد بن محمد تیجانی کی تعظیم میں حد درجہ غلو کرتے ہوئے یہ گمان کرلیا کہ وہ خاتم الاولیاء اور سید العارفین ہیں، چنانچہ کوئی بھی ولی اللہ کے نبی سے اگر فیض حاصل کرتا ہے تو انہیں کے واسطے سے بایں طور کہ اس ولی کو اس کا احساس بھی نہیں ہوتا۔

چنانچہ اپنے شیخ کی شخصیت میں غلو کرتے ہوئے کہتے ہیں: ہمارے شیخ رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا بہ کے خاتم الاولیاء، سید العارفین، امام الصدیقین اور رمد الاقطاب والاغواث ہونے کے بیان میں، چنانچہ آپ قطب مکتوم اور برزخ مختوم ہیں آپ ہی انبیاء اور اولیاء کے درمیان واسطہ ہیں، چنانچہ کوئی بھی ولی اللہ کے نبی سے اگر فیض حاصل کرتا ہے تو انہیں کے واسطے سے بایں طور کہ اس ولی کو اس کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ دیکھیں: الرماح: ۲/ ۴

دائمہ کمیٹی نے کہا: اس عبارت کے اندر صریح جھوٹ، واضح شرک اور بیہودہ قسم کا غلو پایا جاتا ہے، کہ اس نے اپنے شیخ کا مقام صحابہ سے بھی آگے بڑھا دیا، بلکہ ان شروع کی ان تین صدیوں کی تمام مقدس ہستیوں سے افضل کردیا جن کے بارے میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ سب سے بہتر اور افضل صدیاں ہیں۔

پھر اس نے کتاب [الرماح: ۲/ ۵] کی عبارت نقل کرتے ہوئے کہا: (بعض وہ لوگ جن کے

پاس علم کی کمی ہوتی ہے اور فیضان الہی سے محروم ہوتے ہیں ہم پر دو طرح کے اعتراضات کرتے ہیں:

پہلا اعتراض: شیخ نے خود اپنی تعریف کی ہے، اپنا تزکیہ کیا ہے جبکہ یہ مذموم ہے۔

دوسرا اعتراض: وہ فیوض و برکات جو سید الوجود کی ذات سے نکلتے ہیں اور جنہیں تمام انبیاء حاصل کرتے ہیں اور انبیاء کے واسطے میری ذات انہیں حاصل کرتی ہے، اور پھر مجھ سے پوری مخلوق حاصل کرتی ہے ابتدائے آفرینش سے صور پھونکنے کے دن تک۔

اس میں تمام صحابہ شامل ہیں اس طرح وہ تمام صحابہ سے افضل ہو جائیں گے جو کہ باطل ہے۔

اسی طرح شیخ کا یہ قول کہ کوئی بھی ولی ہو وہ ہمارے ہی دریا سے کھاتا پیتا ہے، ابتدائے آفرینش سے صور پھونکنے کے دن تک۔

اسی شیخ کا یہ قول کہ اللہ جب میدان محشر میں سب کو اکٹھا کرے گا اس وقت ایک پکارنے والا پکارے گا: اے محشر والو! یہ تمہارا امام ہے جس سے تم مدد حاصل کرتے تھے۔"

میں کہتا ہوں:

دائمہ کمیٹی نے اس کے حوالے سے جن ساری خرافات اور بکواسات کو نقل کیا ہے وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ خود کو رسول اللہ ﷺ سے بھی افضل سمجھتا تھا، اور یہ صریح جھوٹ، دجل وفریب اور گمراہی ہے، اللہ اسکا ضرور بدلہ دے گا۔

اور میں کہتا ہوں:

احمد تیجانی کو آخر وہ فیوض و برکات کہاں سے ملتے تھے رسول ﷺ کے واسطے سے ہو کر جو انبیاء کے پاس آتے تھے اور پھر انبیاء کے واسطے سے انہیں ملتے تھے؟ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تو کبھی ان فیوض کا دعوی نہیں کیا، بلکہ تیجانی نے تو خود کو رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑا ثابت کر دیا جیسا کہ عمر الفوتی نے اپنے شیخ احمد تیجانی کے بارے میں کہا ہے: اللہ جب میدان محشر میں سب کو اکٹھا کرے گا اس وقت ایک

پکارنے والا پکارے گا: اے محشر والو! یہ تمہارا امام ہے جس سے تم مدد حاصل کرتے تھے۔

عمر الفوتی نے اس باطل کا اپنے شیخ کیلئے اقرار کیا ہے، اس لئے اللہ کے بندو! جو ان افکار باطلہ میں غرق ہو کر جہاد کرے تو سن لو اسکا جہاد اسے کوئی فائدہ نہیں پہونچائے گا، اگر وہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات سے فیوض و برکات اس وقت بھی حاصل کئے جاتے ہیں، کیا یہ شرک نہیں ہے؟ کیا یہ دعوے باطل اور جھوٹ نہیں ہیں؟

چنانچہ یہ بات معروف ہے کہ صوفیوں میں سے جو جہاد کرتا ہے اسکا جہاد شرک و بدعات سے پر ہوتا ہے، اور کوئی بھی عمل عند اللہ اسی وقت مقبول ہوتا ہے جب وہ خالص اور سنت کے موافق ہو۔

اسلئے ضروری ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول کی طرف رجوع کیا جائے، اور اس منہج کی طرف واپس آیا جائے جس پر سلف صالح قائم تھے، کیا تم لوگوں نے اللہ کا یہ قول نہیں سنا ہے: {وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَى رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ[60] أُولَئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ} ترجمہ: اور جو لوگ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل کپکپاتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں [60] یہی ہیں جو جلدی جلدی بھلائیاں حاصل کر رہے ہیں اور یہی ہیں جو ان کی طرف دوڑ جانے والے ہیں۔

اسی طرح سنن ابن ماجہ کے اندر یہ حدیث وارد ہوئی ہے:

عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ، وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ سورة المؤمنون آية 60 ، أَهُوَ يُضَافُ الرَّجُلُ الَّذِي يَزْنِي وَيَسْرِقُ وَيَشْرَبُ الْخَمْرَ ، قَالَ:" لَا ، يَا بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ ، أَوْ يَا بِنْتَ الصِّدِّيقِ ، وَلَكِنَّهُ الرَّجُلُ يَصُومُ وَيَتَصَدَّقُ وَيُصَلِّي ، وَهُوَ يَخَافُ أَنْ لَا يُتَقَبَّلَ مِنْهُ".

ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اللہ کے رسول! اللہ کے قول:

(وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ) سے کیا وہ لوگ مراد ہیں جو زنا کرتے ہیں، چوری کرتے ہیں اور شراب پیتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں: ابو بکر کی بیٹی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "صدیق کی بیٹی! اس سے مراد وہ شخص ہے جو روزے رکھتا ہے، صدقہ دیتا ہے، اور نماز پڑھتا ہے، اور ڈرتا رہتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو اس کا یہ عمل قبول نہ ہو"۔

آخر میں ان لوگوں کو نصیحت کروں گا جو صوفیوں کا دفاع کرتے ہیں اور سب سے پہلے انہیں اللہ کے ان فرامین کو یاد دلاؤں گا چنانچہ ارشاد باری ہے: {فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ[92] عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ} ترجمہ: قسم ہے تیرے پالنے والے کی! ہم ان سب سے ضرور باز پرس کریں گے [92] ہر اس چیز کی جو وہ کرتے تھے۔

مزید اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا ہے: {فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ[6] فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَمَا كُنَّا غَائِبِينَ} ترجمہ: پھر ہم ان لوگوں سے ضرور پوچھیں گے جن کے پاس پیغمبر بھیجے گئے تھے اور ہم پیغمبروں سے ضرور پوچھیں گے [6] پھر ہم چونکہ پوری خبر رکھتے ہیں ان کے روبرو بیان کردیں گے۔ اور ہم کچھ بے خبر نہ تھے۔

اسلئے میں کہوں گا کہ اے اللہ کے بندے! تم سے تمہارے علم کے بارے میں، مال کے بارے میں، عمر و جوانی کے بارے میں سوال ہوگا، جیسا کہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " لَا تَزُولُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ: عَنْ عُمُرِهِ فِيمَ أَفْنَاهُ، وَعَنْ شَبَابِهِ فِيمَ أَبْلَاهُ، وَمَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ، وَفِيمَ أَنْفَقَهُ، وَمَاذَا عَمِلَ فِيمَا عَلِمَ ".

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آدمی کا پاؤں قیامت کے دن اس کے رب کے پاس سے نہیں ہٹے گا یہاں تک کہ اس سے پانچ

چیزوں کے بارے پوچھ لیا جائے: اس کی عمر کے بارے میں کہ اسے کہاں صرف کیا، اس کی جوانی کے بارے میں کہ اسے کہاں کھپایا، اس کے مال کے بارے میں کہ اسے کہاں سے کمایا اور کس چیز میں خرچ کیا اور اس کے علم کے سلسلے میں کہ اس پر کہاں تک عمل کیا"۔

(اس حدیث کے مطابق جن چیزوں سے متعلق استفسار ہوگا ان میں سب سے پہلے اس زندگی کے بارے میں سوال ہوگا جس کا ایک ایک لمحہ بہت قیمتی ہے، اس لیے اسے حیات مستعار سمجھتے ہوئے اللہ کی اطاعت وفرماں برداری میں گزارنا چاہیئے، کیونکہ اس کا حساب دینا ہے، جوانی میں انسان اپنے آپ کو محرمات سے بچائے، اس میں کوتاہی کرنے کی صورت میں اللہ کی گرفت سے بچنا مشکل ہوگا، اسی طرح مال کے سلسلہ میں اسے کماتے اور خرچ کرتے وقت دونوں صورتوں میں اللہ کا ڈر دامن گیر رہے، علم کے مطابق عمل کی بابت سوال ہوگا، اس سے معلوم ہوا کہ دین وشریعت کا علم حاصل کرے، کیونکہ یہی اس کے لیے مفید اور نفع بخش ہے۔ مترجم)۔

اور اے اللہ کے بندے! تم سے اللہ کے سامنے یہ سوال ہوگا کہ تم نے حق کی نصرت ومدد کی تھی یا اسے چھوڑ دیا تھا، اگر تم نے حق کی مدد کی ہوگی تو اس دن تمہارے لئے خوشخبری ہوگی، اللہ تعالی نے حق کی مدد کرنے والوں کیلئے وعدہ کیا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے: {إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ [51] يَوْمَ لَا يَنفَعُ الظَّالِمِينَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ} ترجمہ: یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد زندگانی دنیا میں بھی کریں گے اور اس دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے [51] جس دن ظالموں کو ان کی (عذر) معذرت کچھ نفع نہ دے گی ان کے لیے لعنت ہی ہوگی اور ان کے لیے برا گھر ہوگا۔

اور اے اللہ کے بندے! اگر تم نے حق اور اہل حق کو رسوا کیا ہوگا تو اسکا بھی انجام وہاں مل جائے گا، جیسا کہ ارشاد باری ہے: {يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ [88] إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ

سَلِيمٍ} ترجمہ: جس دن کہ مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی [88] لیکن فائدہ والا وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے بے عیب دل لے کر جائے۔

بیان حق اور ابطال باطل کی خاطر میری یہ متواضع کوشش ہے، اللہ ہی ہر عمل کا بدلہ دینے والا ہے، وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ۔

کتبہ

احمد بن یحیی النجمی

۲/۵/۱۴۲۶ھ

۞۞۞

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضیلۃ الشیخ: عبدالمحسن بن حمد العباد البدر/ حفظہ اللہ

السلام علیکم رحمتہ اللہ و برکاتہ۔

وبعد:

بھائی میں نے آپ کا فون بروز جمعرات ۱۰ / ۵ / ۱۴۲۴ھ کو اٹھایا جس میں آپ مجھے ملامت کرنے لگے یہ کہتے ہوئے کہ میں نے آپ کا صوتی مکالمہ میں نے حاصل کیا، اور میں نے سائل سے کہا کہ یہ کتاب جسے آپ نے لکھی ہے: (رفقاً أهل السنة بأهل السنة) اسے سوائے بدعتی کے کوئی تقسیم نہیں کرسکتا، او میں کہتا ہوں کہ اللہ جانتا ہے کہ میں نے آپ کو بدعتی نہیں کہا ہے کیونکہ میں آپ کو ان مجاہدین اہل سنت میں سے جانتا ہوں جو سنت کو پھیلا رہے ہیں، البتہ آپ کی اس کتاب کو میں سنت کے ساتھ بے ادبی سمجھتا ہوں، جسے آپ برابر شائع کر رہے ہیں اور ایک زمانے سے لوگوں کو اسکی تعلیم دے رہے ہیں، گرچہ آپ نے سنت کی بے ادبی کا قصد نہیں کیا ہے جیسا کہ میں سمجھتا ہوں، بلکہ دونوں اطراف کے درمیان اصلاح ہی آپ کا مقصد ہے، واللہ اعلم۔

البتہ آپ کی یہ کتاب اہل بدعت کے تعلق سے سلفیوں کی ہمت پست کرنے والی ہے کہ یہ اہل بدعت پر نقد کرنے سے روکتی ہے۔

دوسرے یہ کہ اس کتاب سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اہل بدعت کے بارے میں کلام کرنا، انکی مذمت کرنا اور انکے عیوب کو ظاہر کرنا غلط ہے۔

تیسرے یہ کہ ہونا تو یہ چاہئے کہ اہل بدعت پر کلام کرنے کو تقرب الی اللہ کا ایک عظیم وسیلہ مانا جاتا مگر آپ نے اسے ایک عظیم جرم ثابت کر دیا، حالانکہ امام احمد سے مروی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی نماز پڑھتا ہے روزہ رکھتا ہے، صدقہ کرتا ہے، اعتکاف بیٹھتا ہے اور دیگر خیر کے کاموں میں حصہ

لیتا ہے اور ایک دوسرا آدمی ہے جو بدعتیوں پر صرف رد کرتا ہے، ان دونوں میں افضل کون ہے؟

تو اس پر امام احمد نے جواب دیا کہ جو آدمی نماز پڑھتا ہے روزہ رکھتا ہے، صدقہ کرتا ہے، اعتکاف بیٹھتا ہے اور دیگر نیک کام کرتا ہے وہ اسی کے ساتھ خاص ہے، مگر جو بدعتیوں پر رد کرتا ہے وہ دوسروں کیلئے بھلائی کر رہا ہوتا ہے۔

چوتھے یہ کہ آپ کے اس موقف کا اہل بدعت نے استغلال کیا ہے، چنانچہ انہوں نے آپ کو اپنی طرف سے دفاع کرنے والا اور سلفیوں کا مخالف سمجھ لیا ہے، اب وہ آپ کی اس کتاب کو سینکڑوں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں پھیلا رہے ہیں، اب آپ خود ہی دیکھیں کہ اس کتاب سے زیادہ فائدہ کس کو ہو رہا ہے، اور یہ کتاب لکھ کر آپ کس کی صف میں زیادہ نظر آ رہے ہیں؟!!

پانچویں یہ کہ آپ نے اس کتاب کے ذریعے ادنی کو اعلی کے مقابلے میں اختیار کر لیا ہے!! یعنی ہونا تو یہ چاہئے کہ آپ سلفیوں کا دفاع کرتے انکی نصرت ومدد کرتے مگر ایسا نہ کر کے بدعتیوں کی نصرت ومدد اور انکا دفاع کر رہے ہیں، خواہ یہ آپ کی لاشعوری ہی میں کیوں نہ ہو رہا ہو، مگر زمینی حقیقت یہی ہے!!

اب آپ خود ہی دیکھ لیں کہ آپ کی اس کتاب سے کس کو خوشی ہو رہی ہے اور کون لوگ اس کتاب پر افسوس کر رہے ہیں؟!!

بلاشبہ اس کتاب سے اس وقت حزبیوں کو خوب خوشی ہو رہی ہے اور سلفیوں کو مایوسی ہوئی ہے؛ اسی لئے سلفی اس وقت اللہ سے دعاء کر رہے ہیں کہ جس طرح آپ سنت کو پھیلا رہے ہیں اسی طرح آپ سنت کا دفاع کرنے والے بن جائیں۔

چھٹے یہ کہ میں آپ کی وہ کتاب تیس سال قبل ہی پڑھی ہے جس میں آپ نے حدیث پاک: (نضر اللہ امرا سمع مقالتی فوعاھا ....الحدیث) کے اسناد کی تخریج کی ہے، اسی وقت سے آپ کی

تعظیم اور محبت میرے دل میں بیٹھ گئی ہے، اور میں برابر سنتا ہوں کہ آپ حدیث میں درس دے رہے ہیں، اور ریڈیو کے ذریعے میں نے آپ کے بعض دروس سنا بھی ہے، اسی طرح آپ راویوں کے بارے میں بڑی تیزی سے گفتگو کرتے ہیں، یہ سن کر میں نے بھی تمنا کیا کہ کاش میں بھی آپ کی طرح اسانید کے رجال کی سوانح یاد کرلیتا۔

ساتویں یہ کہ آپ نے یہ کتاب لکھ کر خود اپنی مذمت کرلی ہے جب یہ کہا کہ بدعتیوں پر کلام کرنا غیبت ہے، حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ غیبت خالص مذمت کو کہتے ہیں جس کے اندر دین کا دفاع مقصود نہیں ہوتا ہے۔

لیکن اگر دین کا دفاع مقصود ہوتو وہ غیبت نہیں ہوسکتی، آپ کو یہ کہنا پڑے گا کہ فلاں مرجی ہے، یا فلاں راوی پر ارجاء کا الزام ہے فلاں خوارج کی رائے رکھتا ہے، فلاں قدری ہے، یا فلاں پر قدر کا الزام ہے۔

اگر آپ کہتے ہیں کہ یہ غیبت ہے، اور غیبت حرام ہے، تو پھر آپ پر بھی یہ حرام ہوگا کیونکہ اس طرح کی غیبت تو آپ بھی کرتے ہیں اور ان کا گوشت کھاتے ہیں۔

اور اگر آپ کہتے ہیں کہ غیبت اس وقت جائز ہے جب دین کا دفاع مقصود ہوتو ہم کہیں گے کہ اسی طرح یہ بھی کہنا جائز ہے کہ فلاں بدعتی ہے اگر ہمارا مقصد اسکی بدعت سے لوگوں کو آگاہ کرنا مقصد ہوتا کہ اس کی بدعت پھیل نہ سکے، اور ہم آپ کے ساتھ ہیں اس اصول میں کہ جس کی بدعات کا علم نہ ہو اس پر کلام کرنا جائز نہیں ہے، یہاں تک کہ وہ بدعت ایجاد کرے یا اسے پھیلائے تو اسے نصیحت کی جائے گی، اگر مان لیا تو ٹھیک ورنہ اس کا بائیکاٹ کیا جائے گا۔

آٹھویں یہ کہ ایسی غیبت جس سے مقصد لوگوں کو آگاہ کرنا ہو اس پر کتاب وسنت بہت سی دلیلیں موجود ہیں، اور اسے سلف نے ثابت بھی کیا ہے:

سب سے پہلے کتاب اللہ سے، چنانچہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا ہے: {يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ} ترجمہ: اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد جاری رکھو، اور ان پر سخت ہو جاؤ ان کی اصلی جگہ دوزخ ہے، جونہایت بدترین جگہ ہے۔

اور سنت سے صحیح بخاری کی یہ روایت پیش ہے:

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَجُلًا اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَآهُ قَالَ:" بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ وَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيرَةِ". فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهِهِ وَانْبَسَطَ إِلَيْهِ، فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ، قَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، حِينَ رَأَيْتَ الرَّجُلَ قُلْتَ لَهُ: كَذَا وَكَذَا، ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِي وَجْهِهِ وَانْبَسَطْتَ إِلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ:" مَتَى عَهِدْتِنِي فَحَّاشًا، إِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللَّهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهِ".

ترجمہ: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ برا ہے فلاں قبیلہ کا بھائی۔ یا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کہ برا ہے فلاں قبیلہ کا بیٹا۔ پھر جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ بیٹھا تو آپ اس کے ساتھ بہت خوش خلقی کے ساتھ پیش آئے۔ وہ شخص جب چلا گیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کیا: یارسول اللہ! جب آپ نے اسے دیکھا تھا تو اس کے متعلق یہ کلمات فرمائے تھے، جب آپ اس سے ملے تو بہت ہی خندہ پیشانی سے ملے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! تم نے مجھے بدگو کب پایا۔ اللہ کے یہاں قیامت کے دن وہ لوگ بدترین ہوں گے جن کے شر کے ڈر سے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں۔

اسی طرح صحیح مسلم کی یہ روایت بھی پیش خدمت ہے:

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أَنَّ أَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا وَكِيلُهُ بِشَعِيرٍ فَسَخِطَتْهُ فَقَالَ وَاللَّهِ مَا لَكِ عَلَيْنَا مِنْ شَيْءٍ. فَجَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: لَيْسَ لَكِ عَلَيْهِ نَفَقَةٌ. فَأَمَرَهَا أَنْ تَعْتَدَّ فِي بَيْتِ أُمِّ شَرِيكٍ ثُمَّ قَالَ: تِلْكَ امْرَأَةٌ يَغْشَاهَا أَصْحَابِي اعْتَدِّي عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمَى تَضَعِينَ ثِيَابَكِ فَإِذَا حَلَلْتِ فَآذِنِينِي. قَالَتْ فَلَمَّا حَلَلْتُ ذَكَرْتُ لَهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَأَبَا جَهْمٍ خَطَبَانِي. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- (أَمَّا أَبُو جَهْمٍ فَلاَ يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهِ وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوكٌ لاَ مَالَ لَهُ انْكِحِي أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ). فَكَرِهْتُهُ ثُمَّ قَالَ: (انْكِحِي أُسَامَةَ). فَنَكَحْتُهُ فَجَعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا وَاغْتَبَطْتُ بِهِ.

ترجمہ: سیدہ فاطمہ بنت قیس سے روایت ہے، کہ ابوعمرو نے ان کو طلاق دی طلاق بائن اور وہ شہر میں نہ تھے یعنی کہیں باہر تھے اور ان کی طرف ایک وکیل بھیج دیا اور تھوڑے جو روانہ کیے اور فاطمہ اس پر غصہ ہوئیں تو وکیل نے کہا کہ اللہ کی قسم! تمہارے لیے ہمارے ذمہ کچھ نہیں ہے (یعنی نفقہ وغیرہ) پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ "تمہارے لیے ان کے ذمہ کچھ بھی نہیں ہے۔" پھر حکم کیا فاطمہ کو کہ تم ام شریک کے گھر میں عدت پوری کرو پھر فرمایا: کہ "وہ ایسی عورت ہے کہ وہاں ہمارے اصحاب بہت جمع رہتے ہیں تم ابن ام مکتوم کے گھر عدت پوری کرو اس لیے کہ وہ ایک اندھے آدمی ہیں وہاں تم اپنے کپڑے اتار سکتی ہو۔ (یعنی بے تکلف رہو گی گوشہ پردہ کی تکلیف نہ ہوگی) پھر جب تمہاری عدت پوری ہو جائے تو مجھ کو خبر دینا۔" وہ کہتی ہیں کہ جب میری عدت پوری ہوگئی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ مجھے معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم نے نکاح کا

پیغام دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ "ابوجہم تو اپنی لاٹھی اپنے کندھے سے نہیں اتارتا اور معاویہ مفلس آدمی ہے کہ اس کے پاس مال نہیں، تم اسامہ بن زید سے نکاح کرلو۔" اور مجھے یہ امر ناپسند ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: کہ "اسامہ سے نکاح کرلو۔" پھر میں نے ان سے نکاح کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس میں اتنی خیر وخوبی دی کہ مجھ پر دوسری عورتیں رشک کرنے لگیں۔

اسی طرح یہ حدیث بھی:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: " دَخَلَتْ هِنْدٌ بِنْتُ عُتْبَةَ امْرَأَةُ أَبِي سُفْيَانَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ، لَا يُعْطِينِي مِنَ النَّفَقَةِ مَا يَكْفِينِي وَيَكْفِي بَنِيَّ، إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْ مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمِهِ، فَهَلْ عَلَيَّ فِي ذَلِكَ مِنْ جُنَاحٍ؟، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " خُذِي مِنْ مَالِهِ بِالْمَعْرُوفِ مَا يَكْفِيكِ وَيَكْفِي بَنِيكِ ".

ترجمہ: ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، ہند بیٹی عتبہ کی ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بی بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کی: یارسول اللہ! ابوسفیان بخیل ہے مجھ کو اتنا خرچ نہیں دیتا جو مجھ کو اور میرے بچوں کو کافی ہو۔ مگر میں اس کے مال میں سے لیتی ہوں اور اس کو خبر نہیں ہوتی تو اس کا گناہ ہوگا مجھ پر؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو اس کے مال میں سے لے لے دستور کے موافق جتنا تجھ کو اور تیرے بچوں کو کافی ہو۔"

اور اسی طرح یہ روایت بھی:

عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، قَالَ: رَأَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُغَفَّلِ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ يَخْذِفُ، فَقَالَ لَهُ: " لَا تَخْذِفْ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ، أَوْ قَالَ: يَنْهَى عَنِ الْخَذْفِ، فَإِنَّهُ لَا يُصْطَادُ بِهِ الصَّيْدُ وَلَا يُنْكَأُ بِهِ الْعَدُوُّ وَلَكِنَّهُ يَكْسِرُ السِّنَّ

وَيَفْقَأُ الْعَيْنَ، ثُمَّ رَآهُ بَعْدَ ذَلِكَ يَخْذِفُ، فَقَالَ لَهُ: أُخْبِرُكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ أَوْ يَنْهَى عَنِ الْخَذْفِ ثُمَّ أَرَاكَ تَخْذِفُ، لَا أُكَلِّمُكَ كَلِمَةً كَذَا وَكَذَا".

ترجمہ: سیدنا ابن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، عبداللہ بن مغفل نے ایک شخص کو دیکھا اپنے ساتھیوں سے خذف کرتے ہوئے (خذف کنکری مارنا یا گٹھلی مارنا یا کوئی اور چیز ان کے مانند دو انگلیوں کے بیچ میں رکھ کر یا انگلی اور انگوٹھے کے بیچ میں رکھ کر) عبداللہ نے اس سے کہا: تو خذف مت کر اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکروہ جانتے تھے یا منع کرتے تھے خذف، کو کیوں کہ نہ اس سے شکار ہوتا ہے، نہ دشمن مرتا ہے، بلکہ دانت ٹوٹ جاتا ہے، یا آنکھ پھوٹ جاتی ہے۔ (جب وہ کسی کے لگ جاتا ہے)، پھر عبداللہ نے اس کو دیکھا خذف کرتے ہوئے تو کہا: میں تجھ سے حدیث بیان کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکروہ رکھتے تھے یا منع کرتے تھے خذف سے اور پھر میں دیکھتا ہوں تو خذف کیے جاتا ہے اب میں تجھ سے بات نہ کروں گا۔

اور اس تعلق سے سلف سے بہت کچھ وارد ہوا ہے:

چنانچہ شعبہ بن حجاج سے مروی ہے کہ آپ نے کہا: آؤ اللہ کی خاطر غیبت کرتے ہیں۔

اسی طرح عاصم الاحول سے مروی ہے کہ قتادہ عمرو بن عبید کی عیب جوئی کرتے تھے، میں نے دوزانو بیٹھ کر عرض کیا: اے ابو الخطاب! کیا یہ درست ہے کہ فقہاء ایک دوسرے کی غیبت کریں؟ تو آپ نے کہا: اے احول! ایک آدمی بدعت کرتا ہے تو اس پر کلام کرنا اس کے بارے میں خاموش رہنے سے بہتر ہے۔

حسن بن الربیع کہتے ہیں کہ عبداللہ بن المبارک نے کہا: معلی بن ہلال بہت اچھے ہیں سوائے حدیث روایت کرنے کے کہ اس میں وہ جھوٹ بولتے ہیں، یہ سن کر ان سے کسی صوفی نے عرض کیا: اے ابو

عبدالرحمن! کیا آپ غیبت کرتے ہیں؟ کہا: خاموش ہو جاؤ، ایسے لوگوں کے بارے میں اگر ہم نہیں بتائیں گے تو پھر حق کو باطل سے کیسے پہچانا جائے گا؟

عبداللہ بن احمد سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد سے عرض کیا: ان اہل حدیثوں کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جو ایسے شیخ کے پاس جاتے ہیں جو ممکن ہے مرجی ہو یا شیعی ہو، یا اسکے اندر خلاف سنت کوئی چیز ہو؟ کیا میں اس پر خاموش رہوں یا اس سے لوگوں کو آگاہ کر دوں؟ تو آپ نے فرمایا: اگر وہ بدعت کا داعی اور امام ہو تو ایسی صورت میں اس سے لوگوں کو آگاہ کرو۔

حسن بصری نے کہا: اہل بدعت کی کوئی غیبت نہیں ہے۔

عفان نے کہا: ہم اسماعیل بن علیہ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے ایک شخص سے حدیث بیان کی تو میں نے کہا: یہ شخص ثقہ نہیں ہے، تو اس شخص نے کہا: تم نے اسکی غیبت کی ہے، یہ سن کر اسماعیل نے کہا: کوئی غیبت نہیں کی ہے، بلکہ اس پر حکم لگایا ہے کہ وہ قابل حجت نہیں ہے۔

ابن تیمیہ نے مجموع الفتاوی: ۲۸ / ۲۱۷ میں کہا: آدمی جب منکرات کا ارتکاب علانیہ کرے تو اس پر علانیہ طور پر نکیر کرنا واجب ہے، اسے غیبت نہیں کہیں گے، اور اسے سزا علانیہ طور پر دی جائے تا کہ وہ دوسروں کیلئے عبرت بنے۔

ابن الجوزی نے اپنی کتاب: [مناقب الامام احمد بن حنبل ص ۱۸۵] میں کہا: امام احمد بن حنبل بدعت پر نکیر کرنے اور سنت کے التزام کے معاملے میں اس قدر سخت تھے کہ اگر اچھے اچھے لوگوں سے کوئی ایسی غلطی ہو جاتی جو سنت کے خلاف ہوتی تو اس پر بھی آپ کلام کرنے سے نہیں چوکتے، اور اس وقت آپ کا کلام نصیحت پر محمول کیا جاتا۔

خلاصہ کلام یہ کہ اس تعلق سے سلف سے بہت سارے آثار وارد ہیں، ان سب کے ذکر کرنے سے یہ مقام قاصر ہے، اسی طرح سلف سے ایسے بہت سے آثار بھی ثابت ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اگر کسی کی

طرف سے شریعت مخالف چیز ظاہر ہوجائے یا صادر ہوجائے یا ایسی کوئی چیز جس کے اندر حق اور باطل دونوں کا احتمال ہو یا جو سنت اور بدعت دونوں کو شامل ہو تو اس پر وہ نکیر کرتے تھے۔

چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب [درء تعارض العقل والنقل: ۱/ ۲۵۴] کے اندر کہتے ہیں: سلف اور ائمہ دین کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ ایسے صحیح اور درست معانی کا اہتمام کرتے ہیں جو عقل وشرع سے معلوم ہوں، اسی طرح وہ شرعی الفاظ کا بھی خیال کرتے ہیں اور جہاں تک ممکن ہوتا ہے انہیں کا استعمال کرتے ہیں، چنانچہ اگر کوئی ایسا معنی استعمال کرتا ہے جو کتاب وسنت کے خلاف ہو تو اس پر وہ رد کرتے ہیں، اور اگر کوئی ایسا لفظ استعمال کرتا ہے تو دین میں نیا ہو جس کے اندر حق اور باطل دونوں کا احتمال ہو تو اسے بھی بدعت کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔

اسی طرح الفتاوی (۲۸/ ۲۲) ہی کے اندر کہا:

دین کی بنیاد دو چیزوں پر ہے:

پہلی چیز: یہ کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کریں۔

دوسری چیز: ہم اسکی عبادت اسی طریقے سے کریں جو مشروع ہے، بدعات کے ذریعے ہم اسکی عبادت نہیں کریں گے، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا ہے: {الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ} ترجمہ: جس نے موت اور حیات کو اس لیے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے، اور وہ غالب (اور) بخشنے والا ہے۔

فضیل بن عیاض نے کہا: یہاں آیت میں اچھے کام سے مراد وہ کام ہے جو خالص اور درست ہو، آپ سے پوچھا گیا: خالص اور درست سے کیا مراد ہے؟ تو کہا: اگر عمل خالص ہوتا ہے اور وہ درست نہ ہو تو بھی مقبول نہیں ہوتا، اور اگر درست ہوتا ہے مگر خالص نہیں ہوتا تو بھی مقبول نہیں ہوتا۔

خالص سے مراد یہ ہیکہ وہ اللہ کیلئے خالص ہو۔

درست سے مراد یہ ہیکہ وہ سنت کے مطابق ہو۔

آگے آپ نے کہا: اگر علماء ومشائخ کے اقوال واحوال کے اندر معروف ومنکر، ہدایت وضلالت سب موجود ہو تو ایسی صورت میں واجب ہے کہ اسے کتاب وسنت پر پیش کیا جائے، جو کتاب وسنت کے موافق ہو اسے لے لیا جائے اور جو مخالف ہو اسے رد کر دیا جائے۔

ساتھ ہی یہ معلوم رہے کہ ہمارا دین تین امور پر قائم ہے:

پہلا: ایمان باللہ۔

دوسرا: امر بالمعروف۔

تیسرا: نہی عن المنکر۔

انہیں تینوں امور کا ذکر اللہ نے اس آیت کے اندر کیا ہے: {كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُم مِّنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ} ترجمہ: تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو، اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو، اگر اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کے لئے بہتر تھا، ان میں ایمان والے بھی ہیں لیکن اکثر تو فاسق ہیں۔

اور صحیح مسلم کے اندر یہ حدیث وارد ہوئی ہے:

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: " بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ، وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ، وَعَلَى أَثَرَةٍ عَلَيْنَا وَعَلَى أَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، وَعَلَى أَنْ نَقُولَ بِالْحَقِّ أَيْنَمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللَّهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ ".

ترجمہ: سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے اور بات ماننے پر سختی اور راحت میں، خوشی اور ناخوشی میں اور گو ہمارے حق کا خیال نہ رکھا جائے اور اس امر پر کہ ہم جھگڑا نہ کریں گے اس شخص کی سرداری میں جو اس کے لائق ہے، اور ہم سچ بات کہیں گے جہاں ہوں گے، اللہ کی راہ میں ہم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

اس روایت کے بعد آپ ﷺ نے مزید فرمایا: (وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، قَالَ: إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللَّهِ فِيهِ بُرْهَانٌ ".) ترجمہ: اور ہم جھگڑا نہ کریں گے اس شخص کی خلافت میں جو اس کے لائق ہو" مگر جب کھلا کفر دیکھیں جو اللہ تعالیٰ کے پاس حجت ہو"۔

ان دلیلوں سے واضح ہوا کہ اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں، کہیں بھی رہیں حق بولیں، اللہ کے سوا کسی کی ملامت کا خوف نہ کریں، اور اسی چیز نے مجھے اس بات پر ابھارا کہ میں وہ حق بات کہوں جسے میں جانتا ہوں، اور وہ یہ کہ میں نے کہا: شیخ عبدالمحسن اہل سنت میں سے ہیں، ہم آپ کے تعلق سے کوئی تبصرہ نہیں کرسکتے، البتہ آپ نے اس کتاب کو لکھ کر اچھا نہیں کیا ہے کہ جس سے اہل بدعت کو بے انتہا خوشی ہوئی ہے اور وہ اس کتاب کو بڑی تعداد میں تقسیم کررہے ہیں۔

نویں یہ کہ شاید آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے بدعتیوں پر خاموش رہنے کا قصد نہیں کیا ہے، اور نہ ہی کسی سے ان کے بارے میں سکوت کا مطالبہ کیا ہے؛ بلکہ میرا مقصد یہ ہیکہ سلفیوں کے درمیان شدت سے پائے جانے والے الزامات واتہامات کو ہلکا کیا جاسکے۔

تو میں کہوں گا کہ آپ پر اور آپ کے علاوہ دوسروں پر بھی اس طرح کے معاملے میں سب سے پہلے ضروری ہے کہ سلفیوں اور حزبیوں کے درمیان حکم لگانے میں تمیز کیا جائے تاکہ دونوں کا فرق واضح ہوجائے، کیونکہ اس زمانے کے خوارج نے تقیہ اور نفاق کو دین بنالیا ہے چنانچہ آپ انہیں بظاہر حکام

کے ساتھ دیکھیں گے کہ وہ ان سے ملکر رہتے ہیں جبکہ خفیہ طور پر انکے خلاف ہوتے ہیں۔

دسویں یہ کہ آپ نے کہا کہ کوئی عالم اگر غلطی کرے تو اس کے تعلق سے اہل سنت کا موقف یہ ہیکہ اسے معذور سمجھا جائے، اسے بدعتی نہ کہا جائے اور نہ اسکا بائیکاٹ کیا جائے، اس پر آپ نے تین علمائے سابقین کے تراجم پیش کئے ہیں، اور وہ امام بیہقی، نووی اور ابن حجر ہیں، ان لوگوں نے بعض صفات میں تاویل کی ہے اور ان کی بہت ساری مفید اور عظیم کتابیں ہیں۔

اسی لئے اہل سنت والجماعہ نے یہ سمجھا کہ لوگوں کو ان کی کتابوں سے استفادہ کرنے کی ضرورت ہے سوائے ان چیزوں سے جہاں وہ بدعت میں واقع ہوئے ہیں، اسی لئے طلبہ کو ان بدعات سے آگاہ کر دیا جاتا ہے، اور انکی کتابوں سے ان جگہوں کے علاوہ جہاں غلطیاں صادر ہوئی ہیں، استفادہ کیا جاتا ہے، البتہ یہ کہنا کہ اہل سنت نے ان علماء کو معذور سمجھا ہے یعنی تاویل صفات میں بھی معذور سمجھا ہے اور ان پر مطلق طور پر بدعتی کہنے سے آگاہ کیا ہے تو میں اس تعلق سے میں کسی کا قول نہیں جانتا۔

اسکے بعد آپ نے معاصر علماء میں سے بطور مثال شیخ البانی کا ذکر کیا ہے، شیخ البانی اہل سنت والجماعہ میں سے ہیں گرچہ انکے یہاں بھی بعض اجتہادی غلطیاں پائی جاتی ہیں، مگر یہ دلیلوں پر مبنی ہیں جن پر وہ قانع ہیں، اسلئے ان کی مثال دینا بے محل ہے، کیونکہ یہاں پر کلام بدعتی کے بائیکاٹ پر ہے، اور شیخ البانی بدعتی نہیں ہیں۔

اسکے بعد آپ نے بعض سلف کے اقوال کا ذکر کیا ہے مگر وہ مجمل ہیں، اور آپ نے ان اقوال کو ذکر نہیں کیا جن سے پتہ چلتا ہے کہ بدعتی کا بائیکاٹ کرنا چاہئے، اور یقینی طور پر آپ نے ان کتابوں کو پڑھا ہوگا گرچہ بعض ہی کتابیں سہی، جیسے الابانہ الکبری لابن بطہ، الابانہ الصغری لہ ایضا، شرح السنہ للالکائی، کتاب السنہ لابن ابی عاصم اور الشریعہ للآجری وغیرہ، جن کے اندر سلف سے بہت سارے ایسے اقوال مروی ہیں جن سے بدعتیوں کے بائیکاٹ کا پتہ چلتا ہے۔

میں کہتا ہوں:

شیخ! ان آثار سے آپ خاموش ہیں، لوگوں سے پہلے اس تعلق سے آپ عنداللہ مسوؤل ہوں گے، شیخ! کیا آپ بھول گئے کہ امام اہل سنت احمد بن حنبل نے حسین بن علی کرابیسی کے بائیکاٹ کا حکم دیا تھا، اور کہا تھا کہ اس سے علم حاصل نہ کیا جائے اور نہ ہی اس کی کتابیں پڑھی جائیں، جس کی وجہ سے اسکا بائیکاٹ کر دیا گیا اور اسکے پاس کوئی نہیں جاتا تھا جبکہ وہ بڑا علم والا تھا۔

اسی طرح آپ نے داؤد بن علی ظاہری کو اپنے پاس آنے سے منع کر دیا، اسی طرح آپ نے سہل بن عبداللہ تستری کا بائیکاٹ کر دیا تھا اور انکی کتابوں کے پڑھنے سے منع کیا ہے چنانچہ اہل حدیثوں نے انکا بائیکاٹ کر دیا۔ اسی طرح حسن بن صالح بن حی کی بدعت کا جب پتہ چلا تو اہل سنت والجماعہ نے انکا بھی بائیکاٹ کر دیا۔

شیخ! مجھے نہیں معلوم کہ آپ ان آثار کو بھول گئے یا آپ نے جان بوجھ کر انہیں بھلا دیا؟

اسی لئے میں آپ کو اور خود کو نصیحت کرتا ہوں کہ ہم آثار سلف کو لازم پکڑلیں، اور انہیں کے طریقے اور منہج پر چلیں۔

آپ یہ اچھی طرح جانتے ہوں گے کہ اگر کسی سے فرعی احکامات میں غلطی واقع ہو جائے جہاں اجتہاد کا امکان ہوتا ہے تو ایسی صورت میں اسے معذور مانا جائے گا، اسے بدعتی نہیں کہا جائے گا اور نہ ہی اسکا بائیکاٹ کیا جائے گا، لیکن اگر کوئی عقیدے میں غلطی کرتا ہے تو اسکی تبدیع کی جائے گی اور اسکا بائیکاٹ بھی کیا جائے گا، اور میں نہیں جانتا کہ سلف نے کسی ایسے شخص کو معذور سمجھا ہو جو عقیدے میں بدعتی ہو۔

گیارہویں یہ کہ آپ نے کہا: دو آدمیوں کی وجہ سلفی دو قسموں میں بٹ گئے، اور بظاہر یہی لگتا ہے کہ آپ نے ان دونوں سے مراد شیخ ربیع بن ہادی مدخلی اور ابو الحسن سلیمانی مآربی کو لیا ہے۔

تو میں آپ سے کہوں گا:

یہاں پر مسئلہ حق کی نصرت اور اسکی تائید کرنے اور باطل کا رد کرنے اور اسکے بطلان کو واضح کرنے کا ہے، اور یہ آپ کی طرف سے سلفی علماء اور طلبہ پر الزام ہے کہ ان کے یہاں تعصب اور جانبداری پائی جاتی ہے، وہ عصبیت جس سے اللہ نے انہیں نجات دے رکھی ہے، ارشاد باری ہے: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ} ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ کی خاطر حق پر قائم ہو جاؤ، راستی اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ، کسی قوم کی عداوت تمہیں خلاف عدل پر آمادہ نہ کردے، عدل کیا کرو جو پرہیز گاری کے زیادہ قریب ہے، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

اسی طرح سیدنا عبادہ کی حدیث میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں:

(وَأَنْ نَقُولَ بِالْحَقِّ أَيْنَمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللَّهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ) ترجمہ: اور ہم سچ بات کہیں گے جہاں ہوں گے، اللہ کی راہ میں ہم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

اسی لئے ہم اپنے او پر واجب سمجھتے ہیں کہ حق بولیں، گرچہ اس کی وجہ سے لوگ ناراض رہیں۔

شیخ عبدالمحسن! کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہم ان اہل جاہلیت کے منہج پر چل رہے ہیں جن میں سے کسی نے کہا ہے:

وهل أنا إلا من غزية إن غوت غويت وإن ترشد غزية أرشد

ترجمہ: میں قبیلہ غزیہ سے ہوں، اگر وہ گمراہ ہوگیا تو میں بھی گمراہ ہوجاؤں گا اور اگر وہ راہ راست پر رہا تو میں بھی راہ راست پر آجاؤں گا۔

اور مسیلمہ کذاب سے جب کسی نے سوال کیا کہ تمہارا صاحب یعنی تمہارا فرشتہ تمہارے پاس تاریکی میں آتا ہے یا روشنی میں؟ تو کسی نے کہا: تاریکی میں، تو اس نے کہا: اللہ کی قسم! تم جھوٹے ہو، لیکن میرے

نزدیک مضر کے سچے رسول کے مقابلے میں ربیعہ کا جھوٹا رسول زیادہ محبوب ہے۔

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہم بھی انہیں گمراہ حلیفوں کی طرح ہیں، حالانکہ اللہ تعالی نے ہمارے دلوں کو اپنی کتاب اور اپنے رسول کی سنت سے منور کر دیا ہے، اب اس کے باوجود بھی اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اسکے لئے تباہی اور بربادی ہے۔

پھر بقول آپ کے اگر دو آدمیوں کی وجہ سے اہل سنت دو حصوں میں بٹ گئے ہیں تو یہ محال ہے کہ دونوں حق پر ہوں، اور دونوں ایک دوسرے کے خلاف ہو، ایسی صورت میں یہ لازم آئے گا کہ ان میں ایک حق پر ہو اور دوسرا باطل پر، اور جو باطل پر ہے وہ یا تو باطل محض ہو گا یا پھر اس باطل میں حق کا بھی شائبہ ہو گا، اور یہ معلوم ہے کہ اللہ تعالی نے ہمیں اتباع حق اور اہل حق کی مدد کرنے کا حکم دیا ہے، جیسا کہ ارشاد باری ہے: {اتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ} ترجمہ: تم لوگ اس کی اتباع کرو جو تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر من گھڑت سرپرستوں کی اتباع مت کرو تم لوگ بہت ہی کم نصیحت پکڑتے ہو۔

مزید اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا ہے: {وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ} ترجمہ: اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگاری اختیار کرو۔

اور حدیث میں وارد ہوا ہے:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَنْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَنْصُرُهُ إِذَا كَانَ مَظْلُومًا، أَفَرَأَيْتَ إِذَا كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ أَنْصُرُهُ؟، قَالَ: تَحْجُزُهُ أَوْ تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ، فَإِنَّ ذَٰلِكَ

نَصْرُهُ".

ترجمہ: سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔" ایک صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جب وہ مظلوم ہو تو میں اس کی مدد کروں گا لیکن آپ کا کیا خیال ہے جب وہ ظالم ہو گا پھر میں اس کی مدد کیسے کروں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت تم اسے ظلم سے روکنا کیونکہ یہی اس کی مدد ہے۔

سو اللہ نے ہمیں اپنی شریعت کی اتباع کا حکم دیا ہے؛ اسلئے کہ اسی میں وہ حق ہے جس کے اندر کسی باطل کا کوئی شائبہ نہیں ہے، کیونکہ اللہ نے باطل اور اہل باطل دونوں کی مذمت کی ہے اور ہمیں حق کے ساتھ باطل کو ملانے سے اور حق کو چھپانے سے منع کیا ہے، چنانچہ ارشاد باری ہے: {وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ} ترجمہ: اور حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط نہ کرو اور نہ حق کو چھپاؤ، تمہیں تو خود اس کا علم ہے۔

مزید اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا ہے: {يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ} ترجمہ: اے اہل کتاب! باوجود جاننے کے حق و باطل کو کیوں خلط ملط کر رہے ہو اور کیوں حق کو چھپا رہے ہو؟

اور جو بھی دونوں کے عقائد کا جائزہ لے گا تو اسکے درج ذیل امور واضح ہوں گے:

پہلا: شیخ ربیع سنت کی طرف دعوت میں معروف ہیں۔

دوسرا: شیخ ربیع نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں، آپ کی اکثر کتابیں سنت کے دفاع میں اور سنت کے مخالفین کے رد میں ہیں، اور ہمیں نہیں معلوم کہ آپ نے کسی مسئلے میں دلیلوں کی مخالفت کی ہو، اور شیخ البانی نے اسکی گواہی دی ہے۔

جبکہ ابو الحسن ایک نوجوان مغرور شخص ہے جس نے ایک یا دو کتابیں لکھ دی ہیں، اور وہ بھی ان میں

حق کیلئے خالص نہیں ہے، اور نہ ہی وہ دلیلوں کے ساتھ چلتا ہے، بلکہ اس پر بہت سے ملاحظات ہیں۔

یہ ایک عمومی بات تھی، جبکہ خصوصی طور پر اگر دیکھا جائے تو ہم پاتے ہیں کہ ابو الحسن نے خبر آحاد کی حجیت میں شک پیدا کیا ہے، جبکہ یہ اہل سنت والجماعہ مخالفت ہے، اور اس تعلق سے اس نے معتزلہ کی رائے لی ہے۔

دوسرے یہ کہ وہ علماء کے کلام میں واضح اور صریح کلام کو مجمل پر محمول کرنے کا عقیدہ رکھتا ہے جبکہ یہ سلف کے عقیدے کے خلاف ہے، کیونکہ سلف کے نزدیک ایسا صرف معصوم علیہ السلام ہی کے کلام میں کیا جاسکتا ہے۔

تیسرے یہ کہ وہ اہل سنت والجماعہ کو حقیر سمجھتا ہے، جبکہ بدعتیوں کی تعظیم کرتا ہے، چنانچہ وہ اہل سنت کو ہنگامہ آرائی کرنے والا، بیکار لوگ اور چھوٹی سمجھ والے اور نہ جانے حقارت کے کون کون سے الفاظ استعمال کرتا ہے، جبکہ بدعتیوں کو وہ پہاڑ سمجھتا ہے، چنانچہ جب اس سے مغراوی کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا کہ وہ ایک پہاڑ ہیں ہم انہیں کیسے ہلا سکتے ہیں۔

چوتھے یہ کہ وہ بدعتیوں کیلئے عذر تلاش کرتا ہے، مثلاً سید قطب نے سورہ حجر کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ پوری امت محمدیہ دین سے مرتد ہو چکی ہے، اور اس وقت پوری روئے زمین پر کوئی مسلم حکومت نہیں ہے اور نہ ہی ایسا کوئی مسلم سماج ہے جہاں اللہ کی شریعت اور فقہ اسلامی کے مطابق تعامل برتا جاتا ہو۔ سورہ یونس کے اندر قریب قریب اسی طرح کی بات کہی ہے کہ مسلمانوں کی مساجد بت کدہ ہیں، اور سورہ اخلاص کو وحدت الوجود سے تفسیر کی ہے۔

پانچویں یہ کہ تکفیری مغراوی کیلئے عذر تلاش کرتا ہے۔

چھٹے یہ کہ وہ جہاں بھی جاتا ہے وہاں اس سے بدعتی ہی ملتے ہیں وہ بدعتیوں ہی کے یہاں اترتا ہے اور انہیں سے مانوس رہتا ہے۔

ساتویں یہ کہ اخوان المسلمین کے بارے میں جب سوال کیا گیا تو اس نے کہا کہ یہ اہل سنت والجماعہ میں سے ہیں۔

آٹھویں یہ کہ بہت سے اہل علم نے یہ گواہی دی ہے کہ انہوں نے اس پر کئی بار جھوٹ کا تجربہ کیا ہے۔

جب ابوالحسن کا یہ حال ہے تو پھر ہم کیسے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اہل سنت ان دو آدمیوں کی وجہ سے دو حصوں میں بٹ گئے ہیں، اور آپ نے ان دونوں کو اہل سنت میں شمار کیا ہے، تو کیا یہ صحیح ہے کہ ہم ابوالحسن کو اہل سنت میں مانیں حالانکہ اس کے پاس اس قدر بھیانک امور پائے جاتے ہیں؟!!

جواب: نہیں۔

اور کیا یہ صحیح ہے کہ اسکے پیروکار اہل سنت والجماعہ میں سے ہیں؟!!

جواب: نہیں۔

لیکن اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ابوالحسن اور اسکے پیروکار اہل سنت میں سے ہیں تو ہم اس پر افسوس کے سوا کچھ نہیں کریں گے، اور آپ سے اس قول سے رجوع کے لئے کہیں گے۔

آپ نے ص ۴۴ پر کہا: اس وقت بعض اہل سنت کی طرف سے آپس میں ایک دوسرے پر جرح وقدح اور نقد کی جنگ چل رہی ہے جس سے اختلاف اور بائیکاٹ کا سامنا ہے۔

یہاں تک کہ آپ نے آگے کہا: اور اسکی دو وجہ ہے:

پہلی وجہ: اس وقت اہل سنت میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جن کا کام ہی یہ ہے کہ وہ غلطیوں کو تلاش کرتے ہی خواہ وہ کتابوں میں ہوں یا کیسٹوں میں ہوں، پھر ان لوگوں سے ڈراتے ہیں جن سے غلطیاں سرزد ہوتی ہیں۔

میں کہتا ہوں:

یہ تو منقبت ہے نہ کہ مذمت، کیونکہ سنت کی حمایت سلف کے یہاں منقبت ہے، جی ہاں، ایک سلفی جب سنت کی مخالفت دیکھتا ہے تو اس کے اندر غیرت پیدا ہوتی ہے، وہ مخالفت خواہ کسی کتاب میں ہو یا کیسٹ میں ہو، یا جب وہ دیکھتے ہیں کہ اہل سنت ہو کر بدعتیوں کے ساتھ چل رہا ہے، تو ایسی صورت میں وہ نصیحت کے بعد اس پر نکیر کرتے ہیں، اور جب نصیحت کے بعد بھی وہ سنت پر نہیں آتا تو اسکا بائیکاٹ کرتے ہیں، اور یہ ان کے لئے منقبت ہے، مذمت نہیں۔

پھر آپ نے کہا: جن غلطیوں کی وجہ سے کسی کی تجریح کی جاتی ہے کسی خاص جمعیت کے ساتھ اس شخص کا تعاون کرنا بھی ہے جبکہ اس جمعیت کے تعاون سے شیخ ابن باز اور شیخ ابن عثیمین رحمہما اللہ ٹیلی فون کے ذریعے لیکچرز دیا کرتے تھے۔

میں کہتا ہوں:

اس جمعیت کا نام کویت میں واقع احیاء التراث ہے جسکے صدر عبدالرحمن عبدالخالق ہیں، جن پر بہت سارے بھیانک ملاحظات ہیں اور انکا سلفیوں کے خلاف کلام کرنا اور انہیں حقیر سمجھنا کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔

اور آپ کا یہ کہنا کہ مسلمانوں میں آج بھی کبھی نہ کبھی کچھ لوگ ایسے آتے رہتے ہیں جو دین اور حق کی تائید اور اسکی نصرت کا علم بلند کرنے کا دعوی کرتے ہیں، بت پرستوں، مشرکوں، کافروں اور اباحیت پسندوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کے خلاف سرگرم عمل رہتے ہیں، بلکہ کچھ تو ایسے ہیں جو صرف داعیان دین کے پیچھے پڑے رہتے ہیں، ان پر سب وشتم اور انکی تشہیر کرتے ہیں، ان کے مثالب پر رسائل لکھتے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس سے سلفیوں پر طعن وتشنیع کرنا، انکی عیب جوئی اور بدعتیوں پر انکی نکیر کے طریقہ کار کی مذمت کرنا مقصد ہے۔

اور آپ نے یہاں پر داعیان دین سے مراد اخوانیوں، سروریوں، قطبیوں، تکفیریوں اور ان

خوارج کو لیا ہے جو خروج و بغاوت کیلئے ہمیشہ تیاری کرتے رہتے ہیں۔

جب ہم ان لوگوں پر پہلے کلام کرتے تھے تو وہ بھی اسی طرح سے ہم پر نکیر کرتے تھے، لیکن اب الحمدللہ انہیں اللہ نے رسوا کردیا اور وہ کھل کر سامنے آگئے جب یہ پایا گیا کہ کیسے وہ ملک وملت کو دھوکہ دیتے ہیں اور ان کے پاس سے دھماکہ خیز مواد اور اسلحوں کی ذخیرہ اندوزی پائی گئی، بلکہ عبدالرحمن عبدالخالق کے بعض کلام سے خود ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خود بھی تکفیری ہیں۔

چنانچہ انکا کہنا ہے کہ بدعتیوں پر کلام کرنا ناقص ایمان اور بہت بڑا گناہ ہے، حالانکہ یہ تکفیریوں کا طریقہ ہے، اس مفہوم کا جملہ محمد موسی الشریف کی کتاب [القدوات الکبار بین التعظیم والانبھار، ص ٦٦] کے اندر موجود ہے جسے عبدالرحمن عبدالخالق نے اپنی کتاب [الولاء والبراء] کے اندر نقل کیا ہے۔

اے شیخ عبدالمحسن !اخیر میں کہوں گا:

شیخ ابن باز اور شیخ ابن عثیمین اس جمعیت کے اندر لیکچرز بہت پہلے دیتے تھے، آپ دونوں حضرات نے اس جمعیت کا تزکیہ نہیں کیا ہے، اس سے یہی لگتا ہے کہ جب انہیں اس جمعیت کی حقیقت انہیں معلوم نہیں تھی اس وقت یہ اس کے واسطے سے بولا کرتے تھے، وباللہ بالتوفیق۔

اور آپ کا یہ خیال ہے کہ اشخاص کا امتحان نہیں لینا چاہئے، بلکہ آپ نے اسے بدعت کہا ہے، حالانکہ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لونڈی سے امتحان لیتے ہوئے سوال کیا تھا کہ اللہ کہاں ہے؟ تو اس نے جواب دیا تھا کہ اللہ آسمان میں ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرا سوال کیا کہ میں کون ہوں؟ تو اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں، تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے آزاد کردو، یہ مومنہ ہے۔

اور بعض سلف نے کہا: اہل بدعت کی نشانی یہ ہیکہ وہ اہل حدیث کی عیب جوئی کرتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ اگر کسی کوفی کو دیکھو کہ وہ سفیان ثوری کی عیب جوئی کرتا ہے تو جان لو کہ وہ شیعی ہوگا، اور اگر کوئی

مروزی عبداللہ بن مبارک کی عیب جوئی کرتا ہے تو جان لو کہ وہ جہمی ہے۔

مزید سلف نے یہ بھی کہا ہے کہ کوئی بدعتی ہم سے اپنی بدعت کو چھپا سکتا ہے مگر اپنے اٹھنے بیٹھنے کو نہیں چھپا سکتا، یعنی اسکے اٹھنے بیٹھنے سے معلوم ہو جائے گا کہ وہ بدعتی ہے جب یہ دیکھا جائے گا کہ وہ جس کے ساتھ رہتا ہے اور جس کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے وہ بدعتی ہے، کیونکہ جو جس سے خوش رہتا ہے اور جسے پسند کرتا ہے اسی کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے۔

اخیر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ ایک بھائی کی طرف سے ایک بھائی کیلئے ایک مختصر نصیحت ہے، جس کے ذریعے چند امور پر تنبیہ کرنا مناسب سمجھا تھا، اور اللہ سے دعا گو ہوں کہ وہ ہم سب کے احوال کو درست کرلے اور ہمیں دنیا و آخرت ہر جگہ خیر و بھلائی کے ساتھ رکھے، انہ سمیع قریب۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ۔

کتبہ

احمد بن یحی النجمی